5487

غازی وشہید مرید حسینؒ

عشق ہے رن دا رن ورگا بھاویں لکھ توں لکھ کمائیے جی
پیاری جان جہان ایمان دے کے عاشق رناں دے آن کہائیے جی
جس دے عشق دا رب نوں تیر لگا اُسدے نال محبتاں لائیے جی
ایم۔ ایچ محمد ﷺ دا عشق لگے سوہناں رب رقیب بنائیے جی

مصنف: محمد کعب شریف

Marfat.com

81341S

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ھیں

نام کتاب	____	غازی وشہید مرید حسینؒ
مصنف	____	محمد کعب شریف
ناشر	____	محمد صادق ساکن سدوال (تحصیل وضلع چکوال)
کتابت وترتیب	____	عبدالغنی اور محمد سلیمان
طباعت	____	ایس ٹی پرنٹرز، راولپنڈی
قیمت	____	100 روپے
تعداد	____	1000
تاریخ تکمیل تصنیف	____	یکم نومبر 1887ء
ایڈیشن	____	تیسرا 2003ء
ملنے کا پتہ	____	غازی محل بھلا، ڈاک خانہ کریالہ، تحصیل وضلع چکوال مکتبہ رشیدیہ، چھپٹر بازار، چکوال مکتبہ مدینہ ادریس مارکیٹ ہسپتال روڈ چکوال

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	اِنتساب	۷
۲	عرضِ مؤلف	۹
۳	علاقہ ڈھینی کی عظیم المرتبت شخصیت	۱۴
۴	کہوٹ قریش کا نامور سپوت	۱۷
۵	والدین	۱۵
۶	طفولیت	۲۱
۷	تعلیم و تربیت	۲۳
۸	ابتدائی عملی زندگی	۲۷
۹	نمبرداری سے بیزاری	۳۱
۱۰	سیاسی وابستگی	۳۰
۱۱	خفیہ زبان کی ایجاد	۳۷
۱۲	پیرِ کامل کی بیعت	۴۱
۱۳	تحریکِ بیداری	۴۴
۱۴	تحریکِ عدمِ تعاون	۴۸

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۵	ہندو اور انگریز کا گٹھ جوڑ	۵۴
۱۶	عشقِ رسالتؐ	۵۸
۱۷	توہینِ رسالتؐ	۶۲
۱۸	رام گوپال کی مذموم حرکت	۶۸
۱۹	ایں سعادت بزورِ بازو نیست	۷۳
۲۰	مشن کی درپردہ تیاری	۷۶
۲۱	کشف و کرامت	۸۰
۲۲	اٹل فیصلہ	۸۲
۲۳	آلۂ قتل کے حصول کی جدوجہد	۸۶
۲۴	دہلی میں قیام اور منصوبہ بندی	۹۲
۲۵	رام گوپال کا قتل	۹۶
۲۶	پولیس کی حراست میں	۱۰۰
۲۷	دوست اور لواحقین سے ملاقات	۱۰۵
۲۸	وکلاء کی خدمات کا حصول	۱۰۸
۲۹	مقدمہ کی پہلی سماعت	۱۱۱
۳۰	مقدمہ کی دوبارہ سماعت	۱۱۶
۳۱	انحراف کی کوشش	۱۲۰
۳۲	مریدِ صادق اور پیرِ کامل کی ملاقات	۱۲۵

Marfat.com

نمبرشمار	عنوان	صفحہ
۳۳	حصار جیل سے ایک خط	۱۳۰
۳۴	ہائی کورٹ میں اپیل	۱۳۳
۳۵	حصار جیل میں شب و روز	۱۳۵
۳۶	جیل کی تبدیلی	۱۴۰
۳۷	پاگل قرار دینے کی کوشش	۱۴۳
۳۸	جہلم جیل میں شب و روز	۱۴۷
۳۹	آخری ملاقات	۱۵۳
۴۰	وصیت نامہ	۱۵۶
۴۱	شہادت	۱۵۸
۴۲	نماز جنازہ اور تکفین	۱۶۱
۴۳	بعد کے حالات	۱۶۷
۴۴	اردو اور پنجابی شاعری	۱۷۱
۴۵	حرف آخر	۱۷۴
۴۶	غازی و شہید مرید حسینؒ میموریل کمیٹی	۱۷۶

Marfat.com

نعت

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمال بے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

تری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

تیرہ و تار ہے جہاں گردش آفتاب سے
طبع زمانہ تازہ کر جلوہ بے حجاب سے

(حضرت علامہ اقبال)

Marfat.com

انتساب

اپنی والدہ محترمہ

غلام خاتون کے نام

جن کی شخصیت ساز تربیت نے میرے روز و شب
میں رنگ بھر کر مجھے اس مقدس ہستی پر
قلم اٹھانے کے قابل بنایا۔

محمد کعب شریف

Marfat.com

تقریظ

زیر نظر کتاب "غازی و شہید مرید حسین رح" باصرہ نواز ہوئی۔ الحمدللہ کہ اسکی تصنیف کا شرف میرے ایک قریبی دوست کعب شریف صاحب کو نصیب ہوا۔ یہ کتاب کیا ہے ایک محب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی داستانِ حیات ہے جس نے اپنی جوانی حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کی۔ یہ کتاب جہاں مصنف کی غازی صاحب سے والہانہ محبت کی غمازی کرتی ہے وہاں گلشنِ ادب میں بھی رنگ برنگ پھول کھلاتی ہے۔ مجھے اس کتاب کی ادبی صلاحیت نے بہت متاثر کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب نئی نسل کے نام محبتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے نام ایک پیغام، ایک حوصلہ، ایک ولولہ اور کفر کے مقابلے میں جرأت مندانہ اقدام ثابت ہوگی۔

محمد اکرم مدنی

ایم اے اسلامیات
پروفیسر گورنمنٹ ڈگری کالج جہلم

اطلاع عام

کتاب ہذا غازی و شہید مرید حسینؒ کے حالات زندگی پر مصنف کی سب سے پہلی تفصیلی اور تحقیقی کتاب ہے۔ اس کتاب سے تیار شدہ چربہ اور نقل شدہ مواد کو رائے محمد کمال نامی شخص نے "شہیدان ناموس رسالت پبلیکیشنز محبوب روڈ چاہ میراں لاہور" کے جعلی ایڈریس سے چھپوا کر جھوٹی شہرت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ ہر عہد میں اُس کی عظمت اور سربلندی کے لئے کئی متوالوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دے کر مثالیں قائم کیں اور بے نظیر یادگاریں چھوڑیں یہ اُن عظیم انسانوں کے کارنامے ہی ہیں جو زماں و مکاں کو منور رکھتے ہیں اور مستقبل کے لئے مشعلِ راہ بن جاتے ہیں۔

دینِ حق پر استقامت کی مشعل روشن کرنے والوں میں حضرت بلالؓ کا نام سرفہرست ہے جو گرم ریت پر لٹائے جاتے ہیں اور جن کے جسم پر کوڑے لگائے جاتے ہیں لیکن اُن کے پائے استقلال میں سرِ مو جنبش نہیں ہوتی کہ وہ اسلام سے منحرف ہوں بلکہ لگاتار "احدٌ احد" کا ورد جاری رکھتے ہیں۔ عشقِ محمدؐ میں حضرت اویس قرنی رضؓ کا کوئی ثانی نہیں جو حضورؐ کے ایک دانت کی شہادت کی خبر سن کر اپنی پوری بتیسی نکال دیتے ہیں۔ سردار الشہداء حضرت امام حسینؑ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں جو مسلمانوں کے روپ میں شر کی قوتوں سے محض حفاظتِ دین کی خاطر ٹکراتے ہیں جس کے نتیجے میں بے شمار تکالیف سہہ کر میدانِ کربلا میں اپنے بہتر جاں نثاروں کے ساتھ جامِ شہادت نوش کرتے ہیں۔ بعد کے ادوار میں بھی بے شمار افراد نے اسلام کی بقاء کا جہاد جاری رکھا۔ اولادِ یزید اور پیروانِ ابوجہل سے نپٹنے کے لئے سینکڑوں پروانوں نے قربانیاں پیش کیں جن سے تاریخِ اسلام کے اوراق مزین ہیں کیونکہ انہوں نے جانثاری کے بے مثال مظاہرے پیش کئے انہوں نے عقل کی نہیں عشق کی جنگ جیتی اور جذبے کی تپش کے معرکے میں سرخرو ہوئے۔

Marfat.com

کم عمر عاشقانِ رسولؐ میں حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ کی جرأت، جاں نثاری اور ولولۂ ایمانی کی کوئی مثال نہیں جنہوں نے جنگِ بدر میں ابوجہل جیسے گستاخِ رسولؐ اور دشمنِ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا کر اُس کو واصلِ جہنم کیا۔ اسی طرح ہی کے ملکوتی کرداروں میں بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں صرف ساڑھے تئیس سال کی مستعار لئے ہوئے عمر کی ایک عجوبۂ روزگار ہستی "غازی مرید حسین شہیدؒ" کا نام نامی بھی شامل ہے جن کے کارنامے اسلام کا ایک درخشندہ باب ہے۔ اس نوجوان نے یہ کارنامے پنجاب کے شہر چکوال کے نواحی علاقوں سے شروع کئے اور کچھ ہی عرصہ بعد برصغیر ہند میں غیرتِ اسلامی کا نمونہ بن گیا۔

اپنے قلیل عرصہ حیات میں یہ نوجوان رومانی، انقلابی اور عارفانہ شاعری میں اپنی عظمت کا سکہ جماتا ہے، رفاہِ عامہ کے کاموں میں اپنی مثال آپ ہے۔ ایک مصلح کی حیثیت سے وہ مجسم اضطراب اور سراپا انقلاب بن کر گلی گلی اور گاؤں گاؤں جا کر مسلمانوں کی پستی کا تجزیہ کر کے اُن میں سعی و عمل کی روح پھونکنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ انگریزوں اور ہندوؤں کے خلاف سینہ سپر ہو کر سیاسی معاشی اور مذہبی محاذ پر اپنی برتری کا ثبوت دکھائیں۔ اصل مدعا مسلمانوں کو متحد کر کے اپنے دشمنوں کے خلاف اسلامی انقلاب لانا ہے۔ اس طرح اُس نے ابتلا اور غلامی کے تاریک دور میں بھی روشنی پھیلانے کا کام جاری رکھا۔ اُس کو چشمِ بصیرت عطا کی گئی تھی جس کی بنا پر اُس نے برسوں پہلے ہندو قوم کی ذہنیت اور عناد کا جو تجزیہ کیا آج بھی عملی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اُس کی جدتِ ذہن کی یہ حالت ہے کہ مخصوص قسم کے تبادلۂ خیالات کے لئے پنجابی سے ملتی جلتی ایک نئی زبان ایجاد کرتا ہے اور اگر اُسے زندگی مہلت دیتی تو نہ جانے اس سے کونسا عظیم کام لیتا۔ خاکسار تحریک سے متاثر ہو کر اُس میں شمولیت اختیار کرتا ہے پھر اس تحریک کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنے روز و شب وقف کر دیتا ہے۔ ہندوازم کا خاتمہ، مسلمانوں کی اصلاح اور دعوتِ حق اس نوجوان کی سیاست ہے

Marfat.com

جہاں تک سیاسی بصیرت کا تعلق ہے یہ بطلِ جلیل تعریف کا مستحق ہے کیونکہ اپنے علاقہ میں دو قومی نظریہ کا عملی ثبوت فراہم کر کے پاکستان بنانے کی پہلی اینٹ رکھ دیتا ہے جبکہ قرارداد پاکستان بھی اُس کی شہادت کے کئی سال بعد منظور ہوتی ہے اور یوں تحریک پاکستان شروع کرنے والے ہراول دستہ کے سالار کے طور پر جانا پہچانا جاتا ہے۔

پھر محسنِ انسانیت کے نام مبارک پر (نعوذ باللہ) ایک گدھے کا نام رکھنے والے ملعون ہندو کی نازیبا حرکت پر اس میں غیرت اسلامی کا ایک ایسا جوش پیدا ہوتا ہے جو اسے کشاں کشاں نارنوند ضلع حصار (ہندوستان) لے جاتا ہے۔ ماں، بیوی عزیز و اقارب اور مال و جائیداد کی محبت بھی اُس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ شیطانی حرکت کے مرتکب اس ہندو کو دن دہاڑے قتل کر دیتا ہے۔ مقدمہ کے دوران عدالت میں علی الاعلان قتل کا اعتراف کرتا ہے اور پھر خنداں خنداں تختہ دار پر لٹک کر اپنی ہستی کو زندہ و جاوید بنا دیتا ہے ——————

احوال اُس پر غالب نہ آسکے۔ افراد و جماعت کی کوششیں اُس کو مسخر کر کے اپنی منزل کی طرف گامزن نہ کر سکیں۔ اُس کی زندگی میں ایک مردِ مومن کی تمام صفات نظر آتی ہیں۔ اِس کی قربانی نے تاریخ غیرتِ اسلامی کے صفحات کو تا ابد منور کر دیا۔

ہر شخص اپنی زندگی کے ایک پہلو کو لاثانی بنا سکتا ہے لیکن غازی و شہید مرید حسینؒ نے صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنی حیات کے کئی پہلوؤں کو درخشاں کر دیا۔ مختلف حالات و واقعات کے علاوہ اسلامی ماحول میں پرورش اور تعلیم و تربیت، اساتذہ کی رہنمائی، انگریزوں کے خلاف حریت کی تحریکیں، ہندوؤں کا مسلمانوں کے خلاف عناد اور مسلمانوں کی اُن کے خلاف سرگرم تحریکیں، علامہ المشرقی کی قیادت، پیر کامل کے روحانی فیض اور حضورؐ کی بذریعہ خواب رہنمائی جیسے بے شمار عوامل ہیں جنہوں نے آپ کی کئی صلاحیتوں کو اُجاگر کر کے عظیم المرتبت شخصیت بنا دیا ——

Marfat.com

مرید حسینؒ۔۔ایک شخص کا نام نہیں بلکہ یہ دشمنان اسلام کے خلاف غضب کا پہاڑ، غیرت اسلامی کا شاہکار، جرآت وہمت کا استعارہ، شوکت ایمانی کی تنویر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کے جذبہ بیکراں کی ابدی مثال ہے۔ مرید حسینؒ۔ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا ایک عزم ہے۔ مرید حسینؒ۔۔حصول حقیقت کا ایک عمل ہے جس پر راہ حق کے مسافر چل کر اپنی منزل تک پہنچتے ہیں۔ ایسی منزل جس کا عرفان سالہا سال کے شب گزار زاہد و عابد نہیں کر سکتے۔ لیکن عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جانثاری سے سلوک و معرفت کی تمام منزلیں چشم زدن میں طے کر جاتے ہیں۔ مرید حسینؒ۔ آئندہ نسل کے لئے ایک پیغام ہے کہ اگر وقت کے رام گوپال اگر مستقبل میں کوئی نیا چہرہ تلاش کریں تو غیض وغضب کا آتش فشاں پہاڑ بن کر ان پر ٹوٹ پڑو۔ مرید حسینؒ۔ **لَولاکَ لَما خَلقتُ الافلاکَ** (اے میرے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا) کا اعلان کرنے والے رب کائنات کے دربار میں ایک دعا ہے۔

؎ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کر دے

غازی وشہید دو ایسے الفاظ ہیں جن کا بدل اور مترادف کسی دوسری زبان اور لغت میں نہیں۔ یہ مسلمانوں کی ہی خصوصیت ہے کہ خطرناک اسلامی معرکے سے کامیاب ہو کر زندہ لوٹیں تو غازی کہلوائیں اور اس میں جانثار کر دیں تو شہید ہونے کا اعزاز پالیں۔ غازیت اور شہادت کے پیچھے ایک ایسی شیفتگی ہے کہ دوسری اقوام اور مذاہب باوجود خواہش اور کوشش کے اس جذبے کو پیدا نہ کر سکے۔ اس والہانہ لگاؤ کو کوئی

Marfat.com

گردش حالات کی کروٹ اور نہ ہی حوادث کی سنگینی ختم کر سکتی ہے۔ اور جب سرکار دو عالم ﷺ کی حرمت کے تحفظ کا مشن درپیش ہو تو جان کا نذرانہ پیش کرنا پڑتا ہے۔

نعت ہر شہید نے لکھی   نعت غازی مریدؒ نے لکھی

حضور اکرم ﷺ کی عظمت کو سلام کرنا، آپ کی ناموس سے انس کرنا، آپ کی حرمت کی خاطر کٹ مرنا، آپ کی ناموس کی حفاظت کرتے ہوئے جان دے دینا یا جان لے لینا ہی معراج محبت ہے لیکن غازی وشہید مرید حسینؒ حضور اکرم ﷺ سے اپنے والہانہ عشق میں بہت آگے تھے۔ آپ نے نہ صرف اس کا اظہار کیا بلکہ اپنی سب سے بڑی متاع یعنی زندگی کی بازی لگا کر حضور ﷺ سے محبت کا عملی ثبوت پیش کر دیا۔ آپ نے عشق کے اس جذبہ بیکراں کو اپنے الفاظ میں اس طرح پیش کیا:۔

جس دے عشق دا رب نوں تیر لگا اس دے نال محبتاں لائیے جی
ایم۔ایچ محمد ﷺ دا عشق لگے سوہناں رب رقیب بنائیے جی

ایسی شخصیت جو کبھی کبھی جنم لیتی ہے۔ داد کی مستحق اس زندگی کے حالات سبق آموز بھی ہیں اور قابل تقلید بھی۔ آئیں دیکھیں اس عظیم ہستی نے کہاں جنم لیا۔ کیسے تعلیم و تربیت مکمل کی، کن کن حالات، واقعات اور شخصیات نے اس کے روز و شب میں رنگ بھرا۔ اس نے اسلام کے لئے کیا کیا کارنامے سرانجام دیئے، کیا صعوبتیں برداشت کیں اور پھر کس طرح خوشی سے شہادت کو گلے لگالیا۔

محمد کعب شریف

یکم نومبر 1987ء

Marfat.com

علاقہ دھنی کی عظیم المرتبت شخصیت

صوبہ پنجاب میں دھنی کا علاقہ لنڈی پٹی پوٹھوہار، ونہار، کہون اور جھنگڑ کے درمیان واقع ہے۔ یہ علاقہ زیادہ تر تحصیل چکوال پر مشتمل ہے جو کہ قدیم تہذیب کا مسکن چلا آرہا ہے۔ دھنی کے نام کے بارے میں مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں۔ زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ یہ نام آریاؤں کے عہد سے اس علاقہ سے منسلک ہے۔

دھنی کا علاقہ قدیم دور ہی سے تاریخی اہمیت کا حامل چلا آرہا ہے۔ یہ خاص کر جیالے نوجوانوں دلکش مناظر، تاریخی مقامات، دھنی نسل کے بیلوں، زری جوتیوں اور پیٹرول کے وافر ذخائر کی وجہ سے مشہور ہے۔ علم و ادب کی نشو و نما میں بھی اس کا بھرپور حصہ ہے۔ دھنی میں مشہور اقوام مائر منہاس، مغل کسر، کہوٹ قریش، اعوان قطب شاہی، شیخ گدھوک، جنجوعہ راجپوت اور گجر بستی ہیں جنہوں نے اس علاقہ کو بنانے میں اہم کردار سرانجام دیا۔ قیام پاکستان کے بعد اس کی عسکریت سے متاثر ہو کر ہی مولانا ظفر علی خان نے ایک دفعہ کہا تھا ؎

نام اس تحصیل کا چکوال ہے
خاکِ پاکستان کی یہ ڈھال ہے

دوسرے علاقوں کی طرح دھنی کی زمین بھی بڑی مردم خیز ہے۔ اس سرزمین نے

۱۔ دھنی ادب و ثقافت از پروفیسر انور بیگ اعوان

اولیاء، عاشقانِ رسولؐ عالم، شاعر، مصنف، سیاست دان اور عظیم المرتبت غازی و شہید پیدا کئے ہیں جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں اپنی خداداد صلاحیتوں اور جان نثاری کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں جن پر تاریخِ اسلام ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔

اس علاقہ کا مشہور شہر چکوال ہے جو کہ راولپنڈی سے تقریباً ایک سو کلومیٹر جنوب میں واقع ہے۔ چکوال کے جنوب مشرقی علاقہ میں بھلہ نامی گاؤں ہے۔ یہ گاؤں چکوال سے صرف دس کلومیٹر دور چوآسیدن شاہ جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ اسی گاؤں میں مرید حسین رح پیدا ہوئے اور سن شعور کو پہنچ کر اپنا تعارف یوں کرایا ہے

ضلع ہے جہلم[1] گجرات کو لے موضع بھلہ تحصیل چکوال بیلی
ڈاک خانہ کریالہ ہے خاص میرا وطن دھن چھوار خوشحال بیلی

دھنی کی دھرتی یقیناً خوش قسمت ہے جس نے حضرت حسین رض کے ایک مرید کو جنم دیا جنہوں نے احیاء اسلام اور جانثاری کے وہ نقش چھوڑے کہ ہر شخص داد و تحسین سے پکار رہا ہے

واہ واہ غازی مرید حسینا
رنگ دھنی نوں لایا ای

اس طرح زندگی میں ایک لاکھ بار ختم قرآن پاک کرنے والی ...ن احمد ...یلانی (چکوال میں جہلم روڈ پر چونگی کے نزدیک مشرق کی جانب قبرستان میں مدفون) جیسی نابغہ روزگار شخصیت کی طرح علاقہ دھنی میں ایک انوکھے اور نرالے باب کا اضافہ کیا اور علاقے کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی آماجگاہ بنا دیا۔

---

[1] مرید حسین کے عہد میں تحصیل چکوال ضلع جہلم میں شامل تھی۔

Marfat.com

نقشہ علاقہ دھنی

Marfat.com

کھوٹ قریش کا ناموسِ پوت

مصنف کی تحقیق کے مطابق علاقہ دھنی میں حضرت علیؓ کے دو غیر فاطمی بیٹوں کی نسلیں آباد ہوئیں اور بعد میں دونوں ہی کھوٹ قریش کی قومیت سے موسوم ہوئیں۔ خاندانِ کھوٹ قریش کے شجرہ دانوں کے مطابق ایک نسل کا سلسلہ حضرت علیؓ کے غیر فاطمی بیٹے حضرت عمرؓ سے جا ملتا ہے۔

نکہ کھوٹ (تلہ گنگ) میں قبیلہ کھوٹ قریش کی ذیلی شاخ کا سلسلہ نسب حضرت علیؓ کے غیر فاطمی فرزند حضرت محمد بن حنیفہؒ سے ہوتا ہوا حضرت محمد عون قطب شاہؒ تک پہنچتا ہے جن کی نسل برصغیر پاک و ہند میں "اعوان" کے نام سے مشہور ہوئی حضرت محمد عون قطب شاہؒ کے پوتے حضرت محمدؒ کا عرف کھوٹ تھا چنانچہ ان سے جو اولاد ہوئی وہ اپنے آپ کو کھوٹ کہلانے لگی۔ ؎

۱۳۳۰ء میں سیالکوٹ کے حاکم راجہ ساہن پال کے حکم سے جب ایک کم سن سید زادہ کو زندہ دیوار میں چن دیا گیا تو اس کی والدہ کی فریاد پر جب حضرت امام علی الحق ہمدانیؒ کی قیادت میں سیالکوٹ پر چڑھائی کی گئی تو کھوٹ خاندان کے افراد نے بھی اس معرکہ کو سر کرنے میں اہم کردار سرانجام دیا۔ اس خاندان کے ایک فرد سید نواب علی نے ۱۳۵۹ء میں فیروز تغلق سے تعلق قائم کر کے شہرت پائی۔ بعد میں اس خاندان کے افراد مختلف علاقوں میں آباد ہو گئے۔

علاقہ دھنی بھی خاندان کھوٹ قریش کا چودھویں صدی عیسوی سے مسکن چلا آرہا ہے سب سے پہلے اس قوم کے افراد دسرلہ میں آباد ہوئے۔ تاہم ایک عرصہ تک یہ ایک غیر معروف قوم ہی گنی جاتی رہی۔ اس خاندان کی آبادیاں اس وقت پھیلنا شروع ہوئیں جب مغل فرمانروا ظہیر الدین بابر کے ہندوستان پر ۱۵۱۹ء کے حملہ کے بعد اس کے وزیر مندو بیگ نے اس

؎ حال سفر از فرش تا عرش مصنف باغ حسین کمال

Marfat.com

قوم کو جنوبی دھنی کا علاقہ آباد کرنے کو کہا۔ ایک روایت کے مطابق شیر خان اس دور میں قوم کا سرکردہ فرد تھا۔ بیسویں صدی عیسوی کے پہلے عشرہ کے بعد اس خاندان کے افراد نے اپنی قوم کے ساتھ لفظ "قریش" کا اضافہ کر لیا اور یوں "کھوٹ قریش" کہلانے لگے۔

کھوٹ کی اولاد ہی سے بھلہ نامی شخص پیدا ہوا جس نے گاؤں "بھلہ" آباد کیا۔ اس گاؤں میں زیادہ تر کھوٹ قریش کے افراد نے رہائش اختیار کی۔ اسی گاؤں کے کھوٹ قریش گھرانہ کے ایک خوش قسمت فرد عبداللہ خان کے ہاں مرید حسینؒ نے جنم لے کر اپنے خاندان کا نام روشن کیا۔

کھوٹ قریش کے نسب دانوں کے مطابق آپ کے شجرہ نسب کے بڑے خدوخال یہ ہیں۔

حضرت علیؓ
|
حضرت عمرؒ
|
نواب علی مردان
|
کھوٹ
|
شیر خان دھونا
|
بھلہ
|
مرید حسینؒ

Marfat.com

والدینؒ

والد :

مرید حسینؒ کے والد کا نام عبداللہ خان تھا مگر لوگ انہیں "عبدل" پکارتے تھے۔ اُن کا رنگ گندمی، قد میانہ، بڑھاپے کی وجہ سے کمر کچھ خمیدہ اور داڑھی بالکل سفید تھی۔ وہ گاؤں میں کافی زمین کے مالک تھے اور مالی طور پر خوشحال تھے۔ وہ ان پڑھ تھے اور گاؤں کے نمبردار تھے ایک انگوٹھی پہنتے تھے جس پر اپنا نام کندہ کرایا ہوا تھا۔ اسی کندہ شدہ نام کی مہر لگا کر اپنے دستخط کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

وہ سچے مسلمان، حق بات کرنے والے انسان، حق تلفی اور بے انصافی کرنے کے مخالف اصولی آدمی، سیدھی راہ پر چلنے والے، غرور اور تکبر سے نفرت کرنے والے اور گندی ذہنیتوں والے زمیندار قسم کے لوگوں سے بالکل الگ شخص تھے۔ وہ پکے نمازی تھے اور غیبت کرنے کی بجائے ہر کسی کی خامی بلا لحاظ اُس کے منہ پر صاف کہہ دیتے تھے۔

عبدل بے شمار صفات کے مالک تھے اور سچ تو یہ ہے کہ مرید حسینؒ جیسے عظیم انسان کے باپ ہونے کے اہل تھے۔ یہاں پر اِن کی عظمتِ کردار کے دو واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔

گاؤں کا مہدی نامی شخص عبداللہ خان کے ایک قرابت دار کی کوششوں سے فوج میں بھرتی ہوگیا۔ اُس زمانہ میں غیر کاشتکار لوگوں کی فوج میں بھرتی انگریزوں کے حکم سے ممنوع تھی۔ اس قرابت دار نے مہدی کو اس امید پر بھرتی کرایا تھا کہ عبداللہ خان سے اس کے کاشتکار ہونے کی تصدیق کرا لوں گا۔ لیکن جب صفائی کے کاغذات آئے تو عبداللہ خان نے جھوٹی تصدیق کرنے سے صاف انکار کر دیا یہ کہتے ہوئے :

"میں جھوٹی تصدیق کر کے جھوٹ کو حقیقت کا روپ نہیں دے سکتا"

Marfat.com

گاؤں میں ایک لڑکی اغوا ہو گئی۔ اس اغوا میں ایک شخص محمد دین ملوث تھا۔ جب لڑکی کے عزیز و اقارب نے اس پر شک کیا تو تھانیدار نے اس سے صفائی طلب کی۔ چنانچہ محمد دین عبداللہ خان کو اپنی صفائی اور شہادت کے لئے لے گیا کہ وہ میری بے گناہی کا بیان دیں گے۔

تھانیدار کو عبدل پر بہت یقین تھا۔ اس نے کہا کہ میں ان کے بیان پر مزید کارروائی کا فیصلہ کروں گا۔

عبداللہ خان نے حاکم تھانہ کو سچ سچ بتا دیا کہ یہ اغوا رو ڈاکو محمد دین نے مل کر کیا ہے۔

ان کے اس بیان پر محمد دین ہکا بکا رہ گیا۔ بعد میں تھانیدار نے ان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا اور عدالت سے سزا دلوائی۔

یہ حقیقت ہے کہ ایسے ہی راست باز باپ کا خون جب اس کے کسی سپوت کی رگوں میں ہوتا ہے تو وہ جھوٹ بول کر جان بچانے کی بجائے سچ کا دانشگاف لفظوں میں اعلان کر کے تختہ دار چوم لیتا ہے۔

والدہ

جس عورت نے مرید حسین کو جنم دیا اور پروان چڑھایا اس کا نام غلام عائشہ تھا۔ عبداللہ خان کی غلام عائشہ سے دوسری شادی تھی۔ شومئی قسمت سے ان کی پہلی بیوی سے اولاد نوجوانی ہی میں فوت ہو گئی اور اس کے بعد بیوی بھی رحلت کر گئی۔ عبداللہ خان اس وقت بڑھاپے کی آخری منزل پر تھے۔ اس عمر میں ان کو خدمت گار کی ضرورت تھی اور دوسری طرف یہ خواہش تھی کہ ان کی جائیداد کا کوئی وارث بیٹا پیدا ہو۔ ان ہی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے غلام عائشہ کے والد سے رشتہ مانگا تو انہوں نے اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔ بڑھاپے کی اس منزل پر بھی عبداللہ خان نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید پر شادی کر لی کہ شاید ان کی موت کے بعد ان کا کوئی نام لینے والا ہو۔

غلام عائشہ ایک نیک خاتون تھیں۔ لوگوں کے ساتھ ان کا رویہ نہایت ہمدردانہ ہوتا۔ وہ ایک کشادہ دل اور بہت سخی قسم کی عورت تھیں۔ غریبوں اور محتاجوں کی اکثر دل کھول کر مدد کیا کرتی تھیں۔

شاید یہی وہ اچھائیاں تھیں جو قادر مطلق کو بھا گئی تھیں اور پھر ان کی گود ایسے گوہر سے بھر گئی جس پر لاکھوں مائیں رشک کرتی رہیں گی۔

Marfat.com

طفولیت

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

پیدائش

عبداللہ خان اپنے علاقہ کے پیر سید جمیل شاہ ساکن ڈھڈیاں کے مرید تھے۔ انہی پیر صاحب کی دعاؤں اور تعویذوں سے اللہ تعالیٰ نے عبداللہ خان کو ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء کو فرزند ارجمند سے نوازا۔ اس بچہ کا نام سید جمیل شاہ صاحب ہی نے "مرید حسینؒ" رکھا۔ مرید حسینؒ کی خالہ کی روایت کے مطابق اُن کی پیدائش تقریباً عشائ کے وقت ہوئی۔ ایک روایت ہے کہ مرید حسینؒ کے پیدائش کے وقت دانت بھی موجود تھے گو عبداللہ خان اور غلام عائشہ دونوں کے لئے یہ انتہائی خوشی کی گھڑی تھی لیکن عبداللہ خان خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص بخشش سے بڑھاپے کی عمر میں اُن کو اپنے فضل سے نوازا تھا۔ عبداللہ خان اپنے پیر صاحب کے بھی ممنون تھے جن کی دعاؤں کے طفیل اُن کو یہ بر ملا۔ اس خوشی کے موقع پر انہوں نے سید جمیل شاہ صاحب کو دس بگھہ زمین دے دی۔

پیشین گوئی

کارخانہ قدرت کا دستور ہے کہ وہ اپنی غیبی حقیقتوں کو مبہم اشارات کے ذریعے ظاہر کر دیتا ہے اب یہ انسانی بصیرت پر منحصر ہے کہ اُس کو افشا کر سکتا ہے یا اپنی کم نگاہی کی وجہ سے مخفی

Marfat.com

رکھتا ہے۔ کو قدرت کی طرف سے یہ اعزاز روحانی طور پر اعلیٰ مقام پر فائز ہستیوں کو ملا ہوتا ہے کہ قدرت کی ان حقیقتوں کی پردہ دری کریں یا پردہ پوشی کریں لیکن چند انسانوں کو بھی یہ ودیعت دی گئی ہوتی ہے کہ وہ بھی مشاہدات کے تجزیہ سے کسی ایسی ہی حقیقت کا انکشاف کر دیں۔ اسی سلسلہ میں مرید حسینؒ کی نانی سے روایت ہے کہ میں اُن کی پیدائش کے وقت موجود تھی۔ مرید حسینؒ کا ناڑ گلے میں کئی چکر کھا کر لپٹا ہوا تھا جس پر میں نے اُسی وقت پیشین گوئی کر دی تھی کہ اس بچے کی موت بڑے ہو کر پھانسی پانے سے ہوگی۔ ——— اور پھر لوگوں کو اس پیشین گوئی کے عملی ثبوت کو ملاحظہ کرنے کے لئے کئی برسوں کا انتظار کرنا پڑا

والد کی وفات

مرید حسینؒ کے ساتھ والدین کا والہانہ پیار تھا۔ وہ اس بچہ کو دیکھ کر جیتے تھے کیوں کہ یہی لختِ جگر دونوں کی امیدوں کا سہارا تھا۔ مرید حسینؒ انتہائی لاڈ اور پیار سے پل رہے تھے بدقسمتی سے اُن کی عمر ابھی تقریباً پانچ برس ہی تھی کہ عبداللہ خان کا انتقال ہو گیا اور یوں آپ چھوٹی عمر ہی میں سایۂ پدری سے محروم ہو گئے ——— اب غلام عائشہ کی بیوگی کا واحد سہارا مرید حسینؒ ہی تھے چنانچہ انہوں نے اپنے لختِ جگر کو اس شفقت، پیار اور توجہ سے پالنا شروع کیا کہ کبھی بھی والد کی محرومی کا احساس نہ ہونے دیا۔

81345

Marfat.com

تعلیم و تربیت

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

جس طرح عظیم انسانوں کو بامِ عروج اور بلندی پر پہنچانے کے لیے اساتذہ کی تعلیم و تربیت کا خصوصی کردار شامل ہوتا ہے اسی طرح مرید حسینؒ کی شخصیت میں رنگ بھر کر کئی اساتذہ نے اپنے اپنے نقش و نگار ثبت کئے اور ان کی ہستی کو نابغہ روزگار بنا دیا۔ آپ کے اساتذہ میں خوشی محمد اس سلسلے میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

مذہبی تعلیم

آپ نے دینی تعلیم سید محمد شاہ سے حاصل کی جو اُس وقت گاؤں کی مسجد کے امام تھے اور آپ کے ہمسایہ میں رہتے تھے۔ اسلام میں مذہبی تعلیم کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ حقیقت میں یہ اسلامی تعلیم کا ہی اثر تھا جس نے آپ کے دل و دماغ میں اس کی محبت کو اجاگر کیا جس کا آپ نے بعد میں مظاہرہ کیا۔

پرائمری تعلیم

اِس وقت دُنیاوی تعلیم کے لیے موضع بھلہ میں کوئی سکول نہ تھا۔ گاؤں کے لڑکے کریالہ (ساتھ ہی ملحقہ گاؤں) میں تعلیم کے لئے جایا کرتے تھے۔ کریالہ میں چار جماعتوں تک تدریس کی جاتی تھی اور سکول کو "کالا سکول" کہتے تھے۔ مرید حسینؒ نے بھی اسی سکول میں داخلہ لیا۔ آپ

Marfat.com

کے استادوں میں غلام محی الدین، منشی اجودھیا داس اور خوشی محمد قابل ذکر ہیں کیونکہ آپ کو پڑھائی کا شوق تھا۔ اور والدہ اس شوق کو پورا کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے استاد خوشی محمد کو آپ نے گھر پر ہی رکھا ہوا تھا تاکہ سکول کے اوقات کے علاوہ بھی اُن سے درس و تدریس کے سلسلہ میں رہنمائی حاصل کی جائے۔

ثانوی تعلیم

پرائمری تعلیم کو مکمل کرنے کے بعد آپ کو گورنمنٹ ہائی سکول چکوال میں داخل کرایا گیا۔ اگرچہ یہ سرکاری سکول تھا لیکن اس میں کوئی غیر مسلم تعلیم حاصل نہ کرتا تھا اور یہ غیر سرکاری طور پر اسلامیہ سکول ہی کہلاتا تھا۔ جس وقت مرید حسینؒ اس سکول میں زیر تعلیم رہے۔ اساتذہ کی ایک بہترین جماعت تدریس کے فرائض سرانجام دے رہی تھی۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر نصیر الدین تھے جو کہ نماز کے سخت پابند اور نیک آدمی تھے۔ چوہدری فضل کریم دوسرے نمبر پر تھے وہ بھی اسلامی ذہن کے مالک تھے طلبا کو کاملاً ایک اسلامی ماحول میسر تھا۔ دوسرے اساتذہ میں مولوی لطیف، مولوی محمد دین، قاضی غلام احمد، قاضی غلام مہدی اور ادیب صاحب کے نام قابل ذکر ہیں۔ قاضی غلام مہدی نے سکول کے ساتھ طلبا کے لئے ایک مسجد بھی بنوائی تھی۔ طلبا کو اسلامی احکام پر سختی سے کاربند ہونے کی ہدایت کی جاتی تھی۔

ثانوی تعلیم نے آپ کی شخصیت کو نکھارنے میں اہم کردار سرانجام دیا۔ اور آپ کی شخصیت کو کانٹ چھانٹ کر ایک سچے موتی کے روپ میں ڈھال دیا۔

Marfat.com

ہوسٹل میں قیام

قاضی غلام مہدی اور مولوی لطیف سکول کے ہوسٹل میں رہتے تھے اور ہوسٹل میں رہنے والے طلباء کی حاضری مسجد میں لگاتے تھے۔ ثانوی تعلیم کے حصول کے دوران آپ نے ہوسٹل میں قیام کیا۔ میجر شیر محمد سے روایت ہے کہ ہم دونوں چھٹی کے طالب علم تھے اور چکوال ہوسٹل میں رہتے تھے۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ مرید حسین بار بار کروٹ بدل رہا ہے اور اس کو نیند نہیں آ رہی تھی میرے استفسار پر اس نے بتایا کہ میں نے بوسکی کا جو کپڑا پہنا ہوا ہے اس کی سلائی موٹے دھاگے سے کی گئی ہے اور یہی سلائی میرے جسم کو تکلیف دے رہی ہے جس کی بنا پر مجھے نیند نہیں آ رہی ہے۔

میٹرک میں کامیابی

ثانوی تعلیم کے دوران آپ محنت اور لگن سے پڑھائی میں مشغول رہے۔ آپ نے میٹرک کا امتحان ۱۹۲۳ء۔۲۴ء میں اول درجہ میں پاس کیا۔ چکوال میں اعلیٰ تعلیم کا بندوبست نہ ہونے اور گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے آپ نے تعلیم کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

کھیل کود

اگرچہ آپ کا جسم دبلا پتلا تھا لیکن آپ کھیلوں میں بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ کبھی خود کھیلتے تھے اور کبھی تماشہ بین کی حیثیت سے کھیل سے باہر رہتے۔ کبھی کبھی چوگان اور ہاکی بھی کھیلتے تھے۔ اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کئی دفعہ کبڈی کھیلی اور کشتی لڑی۔ آپ کے زیادہ تر ہم عمر دوست کھیل کے دوران آپ کی دبلی جسمانی ساخت کی وجہ سے عموماً مذاق کرتے تھے۔

Marfat.com

پسندیدہ اشعار

زمانہ طالب علمی میں آپ نے ایک مخصوص کاپی بنائی ہوئی تھی۔ اس کاپی میں آپ اُردو اور پنجابی کے پسندیدہ اشعار لکھ لیا کرتے تھے۔ اس انتخاب سے چند ملاحظہ ہوں ؎

اُردو :

کبھی آ کے میرے جو ماہ رو تو ضیا تمہاری سے خستہ رو
پائے خنکی آب حیات کی بس پیتے ہی میں جان دوں

محبت جانبازی ہے لگا لے جس کا جی چاہے
بھرا ہے زہر کا پیالہ اٹھا لے جس کا جی چاہے

نہ جبز آئینہ کوئی بھی تیرا ثانی نظر آیا
رخ خورشید بھی دیکھا نظر مثل قمر آیا

پنجابی ماہیا :

آسمانی تہاز چڑھے ـــــ جس دم یاد پویں تو ہیں نویں فریاد کرے

پنجابی سہ حرفی :

ن : نام دساں تینوں یار والا رکھیں یاد تو ہوشیار ہو کے
اِک یار دے نام (م) آوے اِک (ح) آوے مزیدار ہو کے
فر (م) تے (د) ایہہ حرف چارے وچ نام دے آون خدمت گار ہو کے
میرے یار دا ورد پکا ہر دم ہنیں تاں جائیں دوزخیں شرمسار ہو کے

Marfat.com

ابتدائی عملی زندگی

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

آپ نے عملی زندگی میں قدم رکھ کر اپنے پسند کے مشاغل اختیار کئے اور آہستہ آہستہ اپنے مقاصد کی طرف بھی رواں دواں رہے اس کے علاوہ گاؤں میں حاسدین اور شر کی طاقتوں سے بھی نبرد آزما ہوتے رہے۔

کھیتی باڑی

گاؤں میں آپ کافی زمین کے مالک تھے۔ اس سے قبل آپ کی والدہ اور قریبی رشتہ دار زمین کی دیکھ بھال اور کاشتکاری کے کام کی نگرانی کرتے تھے۔ چونکہ آپ تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے اس لئے اب ان فرائض کو خود سنبھال لیا مزید برآں نمبرداری کی ذمہ داری بھی اپنے ہاتھوں میں لے لی جو کہ اس سے قبل آپ کا ایک رشتہ دار سر انجام دے رہا تھا۔

مشاغل

اس دور میں آپ کئی مشاغل میں مصروف رہتے۔ گاؤں میں ایک والی بال کی ٹیم منظم کی گئی تو آپ دلچسپی سے اس کھیل میں حصہ لیتے۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی تفریح سے بھی دل بہلاتے۔ ان دنوں مسلمانوں کا ایک تھیٹر بہت مشہور تھا۔ جب یہ تھیٹر چکوال میں دکھایا گیا تو آپ نے اپنے ایک دوست مولا بخش کے ساتھ اس کو دیکھا۔ اس تھیٹر کے چند اشعار ایسے

Marfat.com

تھے جنہوں نے مرید حسینؒ کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی : ـ

پوچھا قمری سے میں نے کہ یہ تو بتا
سرو پر کس لئے ہے تیرا دل فدا
بولی کرتی ہوں خالق کی حمد و ثنا
میری کوکو کی آواز سمجھا نہ تو
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو
پوچھا گل سے جو میں نے کہ اے خوبرو
اس کی بو تجھ میں ہے کس کی رنگت ہے تو
ہنس کے بولا کہ اے طالب رنگ و بو
اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو،

قتل کی سازش

گاؤں کی زندگی عجیب طرح کی ہوتی ہے۔ اس میں بسنے والے لوگ اگر محبت کرنے پر آجائیں تو جانیں نچھاور کر دیتے ہیں اور اگر اُن کے دلوں میں مذموم جذبات مثلاً حسد اور کینہ وغیرہ موجزن ہو جائیں تو خون کی ہولی کھیلنے سے بھی کسی صورت میں دریغ نہیں کرتے ہیں مرید حسینؒ کا واسطہ بھی مذموم جذبات رکھنے والے لوگوں سے پڑا۔

عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی آپ نے گاؤں کے معاملات میں عمل دخل کی ابتدا کی آپ کی اس مداخلت کو اُن پرانے چہروں نے پسند نہ کیا جو گاؤں میں اپنی سیاست چمکائے ہوئے تھے۔ وہ اب ایک نوجوان کی پالیسیوں سے خائف ہونے لگے۔ کیونکہ یہ اُن کی چودھراہٹ

Marfat.com

پر کھلا حملہ تھا۔ آہستہ آہستہ آپ کے خلاف مخالفین کی ایک جماعت بن گئی جس کی یہ کوشش تھی کہ آپ کو کسی جھگڑے میں پھنسا کر ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔

آپ نے اپنی زمین کو استعمال کرنے والے ایک بافندہ سے جب کرایہ وصول کرنے کا تقاضا کیا تو اُس نے دینے سے انکار کر دیا۔ مخالفین جو موقع کی تلاش میں تھے انہوں نے اس بافندہ کو ہتھیار اٹھانے پر اکسایا اور درپردہ ہر قسم کی مدد اور اعانت کا یقین بھی دلایا۔ اسی وجہ سے جھگڑا کھڑا ہو گیا جس کے دوران بافندوں نے طیش میں آ کر بھڑکانے والوں کے سرغنہ کا ہی قصہ تمام کر دیا اور کئی لوگوں کو زخمی کر دیا۔ یوں مخالفین اپنی آگ میں خود ہی جل گئے۔

سازش کے پیچھے فضل حسین نامی شخص تھا جو بھلہ کے جنوب میں واقع آپ کی زمین کو استعمال کرنے والے بافندوں کو طیش دلاتا رہتا تھا۔ اتفاق سے نور خان اور شاہ نواز کو جب اس سازش کا علم ہوا تو یہ حضرات باری باری ان بافندوں کے پاس گئے اور انہیں کوئی بھی اشتعالی کام سرانجام دینے سے منع کیا مگر بافندے ان حضرات سے بھی الجھ پڑے اور سخت زدوکوب کی۔ فضل حسین کو جب اس واقع کی اطلاع ملی تو فوراً بافندوں کے پاس آیا اور ان کی سخت سرزنش کی اور کہا کہ تمہارا اصل ٹارگٹ تو مرید حسین ہے اس پر وہ بپھر گئے اور سمجھے کہ یہ تمام افراد ایک ہی گروہ کے ہیں۔ چنانچہ ایک بڑی چھری سے پے در پے وار کر کے اس سازشی کا قصہ ہی تمام کر دیا۔ اس طرح وہ اپنی ہی بھڑکائی ہوئی آگ میں خود ہی جل کر راکھ ہو گیا۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

Marfat.com

شاعری

آپ کو مطالعہ کا شوق تھا چنانچہ تعلیم سے فراغت کے بعد بھی اس شوق کو جاری رکھا اس ذوق کی تسکین کے لئے مولوی ممتاز صاحب کا شاگرد بن کر "بیاض آزاد" پڑھنے کا سلسلہ بھی ایک دفعہ آپ نے شروع کیا۔ شعر و شاعری سے فدرتی شغف تھا۔ اور آپ کی طبیعت بھی اس طرف مائل تھی جس کی بنا پر اس دور میں شعر گوئی کا مشغلہ بھی اپنایا۔ آپ نے اس زمانہ میں اردو اور پنجابی زبان میں طبع آزمائی کی ہے۔ اس عہد کی شاعری کلاسیکی انداز لئے ہوئے ہے۔ اور زیادہ تر روائتی رومانی اشعار پر مشتمل ہے۔ اس دور کی شاعری کے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں

اردو :

عشق گر اُس کو نہ ہوتا احمدؐ مختار کا
یہ زمین و آسماں پیدا نہ کرتا وہ کبھی

تمنا بھی اگر آئے ہمارے ہونٹ پر آئے
آپ کہہ دیتے ہو کہ بس اور کچھ تکرار نہیں

پنجابی ماہیا :

ساڈی سر بیلے ——— دل ساڈا رہندا ذکر تیرے وچ ہر ویلے
بازا اُڈ چلیا ——— ڈھول نہ ملیا وچہ نصیباں نہیں لکھیا

پنجابی سہ حرفی :

ا۔ اک قسم خدا دی تینوں گھتاں ووجے واسطے نیں پیغمبراں دے
اِس تھیں نرمی نال عرض کرنا بھیت دیہو سجناں نسیں اندراں دے
تیرے غم تے نالے فراق سجناں جان پیس چھوڑی مثل جنداں دے
بار بار ایہو عرض کرناں سیر کرن دیہو تسیں سمندراں دے

Marfat.com

نمبرداری سے بیزاری

نمبرداری نظام

آپ کے نابالغ ہونے کی وجہ سے نمبرداری کی ذمہ داری آپ کے ایک رشتہ دار غلام محمد ولد صدو خاں سرانجام دے رہے تھے۔ تعلیم کا سلسلہ ختم کرنے کے بعد آپ نے یہ کام بھی خود سنبھال لیا۔

انگریز عہدِ حکومت میں سرکاری کارندوں تک رسائی کی وجہ سے نمبردار کو معاشرے میں بظاہر اعزت و تکریم سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ نے یہ ذمہ داری سنبھالنے کے کچھ مدت بعد ہی محسوس کر لیا کہ یہ بوجھ بہت بھاری ہے۔ وجہ یہ تھی کہ آپ کا مزاج کچھ اور طرح کا تھا اس کی تعمیر غیرت مندی اور خودداری جیسے عناصر سے مل کر ہوئی تھی۔ اس کے برعکس نمبرداری نظام کا تمام تر دارومدار چاپلوسی جیسی قبیح حرکت پر قائم تھا۔ آپ کی طبیعت اور اس نظام میں کوئی مناسبت نہ تھی۔

غلامی کے اس دور میں انگریز کے اہل کار اور پولیس کا عملہ مقامی لوگوں سے جو ناروا سلوک کرتے آپ اس پر کڑھتے۔ مرید حسین جیسے غیرت مند کے لئے مشکل تھا کہ ان کارندوں کی ہاں میں ہاں ملاتے رہیں۔

نمبرداری نظام کی یہی وہ خرابیاں تھیں جس کی وجہ سے آپ بیزار نظر آنے لگے۔ آخر کار آپ نے کافی سوچ بچار کے بعد اس پھندے سے چھٹکارا پانے کا فیصلہ کیا۔ سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ انگریز اور اس کے کارندوں کی غلامی کرنا نہیں چاہتے تھے آپ کو انگریزوں سے نفرت تھی جو کہ اس ملک پر جبراً حکومت کر رہے تھے۔ ہر طرف انہوں نے اپنی عیاری اور مکاری کا جال بچھایا ہوا تھا۔

Marfat.com

دست برداری

سب سے پہلے ایک مفصل مضمون لکھا جس میں یہ تحریر کیا کہ انگریزوں نے یہ نظام کب اور کیوں رائج کیا۔ ۱۸۶۰ء میں نمبردار کے کتنے وسیع اختیارات تھے۔ پھر یہ ۱۸۸۰ء میں کم کر دیئے گئے اور ۱۹۰۰ء کے بعد نمبرداری کی حیثیت بہت معمولی کر دی گئی۔

عملی طور پر نمبرداری سے بیزاری اور دست برداری کا اظہار کرنے کے لئے دسمبر ۱۹۳۵ء کی ایک رات کو مرید حسینؒ نے اپنے ایک رشتہ دار شاہ ولی اور چچا زاد بھائی خیر مہدی کو اپنے گھر بلایا۔ اُن کے سامنے اپنے پہلے سے تحریر شدہ مضمون کو پڑھا جس میں نمبرداری نظام کی ابتدا مراحل اور خرابیوں کا تفصیل سے ذکر کیا گیا تھا۔ بعد میں آپ نے ان رشتہ داروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"میں نے آپ لوگوں کو نمبرداری نظام کی تمام خرابیوں سے آگاہ کر دیا ہے۔ اِن ہی قباحتوں کی وجہ سے میں نے اس نظام سے چھٹکارا پانے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ لوگوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ اس سے دُور رہیں۔ وارث ہونے کی وجہ سے میں نے آپ کو بلایا ہے۔"

اِن دو حضرات نے آپ کی باتوں کو سننے کے بعد کہا کہ نمبرداری نہ چھوڑیں مگر آپ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ کیونکہ آپ اس طوق سے خلاصی پانے پر تلے ہوئے تھے۔ اِن دو افراد نے مرید حسینؒ کو پھر سمجھانے کی کوشش کی مگر اُن کا اٹل فیصلہ سُن کر اب یہ مشورہ دیا کہ ٹھیک ہے اگر آپ اس سے چھٹکارا چاہتے ہیں تو استعفیٰ نہ دیں بلکہ خاندان کے کسی [illegible] کے حق میں دست برداری کا [illegible] طور پر اعلان کر دیں۔

[illegible] متضاد خیالات کی وجہ سے بات چیت کافی طول پکڑ گئی۔ مرید حسینؒ نے دوبارہ اِن حضرات کو [illegible]داری کی خرابیوں کی وجہ سے جان چھڑانے کی تلقین کی مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ان افراد کا خیال یہ تھا کہ مرید حسینؒ اگر اس سے دست بردار ہوں تو یہ خاندان سے باہر کسی کے [illegible]

Marfat.com

جانی چاہیے۔ جبکہ مرید حسینؒ اس بات سے رنجیدہ تھے کہ اس سے جان چھڑانے کی بجائے یہ لوگ اس کی تمنا کر رہے ہیں جبکہ میں نے اس کی تمام جزئیات سے ان کو آگاہ کیا ہے۔

آخر کار متفقہ یہی فیصلہ ہوا کہ آپ خاندان کے کسی فرد کے حق میں دست بردار ہو جائیں۔ چنانچہ دوسرے دن آپ چکوال گئے۔ متعلقہ افسر ملک قطب خان سے ملے! اپنی دست برداری کا پرچہ ان کے حوالے کیا! اور اس طوق گراں سے خلاصی پا کر سکون کا سانس لیا۔ کیونکہ آپ کو اس حقیقت کا ادراک ہو گیا تھا کہ انگریزوں نے اہل کاروں کے ذریعے عوام کو غلام بنایا ہوا ہے۔ یہی اہل کار انگریزوں کے مفاد کے محافظ ہوتے ہیں۔ اور سرکار برطانیہ کے احکام کی تکمیل کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اس صورت میں آپ انگریزوں کے مفادات کے کیسے محافظ بن سکتے تھے۔

اس دوران آپ نے مقامی مسائل اور عوامی معاملات میں بڑھ چڑھ کر دلچسپی لینی شروع کر دی تھی اور اپنی بساط کے مطابق عوامی خدمت کو اپنا شعار بھی بنایا ہوا تھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ آپ کو عوامی معاملات سلجھانے سے تو خاصی دلچسپی تھی لیکن انہیں الجھانے سے کوئی سروکار نہ تھا۔ جو کہ اس دور کے نمبرداروں کو کرنا پڑتا تھا۔ نمبرداری سے دست برداری کے بعد ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے مرید حسینؒ کسی سخت قید سے چھٹکارا پا گئے ہیں جس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس دور میں آپ اپنی زندگی کا ایک نصب العین مقرر کر چکے تھے جس کے حصول کے لیے رواں دواں تھے۔

ایسے رہا کرو کہ کریں لوگ آرزو
ایسے چلن چلو کہ زمانہ مثال دے

Marfat.com

سیاسی وابستگی

علامہ المشرقی

آپ کا اصل نام عنایت اللہ خان تھا۔ آپ ایک غیر معمولی ذہین شخص تھے۔ ہندوستان میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد انگلستان میں بھی تعلیم حاصل کی جہاں سے آپ نے ۱۹۰۹ء میں ریاضی کا اعلیٰ اعزاز حاصل کر کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ اور یورپ کی علمی دنیا کو حیرت میں مبتلا کر دیا۔ ہندوستان واپس آ کر مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ کئی کتب بھی تصنیف کی تھیں آپ کیونکہ مسلمانوں کے سچے غم گسار تھے اس لئے ان کی قسمت بدلنے کے لئے نئی زندگی کا آغاز کیا۔ 1930ء میں انہوں نے مشہور کتاب "تذکرہ" تصنیف کی جو کہ اندھیرے میں ایک روشنی کی کرن تھی جس کو بڑے بڑے نقادوں نے تسلیم کیا۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے کئی مشہور کتابیں لکھیں اور مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی روح سے روشناس کرایا کیونکہ آپ ایک دوربین شخصیت کے مالک تھے اور آپ کی نظریں ہندوستان کے مسلمانوں کی آزادی اور عالم اسلام کی ترقی کی طرف اٹھی ہوئی تھیں جس کے حصول کے لیے آپ میدان جہاد میں کود پڑے۔

خاکسار تحریک

برصغیر کے مسلمانوں میں دوسری تحریکوں کے علاوہ جس تحریک نے روح پھونکی وہ خاکسار تحریک بھی تھی۔ علامہ المشرقیؒ نے ۱۹۳۱ء میں خاکسار تحریک قائم کرتے ہوئے فرمایا۔
"حکمران جو کچھ کر گزرتے تھے کر گزرے۔ اب میری باری ہے اور انگریز اب زیادہ دن یہاں حکمران بن کر نہیں رہ سکے گا۔ اب بکری کا دودھ پینے والے مہاتماؤں اور سنڈے ماترم

Marfat.com

کے گیت گا گا کر سوراج حاصل کرنے کے مدعی بیمون بخوڑ بابوؤں کو بتادوں گا کہ غلامی کی زنجیریں لنگوٹی باندھنے اور پولیس کی لاٹھیاں کھانے سے نہیں ٹوٹیں بلکہ اس کے لئے پانی پت کے میدان میں ایک نیا معرکہ سرانجام پائے گا۔"

خاکسار تحریک کا مقصد ملتِ اسلامیہ کے منتشر اجزا کو اکٹھا کرنا مسلمانوں کو باکردار بنانا عسکری لحاظ سے مضبوط بنانا، قربانی کا جذبہ پیدا کرنا اور خاص کر برطانوی حکومت کے خلاف آزادی کی جدوجہد کرنا تھا۔ یہ ایک عسکری تنظیم تھی۔ نوجوان اور ادھیڑ عمر کے بوڑھے سب اس میں شامل ہوتے تھے۔ تحریک کے یہ کارکن خاکی لباس پہنتے اور بیلچہ اپنے پاس ہتھیار کے طور پر رکھتے تھے۔ روزمرہ کے کاموں سے فارغ ہو کر یہ لوگ پریڈ کرتے۔ "اخوت" ان کا نشان تھا۔ یہ تنظیم نظم وضبط کی سخت پابند تھی۔ اس کے اطاعتِ امیر کے جذبہ نے غیر مسلموں کے دل ہلا دیئے۔

شمولیت

علامہ المشرقیؒ نے لوگوں کو اس تحریک کے مقاصد سے آگاہ کیا تو بے شمار لوگ اس میں شامل ہونے لگے۔ اپنے قیام کے بعد چند ہی سالوں میں اس تحریک کی زبردست پذیرائی ہوئی اور انگریز حکومت اس سے لرزاں تھی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مرید حسینؒ بھی عملی زندگی میں قدم رکھ چکے تھے۔ آپ کا سیاسی شعور بیدار ہو چکا تھا۔ سیاسی شعور کی بیداری میں آپ کے استاد خوشی محمدؒ کا بڑا ہی حصہ تھا۔ جو کہ اس تحریک کے رکن بن چکے تھے۔ مرید حسینؒ علامہ المشرقیؒ کی شخصیت اُن کی تحریک کے مقاصد اور پروگرام سے بہت متاثر ہو چکے تھے ۱۹۳۳-۳۴ء میں علامہ المشرقیؒ خان محمد سرفراز خانؒ ساکن چکوال کے ہاں آئے تو مرید حسینؒ بھی وہاں گئے۔ اور اس تحریک کے قائد سے متاثر ہو کر اس میں شمولیت اختیار کر لی۔ پھر تحریک

Marfat.com

کے سالار مقرر ہوئے۔ آپ نے اس تحریک کو پھیلانے کے عملی اقدامات کیے۔ لوگوں کو اس تحریک کے مقاصد سے آگاہ کیا! ورکن بنایا۔ عسکری تیاری کے لیے کھلے میدان میں پریڈ کرتے اور لوگوں کو اس تحریک سے روشناس کرانے کے لیے تقاریر کرتے۔ آپ تحریک کا لباس زیب تن کر کے فخر محسوس کرتے۔ ایک دفعہ راولپنڈی گئے تو خاکسار تحریک کے لباس میں تھے۔ اس تحریک نے بے شمار غازی و شہید پیدا کیے۔ جن میں مرید حسینؒ کا نام نامی سر فہرست ہے۔ خاکسار تحریک کے ان قدوسی افراد نے ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے شہادت پائی۔

غازی نواب دین (۱۸۹۹_۱۹۳۵)

غازی محمد علی (۱۹۱۰_۱۹۳۵)

غازی معراج دین (۱۹۱۲_۱۹۳۵) ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء کو لاہور میں شہادت پائی

غازی محمد سلطان (۱۹۱۶_۱۹۳۵) ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء کو لاہور میں شہادت پائی

غازی غلام محمد (۱۹۱۵_۱۹۳۷) ۲ دسمبر ۱۹۳۷ء کو جہلم میں شہادت پائی

غازی رشید خان (۱۹۱۲_۱۹۳۷) ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء کو امرتسر میں شہادت پائی

غازی محمد رفیق (۱۹۱۲_۱۹۳۵) ۸ جولائی ۱۹۳۵ء کو گوجرانوالہ میں شہادت پائی

ان شہیدان ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے لئے یہ پیغام ہے۔

دل سے کبھی تو فرضِ عقیدت ادا کرو
سر سے کبھی تو قرضِ محبت اُتار دو
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے وقار پہ آئے نہ کوئی حرف
عمرِ عزیز اس دھن میں گزار دو

Marfat.com

خفیہ زبان کی ایجاد

علم مخفیات کا شمار دنیا کے خاص علوم میں ہوتا ہے۔ اس کی تدریس صرف مخصوص اور اہل لوگوں کو ہی کی جاتی ہے۔ حروف تہجی کی اشکال بدل کر مختلف اصطلاحوں میں ان کے متبادل ذخیرہ الفاظ بنایا جاتا ہے۔ جس کو تحریر یا گفتگو کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

دشمن کو زک پہنچانے کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی اہم اور اس نوعیت کی کاروائی کو کامیاب سے سرانجام دیا جائے۔ یہ کارروائی تب ہی کامیاب ہو سکتی ہے بہترین منصوبہ بندی کی جائے۔ اس منصوبہ بندی کا سب سے اہم پہلو یہ ہوتا ہے کہ دشمن اس منصوبہ کی تفصیلات سے آگاہی حاصل کر کے اس کا توڑ نہ کر سکے۔ اس لئے منصوبہ بندی میں خفیہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں تاکہ منصوبہ اس کے ہاتھ لگنے کی صورت میں بھی کچھ نہ سمجھ سک آسکے۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضورؐ بھی کفار کے خلاف کارروائی کے وقت خفیہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔ موجودہ دور میں افواج بھی منصوبوں میں اس قسم کا طریقہ اپناتی ہیں۔

مرید حسین نے پنجابی سے ملتی جلتی ایک زبان ایجاد کی اور ایک ذخیرہ الفاظ ترتیب دیا تاکہ ان الفاظ کا استعمال کر کے مخصوص لوگ ہی فائدہ حاصل کر سکیں چنانچہ روایت سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے چند دوستوں کو بھی اس زبان سے متعارف کرایا اور جب وہ آپ کے ہاں آتے تو اسی ذخیرہ الفاظ کی مدد سے گفتگو کرتے اور پاس بیٹھے ہوئے دوسرے لوگ کچھ نہ سمجھ سکتے۔

آپ کے جو کاغذات دستیاب ہوئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے کہ یہ زبان دو طرح سے لکھی جاتی تھی۔ ایک طریقہ تو یہ تھا کہ پنجابی لکھی جائے پھر اس کے حروف کو الٹی طرف سے لکھا جائے تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے! اور دوسرا طریقہ یہ تھا۔ کہ الفاظ کو پہلے خفیہ بنا دیا جائے اور پھر اس کی

Marfat.com

سادہ خفیہ تحریر

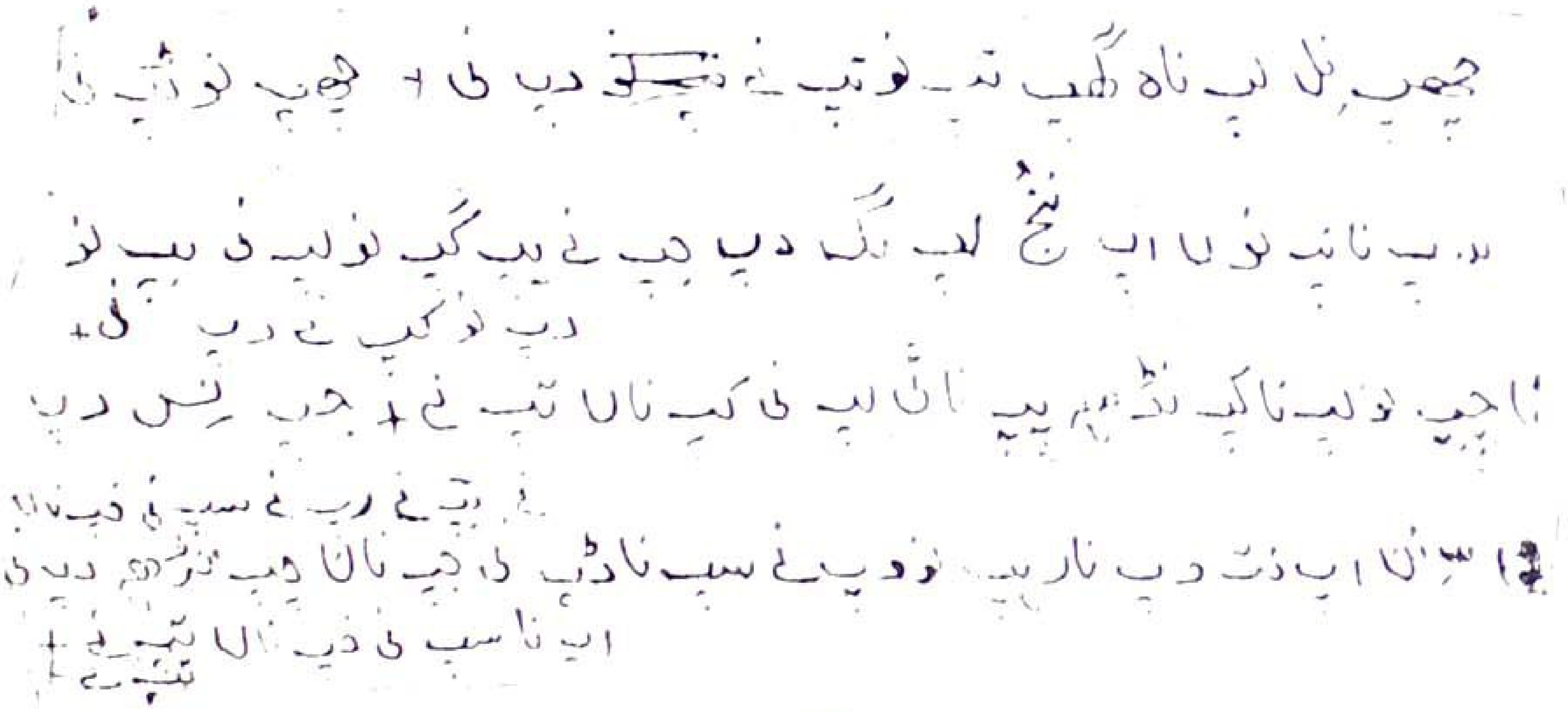

مرید حسین کا باطنی وجدان شروع ہی سے حکمت و رموز سے پر اور منور تھا۔ یہ آپ کی باطنی بصیرت ہی کا کمال تھا جس کی وجہ سے آپ کی طبعیت جدت و اختراع کی طرف مائل تھی اور نئی نئی جہتیں تلاش کرنے میں مگن رہتی تھیں اس کی ایک شکل خفیہ زبان سے ظاہر ہوئی۔ مرید حسینؒ کی خفیہ زبان کی ایجاد، اس کے ذخیرہ الفاظ اور تبادلہ خیالات کیلئے استعمال کے متعلق جان کر یقیناً عقل دنگ رہ جاتی ہے اور آدمی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ کیسا نوجوان ہے کہ جس نے نہ تو کوئی خفیہ تعلیم حاصل کی اور نہ اس قسم کے کسی ادارے سے منسلک ہوا۔ لیکن پھر بھی اس نے ایک نئی زبان ایجاد کر کے حیرت کا ثبوت دے دیا۔

Marfat.com

پیر کامل کی بیعت

پیر کامل صورت ظل الہٰ
یعنی دید پیر دید کبریا

مرشد کامل کی صورت جمال خداوندی کا ظل ہوتی ہے اس لئے پیر کامل کو دیکھنا اللہ تعالیٰ کے جمال کو دیکھنا ہے۔

آپ روحانی رہنمائی کے لئے کسی کی مدد کے خواستگار تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے کافی سوچ بچار کے بعد کسی پیر کامل کی بیعت کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ اس سے روحانی فیض حاصل کریں۔ اس سلسلہ میں اپنے علاقہ کے پیر حضرات کی تحقیق کرنا شروع کر دی۔ ان کے ظاہری اعمال اور باطن کو بھی جانچتے رہے۔ آپ کی یہ تلاش و جستجو اس لئے تھی کہ آپ کسی مرد کامل کا آسرا چاہتے تھے۔ کسی جعلی اور نقلی پیر و مرشد کا دامن پکڑ کر زندگی کو غلط راہ پر ڈالنا نہیں چاہتے تھے۔ آپ کسی ایسے پیر کامل سے وابستگی کو ایک عقد کی مانند خیال کرتے۔ اس بارے میں آپ کی ایک سہ حرفی ملاحظہ ہو

ب بیعت ہے حق نکاح کرنا سوہنا مرد اک چن بہان وچوں
علم عقل تے شکل یکتا ہون سخی مردادہ دیسے پہچان وچوں
عالم عامل تے قوی تحقیق کر کے خاوند منیں دل جان دھیان وچوں
ایم ایچ جاں عفند ٹرہا لیوے قول ہارے تاں خارج ایمان وچوں

حضرت خواجہ عبدالعزیز صاحب

حضرت عبدالعزیز صاحب سلسلہ چشتیہ کی ایک عظیم ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ

Marfat.com

چاچڑ ضلع خوشاب کے مکین تھے۔ آپ نے بیسویں صدی کی ابتدا سے تبلیغ اسلام تکمیل اخلاق اور روحانی اصلاح کے لئے کوششیں شروع کی ہوئی تھیں آپ تصوف کی اعلیٰ بلندیوں پر فائز تھے آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ یہ آپ کی پر کشش شخصیت کا اعجاز تھا کہ ہر کوئی آپ کا گرویدہ تھا۔ جو ایک نظر دیکھ لیتا آپ کا اسیر ہو جاتا۔ یہی وجہ تھی کہ بے شمار لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے اور فیوض و برکات کی جھولیاں بھر رہے تھے۔ اُس پیر کی پیری میں کیسے شک ہو سکتا ہے جس کے حلقہ ارادت میں مرید حسینؒ جیسا مرید شامل ہوتا ہے۔

انتخاب

حضرت عبدالعزیزؒ کا حلقہ بیعت بہت وسیع تھا۔ پیر صاحب بھلہ سے ملحقہ گاؤں کریالہ میں بھی اکثر اپنے ایک مرید صبح صادق کے ہاں آتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ جب اپنے اس مرید کے گھر آئے تو مرید حسین نے بھی آپ سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات کیا تھی؟ ایک روحانی انقلاب تھا جس نے آپ کی قسمت اور تقدیر کو ہی بدل کر رکھ دیا۔ آپ نے اُس وقت کے تاثرات کو یوں قلمبند کیا ہے ؎

ڈ

ڈٹھا پھول جہان سارا کدھرے ملیا نہ مرشد پیر کامل
اوّل نظر دے وچ پسند آیا خواجہ پیر صاحب دستگیر کامل
عالم ظاہر تے باطن دا پیر ملیا کھلی قسمت تے ہوئی تقدیر کامل
ایم ایچ دے دل تصدیق کیتا خواجہ پیر ہے مست فقیر کامل

بیعت

اس پرکھ کے بعد آپ نے حضرت عبدالعزیزؒ صاحب کو اپنے گھر میں دعوت پر بلایا اور

Marfat.com

پھر حلقۂ ارادت میں شامل ہو کر بیعت کر لی۔ بعد میں اکثر آپ چاچڑ جاتے اور روحانی فیض حاصل کرتے پیر صاحب جب بھی اس علاقہ میں آتے تو مرید حسینؒ اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے گھر بلا کر خاطر تواضع کرتے اور قوالی کے دوران پیر صاحب کے قوالوں کی دل کھول کر مدد کرتے اور پیسے دیتے۔ بعد کے حالات میں جہاں حضرت عبد العزیز صاحبؒ نے ایک مرشد کامل کا فرض نبھایا وہاں دوسری طرف مرید حسینؒ نے بھی ایک سچے مرید کا کردار ادا کیا اور اپنے پیر گرامی کے پند و نصائح کو عملی جامہ پہناتے ہوئے جان کی بازی لگا دی۔

کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمن دل کو
کہ خورشید قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں

پیر صاحب کو لکھا ہوا خط جو ڈاک کے سپرد نہ ہو سکا

۷۸۶

بحضور شاہ شاہاں حسینہ مدینہ [illegible] الٰہی گاہ بے کساں سلامت و باکرامت [illegible]

بعد ادائے آداب و تسلیمات لائق خادمان در دولت عرض اینکہ [illegible] و نیاز کو کہلو [illegible]

[illegible] مرض [illegible] قبول کہ حضور کی ذات [illegible] ہے۔ اور [illegible]

ناز کرتے ہیں۔ [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری تھی۔

[illegible] حال واحوال [illegible] میں۔ تو کہہ ہیں حضور کے نظر کرم ہے۔

تحریک بیداری

تحفظ اسلام کی خاطر مسلمانوں میں تحریک بیداری کی اشد ضرورت تھی آپ نے تحریک بیداری کے ذریعے ان میں نئی روح پھونکی ان کو جھنجھوڑا اور ان میں ولولہ و حوصلہ پیدا کیا۔ آپ ایک ایسے مجاہد اور راہنما تھے جو مسلمان قوم کو ظالموں اور استحصال [کر]نے والوں کے خلاف متحرک نظر آتے ہیں۔

مرید حسینؒ نے جب ہوش سنبھالا تو پر آشوب دور تھا۔ انگریزوں کی حکومت تھی اور ہندو ہر چیز پر قابض تھے۔ مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کا رویہ ذلت آمیز تھا۔ ہندو مسلمانوں کو مذہبی لحاظ سے اپنے سے کمتر سمجھتے تھے۔ مزید برآں انہوں نے مسلمانوں کو "شدھ" ہندو بنانے کی تحریکیں بھی شروع کر رکھی تھیں۔ مسلمان ان مصائب کو دور کرنے کے اقدامات شروع کرنے میں غافل تھے۔ وہ اپنے مذہب سے بیگانہ ہو رہے تھے اور ان میں غیرت اسلامی کے تقاضے بھی ماند پڑ رہے تھے یہ حالات اصلاحی تحریکیں شروع کرنے کے متقاضی تھے۔ مرید حسینؒ ایک تعلیم یافتہ نوجوان، حساس دل انسان اور اسلام کے سچے شیدائی مسلمان تھے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ اس ماحول سے اثر قبول نہ کرتے۔ حالات کے اسی تقاضے کو پورا کرنے کے لئے آپ نے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے سرگرم ہونے کا فیصلہ کیا تا کہ ان کے اسلامی تشخص کو ابھار کر انہیں متحد کیا جائے۔ اور ان کا یہ اتحاد اتنا مضبوط ہو کہ وہ کسی دوسری قوم کے آگے سرنگوں نہ ہوں۔

اقدام

مسلمانوں کی بیداری کے لئے آپ نے اصلاحی پند و نصائح سے ان کو اپنی عظمت کا احساس

Marfat.com

دلانا شروع کیا۔ مسجد اور دوسری جگہوں پر انفرادی اور اجتماعی طور پر لوگوں کو تلقین کرتے کہ اپنی حالت کو بہتر کرو اور اپنے اردگرد پھیلے ہوئے خطرات کا احساس کرو۔ آپ نے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لیے پنجابی اصلاحی شاعری کا بھی سہارا لیا۔

پند و نصائح

آپ اکثر اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں مسلمانوں کو اسلامی احکام پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے۔ ملت کے غم میں تڑپنے والا یہ نوجوان لوگوں سے یوں عرض گذار ہوتا۔"

"میری باتیں مسلمانوں کی موجودہ دگرگوں حالت کا علاج ہیں میرا کام نصیحت کرنا ہے اور اس پر عمل کرنا تمہارا کام ہے لیکن اگر لوگوں نے میری نصیحتوں پر کان نہ دھرا اور عمل نہ کیا تو مجھے ساری عمر یہی دکھ رہے گا کہ میری قوم نے میری قیمتی باتوں کو گنوا دیا۔"

ہاں اِک خاصا ورم رہے گا ساری عمراں تائیں
قوم دی خاطر عرض گذاری تساں کجھ سمجھی ناہیں

۱۔ مسلمانوں تم راستے سے بھٹکے جا رہے ہو۔ درست راستے پر چلنے کی کوشش کرو۔

موجودہ وقت وچ قوم اساڈی دی حالت بہت اوّلی
ساری قوم ہے تھڑ گئی راہوں نہ لیدا کوجہ گلی

۲۔ مسلمانوں کو زمانے کے تقاضے سمجھنے چاہییں اور ساتھ ہی اپنی پستی کا تجزیہ کرنا چاہیے اگر اس وقت بھی وہ قرآن اور حدیث پر عمل کریں تو سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

۳۔ مسلمانوں کی حالت بہت نازک ہے۔ ان کو کوئی منزل نہیں مل رہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حکم ربانی بھلا دیئے ہیں جبکہ ان ہی احکام پر کاربند ہونے سے تائید ایزدی

Marfat.com

مل سکتی ہے۔

۴۔ مسلمانو! نماز پڑھنے کے پکے عادی بنو۔ جہاد کرو اور پھر جنت کی بہار دیکھو۔

۵۔ داڑھی رکھنا اور مونچھ کٹانا سُنّتِ رسولؐ ہے اگر اس پر عمل نہ کیا جائے تو دوسرے احکام کی پابندی میں بھی غفلت اور کوتاہی برتی جاسکتی ہے۔

۶۔ رزق حلال کمانے کی تگ و دو کرو۔

۷۔ فضولیات مثلاً تمباکو نوشی سے بچو۔

۸۔ ثواب والے کام کرو اور عذاب والے کاموں سے دور بھاگو کیونکہ یہ دنیا فانی ہے اگر بُرے کام کرو گے تو بعد از مرگ عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ زیادہ سے زیادہ اپنی صلاحیتوں کو خلق خدا کی بہتری میں صرف کرو۔

یاد رکھو ایہہ دُنیا فانی نہ ایتھے کسے رہناں

مندے کر سو جیکر عذاب دوزخ وچہ سہناں

اہناں کماں تھیں دُور دوں تسو جیہڑے کم عذاباں

نال دلاں دے بھج بھج کر یو جیہڑے کم ثواباں

۹۔ اپنے آپ کو ہر حالت میں شیطان کے فریب سے بچانے کی کوشش کرو۔

۱۰۔ اتفاق ایک ایسی طاقت کو جنم دیتا ہے جس کو کوئی بھی شکست نہیں دے سکتا۔

آپس دے وچہ وانگ بھراواں رل مل رہو یو بھائی

جے تساں آپ سلوک کرجاؤ ڈرسی کل لوکائی

۱۱۔ ایمان کی تکمیل حبِ رسولؐ کے بغیر نہیں ہوتی لہٰذا ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ عشقِ رسالتؐ کا بیج بھی اپنی ذات میں اُگائے۔

Marfat.com

اگر ہم غور سے اس مردِ حق کے پیغام کا تجزیہ کریں تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ یہی وہ پند و نصائح تھے جن پر ہر دور میں احیائے اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ مرید حسینؒ کی طرح دوسرے مصلحین کی یہی وہ باتیں تھیں جو برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی بیداری کا سبب بنیں اور جب مسلمان بیدار ہو گئے تو انہوں نے تخلیقِ پاکستان کا مطالبہ منوایا اور آئندہ بھی ملتِ اسلامیہ میں جو بھی روح پھونکنے کی کوشش کرے گا۔ اس کو ابتدا ان ہی بنیادی باتوں سے کرنی ہو گی۔

اگر ہم قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کے قوم کے نام پیغام ——— اتحاد، یقین، نظم و ضبط اور خالقِ تصورِ پاکستان علامہ محمد اقبالؒ کے فلسفہ جہادِ زندگانی ——— یقین محکم عمل پیہم اور محبت فاتح عالم کے تناظر میں دیکھیں تو حیرت ہو گی۔ کیونکہ اس نوجوان کے پیغام و اندازِ فکر اور ان دو عظیم رہنماؤں کے پیغام میں گہری مماثلت ہے وجہ یہ ہے کہ مرید حسینؒ بھی اُمتِ مسلمہ کی اصلاح کا وہی درد رکھتے تھے جس میں یہ رہنما تڑپ رہے تھے۔

آپ کی سیاسی بصیرت کی داد دینی پڑتی ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو متحرک کیا۔ اس تحریک کے پیچھے یہ جذبہ کارفرما تھا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں۔ اسلام ایک ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے۔ مذہب، معاشرت، قانون، عدالت اور معاشیات غرض کہ اس کا ہر ایک معاملہ ہندوؤں سے الگ ہے اور الگ رہ کر ہی اسلامی نظریے کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔ یہی وہ قومی نظریہ تھا جس کا آپ نے اس علاقے میں عملی مظاہرہ کیا جو بعد میں پاکستان کی تخلیق کا سبب بنا۔

Marfat.com

تحریک عدم تعاون

اسلام اور کفر دو الگ الگ گروہ ہیں جو کبھی باہم یکجا نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم کی سورۃ الکافرون میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ اے کافرو! تمھارے لئے تمھارا دین اور میرے لئے میرا دین ہے۔ دین سے مراد طریق زندگی ہے جس میں زندگی گزارنے کے متعلق تمام چیزیں شامل ہیں۔

مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت

ایک ایسے دور میں سرسید حسینؒ نے آنکھیں کھولیں جب مسلمان اضطراب اور کرب میں مبتلا تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں انگریز اور ہندو مسلمانوں کے خلاف گٹھ جوڑ کیے ہوئے تھے۔ انگریز اقتدار پر قابض ہو کر ہندوؤں کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ دونوں کا مقصد یہ تھا کہ ایسے اقدامات کیے جائیں جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو سر اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ دونوں کے اس مذموم منصوبے کے تحت مسلمانوں پر کامیاب اور خوشحال زندگی کے دروازے بند کر دیے گئے تھے۔ ہندوؤں کے نزدیک مسلمان ایک قابلِ نفرت قوم تھی۔ وہ مذہبی طور پر ان کو اپنے سے گھٹیا گردانتے اور ان کی ہر چیز کو نجس قرار دیتے۔ اگر کسی مسلمان کا اُن کی کسی چیز سے ہاتھ لگ جاتا تو اُس کو ناپاک سمجھ کر پھینک دیتے اور اگر کسی ہندو سے ہاتھ چھو جاتا تو وہ نہانا اپنے آپ پر لازم سمجھتا۔ حالانکہ کلمہ گو نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے جسم سے بدبو آتی رہتی تھی۔ معاشرتی زندگی کا یہ پہلو مسلمانوں کے لئے اذیت ناک تھا۔ تجارت کے میدان میں ہندوؤں کی اجارہ داری تھی۔ بڑے بڑے شہروں سے لے کر چھوٹے چھوٹے قصبوں کے عام بازاروں اور منڈیوں میں ہر قسم کے کاروبار پر چھائے ہوئے تھے اور

Marfat.com

کسی مسلمان کی دکان چراغ لے کر ہی ڈھونڈنی پڑتی تھی۔ صنعت کے میدان میں مسلمان صرف مزدور تھے اور ہندو کارخانوں، فیکٹریوں، ملوں اور ورکشاپوں کے مالک تھے۔ ملازمت کے اعلیٰ کلیدی عہدوں پر ہندوؤں کا تسلط تھا اور زیادہ تر مسلمان چپراسی، مالی، بیلدار، ہرکارہ اور خانساماں تھے زراعت کے میدان میں بھی مسلمانوں کی حالت ابتر تھی۔ ہندوؤں نے ساہوکاروں کا جال بچھا کر سودی کاروبار کے ذریعے مسلمانوں کی زمینوں کو بصورت رہن اپنے قبضے میں رکھا ہوا تھا۔ مسلمان کاشتکار اپنی محنت شاقہ کے باوجود ہندوؤں کے محتاج رہتے کیونکہ وہ مسلمانوں کا خون چوس رہے تھے۔

سراپا نفرت

مسلمانوں کی یہ ناگفتہ بہ حالت مرید حسینؒ جیسے باشعور مسلمان کے لیے سوہانِ روح بن گئی آپ مسلمانوں کے استحصال اور پستی کو کسی اور جگہ دیکھنے کی بجائے اپنے ہی گاؤں میں صبح و شام دیکھتے۔ آپ ہندوؤں کی فطرت سے آگاہ ہو گئے۔ آپ کا ارشاد تھا کہ ہندو قابلِ اعتماد نہیں۔ یہ مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں دیں گے بلکہ وقت آنے پر اپنے عناد کا مظاہرہ کریں گے۔ یہی وہ حالات تھے کہ آپ ہندو کے خلاف سراپا نفرت بن گئے۔ ہندوؤں کی چیرہ دستیوں کے خاتمہ کے لیے جہاد کا اعلان کر کے مسلمانوں کو جگانا شروع کیا۔ اس مقصد کے لیے اپنی انقلابی پنجابی شاعری سے بھی کام لیا۔ اس قوم کی کمینگی کے بارے میں آپ کا استدلال تھا:۔

۱۔ ہندو کوئی کام نہیں کرتے صرف دکانوں میں بیٹھ کر عیاشی کرتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں۔ ؎

نہ انہاں کم نہ کار کوئی تے نہ انہاں ہل پنجالی
وچ دکاناں بیٹھاں کردے اساں ایویں عمر گالی

Marfat.com

۲۔ یہ اس وجہ سے سیٹھ بنے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کی تمام سال کی کمائی کو ہڑپ کر جاتے ہیں۔ جو وہ سال بھر خون پسینہ ایک کر کے کماتے ہیں۔

۳۔ دھوکہ اور مکر و فریب ہندوؤں کے ہتھیار ہیں۔ یہ ان ہتھیاروں کو استعمال کر کے مسلمانوں کا خون نچوڑ رہے ہیں۔

اک مکر نے دوجا دھوکا ایہہ ہے کم انہاندے
لٹ لٹ کھا مسلماناں نوں پھر ایہہ سیٹھ کہاندے

۴۔ اِن کا ایک بڑا ہتھیار خوشامد ہے۔ اس ہتھیار سے بھی وہ مسلمانوں کو خوب بے وقوف بنا رہے ہیں۔

ہور ہتھیار جو سب توں وڈا ہے جے انہاں بنایا
زبانی بہت خوشامد کرنی انہاں ڈھ توں سبق پکایا

۵۔ سودی لین دین سے یہ دگنی رقم کما رہے ہیں اور مسلمانوں کو معاشی بدحالی میں مبتلا کر رہے ہیں۔

تیجا سود لینا انہاں کم ہمیشہ دونوں دون کردے
پچھیر ماسٹر آکھے اساں نوں ڈھوں جڑ کڈھیندے

۶۔ جب یہ ہماری مدد کرتے ہیں تو ہم ان کو اچھا سمجھتے ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے کیونکہ یہ تو صرف اپنے مفاد کے پجاری ہیں۔

اسیں انہاں نوں چنگیاں سمجھاں ایہہ ہیں بہت چنگیرے
وڈھ وڈھ کھاندے ماس اساڈا جیکر ہوندے نیڑے

۷۔ تجارت مسلمانوں کا پیشہ ہے۔ کیونکہ رسول پاکؐ نے خود اس طرف رہنمائی فرمائی لیکن اب

Marfat.com

اس کو کافروں نے اپنایا ہوا ہے اور اُن کا ایک چھوٹا بچہ بچپن ہی سے ترازو سے کھیلنا شروع کر دیتا ہے۔

۸۔ مسلمان نہایت سادہ ہیں۔ وہ سارا سال محنت کرتے ہیں اور ہندو اس کمائی کو اپنے دھوکے کی بنا پر ہڑپ کر لیتے ہیں اور دکانوں میں بیٹھ کر مفت میں سارا سال عیش اڑاتے ہیں۔

۹۔ ہندوؤں کی دکان سے سودا خریدنا ایسا ہے جیسا کسی مسلمان نے سور خریدا ہو۔

۱۰۔ ہندوؤں کے ہاتھ سے بنی ہوئی اشیاء ٹٹی کی طرح ہیں کیونکہ اُن کے بنانے میں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا جاتا۔

تحریک کی ابتداء

یہی وہ محرکات تھے جن کی بنا پر آپ نے ہندوؤں کے خلاف عدم تعاون کی تحریک چلانے کا عملی منصوبہ بنایا اور اس کی ابتدا اپنے گاؤں سے کی۔ چند نوجوانوں کو اپنے خیالات سے متاثر کر کے اس تحریک کا رکن بنایا۔ اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو معاشی پستی کا احساس دلا کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی تلقین کی جائے اور ہندوؤں کا معاشی اور معاشرتی بائیکاٹ کر کے اُن کو مفلوج کر دیا جائے۔

اقدامات

۱۔ اس تحریک کے قائد اور کارکن دن اور رات بازار کا چکر لگاتے اور اس تحریک کو کامیاب بنانے میں کوشاں رہتے۔

۲۔ آپ نے ہندوؤں کے ہاتھ سے بنی ہوئی اشیائ کو مسلمانوں کے لئے استعمال کرنا قطعی طور

Marfat.com

پر ممنوع قرار دیا کیونکہ مشرکوں کے ہاتھ سے بنی ہوئی اشیا ناپاک ہیں۔

۳۔ مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ ہندوؤں کی کوئی بھی چیز استعمال نہ کی جائے کیونکہ یہ ایک قابلِ نفرت قوم ہے۔

۴۔ آپ نے مسلمان عورتوں کا ہندوؤں کی دکانوں پر سودا سلف لینے کے لئے جانا قطعی ممنوع کر دیا۔ ایک اجتماع میں آپ نے اعلان کیا کہ جس مسلمان کے گھر کی عورت کسی ہندو کی دکان پر سودا لینے جائے گی اُس گھر کے مرد پر ایک روپیہ جرمانہ کیا جائے گا۔ جب یہ تحریک زوروں پر تھی تو مصنف کی دادی میراں ایک عورت کے ہمراہ ایک دن ہندو کی دکان سے کپڑا لینے جا رہی تھی۔ مرید حسینؒ اُس وقت پہرہ دے رہے تھے۔ فوراً ان دو عورتوں کو روکا، رقم لی، کپڑے کی قسم پوچھی اور جلد واپس گھر جانے کی تاکید کی۔ پھر خود مسلمان کی دکان پر گئے، کپڑا خریدا اور گھر پر پہنچایا۔

۵۔ مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ ہندوؤں سے معاشرتی بائیکاٹ کریں۔

۶۔ دوسرے گاؤں کا اگر کوئی بھی مسلمان بھلہ میں ہندوؤں کی دکان پر سودا لینے کے لئے آتا تو اُس کو واپس بھیج دیا جاتا۔

۷۔ آپ نے ہندوؤں کی بسوں پر سفر کرنا ختم کر دیا اور دور دراز بھی پیدل چل کر جاتے تھے۔

۸۔ جو مسلمان کسی ہندو کی دکان سے سودا سلف لیتے ہوئے پایا جاتا تو اُس کا سودا سلف ضائع کر دیا جاتا۔

۹۔ کئی رشتہ داروں اور واقف کاروں کو اپنی طرف سے رقم دے کر دکانیں کھلوائیں۔

خوشگوار اثرات

یہ تحریک نواحی دیہاتوں میں بھی آہستہ آہستہ پھیلنے لگی۔ اس تحریک سے مسلمانوں

Marfat.com

پر خوشگوار اثرات ظاہر ہونے لگے۔ مسلمان بیدار ہونے لگے اور ہندوؤں کی معاشی لوٹ کھسوٹ سے نجات حاصل کرنے کی راہ پر گامزن ہونے لگے مسلمانوں نے جب اپنی دکانیں کھولیں اور ہندوؤں ان دکانوں سے سودا سلف لینا چھوڑ دیا تو اُن کا کاروبار ٹھپ ہونے لگا۔ اس تحریک سے اُن کی معاشی برتری کو دھچکا لگا۔ دُوسری طرف مسلمانوں کی آنکھیں کھلنے لگیں کہ مرید حسینؒ کی یہ تحریک حالات کے تقاضے کا بہترین حل ہے۔

مخالفت کی ناکام کوشش

ہندوؤں کو جلد ہی معلوم ہوگیا کہ مرید حسینؒ کی تحریک دن بدن اُن کے لئے خطرناک پیدا کر رہی ہے۔ اب یہ ہندو اس نوجوان کی جان کے دشمن بن گئے۔ انہوں نے مرید حسینؒ اور اس تحریک کو ختم کرنے اور اس کے اثر کو زائل کرنے کے لئے ناکام کوششوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مرید حسینؒ کے ساتھیوں کو خریدنے کے طریقے آزمائے اور تحریک کے کارکنوں نااتفاقی کا بیج بونے کی سعی کی مگر اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

اس وقت مرید حسینؒ کے مخالفین حتیٰ کہ چند رشتہ داروں اور دوستوں کے یہ تاثرا تھے کہ یہ شخص "پاگل" اور "بے وقوف" ہے۔ مرید حسینؒ مستقبل کے خواب اور حقیقت کو سمجھ تھے جو کہ ان لوگوں کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ اس اقدام سے مرید حسینؒ کی بصیرت میں کیسے شک رہ جاتا ہے۔ جنہوں نے چھوٹے پیمانے پر دو قومی نظریہ کی عملی تفسیر پیش کی۔ اسی نظریہ جب وسیع شکل اختیار کی تو قرارداد پاکستان کا سبب بنا اور پھر تخلیق پاکستان ہوئی۔ حق یہ ہے کہ جب تحریک پاکستان کی تاریخ سنجیدہ توجہ سے لکھی جائے گی۔ تو مرید حسینؒ کا نام جلی سر میں لکھا جائے گا۔ جنہوں نے شہروں سے دور دیہاتوں میں تحریک پاکستان کے لئے عملی کا آغاز کیا۔

Marfat.com

ہندو اور انگریز کا گٹھ جوڑ

فرنگی استعماری طاقت پوری طرح برصغیر پر قابض تھی۔ ہندو ان کے زیر اثر اپنے مفادات کے حصول کے لئے سرگرداں تھے۔ دونوں کا مقصد کسی بھی موقع پر یہی ہوتا تھا کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان کیسے پہنچ سکتا ہے۔

تباہ کن اثرات

مرید حسینؒ نے جب تحریک عدم تعاون کے ذریعے مسلمانوں کو معاشی ترقی اور ہندوؤں کے بائیکاٹ کی طرف راغب کیا تو یہ قوم معاشی لحاظ سے دیوالیہ پن کا شکار ہونے لگی۔ معاشرتی سطح پر مسلمانوں نے میل ملاپ سے بھی ہاتھ کھینچنا شروع کر دیا۔ جہاں تک مذہب کا تعلق ہے۔ تو مسلمانوں کو جلد ہی احساس ہو گیا کہ کیسی خوش فہمی کی شکار قوم ہے جو کئی خداؤں کا دامن پکڑے ہوئے ہے دوسری طرف ان کی مذہبی الہامی کتابوں کے متعلق آج تک کسی کو یہ معلوم نہیں کہ یہ کس عہد میں نازل ہوئی تھیں اور کس شخص پر اتری تھیں۔ جبکہ مسلمان ایک خدا پر یقین رکھنے والی اُمت ہے۔ ان کے پاس ایک بہترین آسمانی کتاب ہے اور جس شخص پر یہ کتاب اُتری اُس کی زندگی ایک بے مثال اسوۂ حسنہ ہے۔ نفرت تو مسلمانوں کو اس قوم سے کرنی چاہیئے لیکن الٹا یہ اعلیٰ قوم کی تضحیک کر رہے ہیں۔ مرید حسینؒ کی تحریک دراصل ایک اسلامی انقلاب تھا جس کے اثرات مسلمانوں پر خوشگوار ظاہر ہونے لگے۔ جبکہ ہندوؤں پر تباہ کن ———

ہندوؤں نے سمجھ لیا کہ اگر مرید حسینؒ نے یہی اقدامات جاری رکھے تو ان کی حالت زندہ درگور کی سی ہو گی، اب اُن کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ اپنے مربّی و آقا انگریز کی حاکمیت سے فائدہ اٹھائیں

Marfat.com

اور اس نوجوان کو "لگام" دیں۔

ڈپٹی کمشنر سے فریاد

آخر کار ہندوؤں نے جن میں بھائی پرمانند جیسے سیاسی لیڈر شامل تھے یہ فیصلہ کیا کہ سرکاری مشینری کو حرکت دے کر مرید حسینؒ پر دباؤ ڈلوایا جائے۔ درخواستوں اور وفدوں کی صورت میں حاکم ضلع سے فریاد کی جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے جلد ہی ہندوؤں کے ایک وفد نے جہلم کے ڈپٹی کمشنر مسٹر ایف۔ ایم انز سے ملاقات کی۔ ہندوؤں نے مرید حسینؒ کے خلاف زہر اگلا کہ وہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے خلاف نفرت کا بیج بونے کے لئے عجیب قسم کے اقدامات کر رہا ہے۔ اس نوجوان کے اختیارات اتنے وسیع ہو چکے ہیں کہ کسی حکومت کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ لوگوں پر خود جرمانہ کرتا ہے۔ اُس نے علاقہ میں اپنی حکومت قائم کی ہوئی ہے۔

ہندوؤں کی ان شکایات پر ڈپٹی کمشنر اور چکوال کے ایس ڈی ایم سید نثار قطب خصوصی دورہ پر آئے۔ نواحی علاقہ کے لوگ اور معززین اکٹھے ہوئے۔ مرید حسینؒ کو بھی بلوایا گیا تاکہ ہندوؤں کی ان شکایات کی تحقیق کی جائے۔ ڈپٹی کمشنر نے تمام متعلقہ لوگوں کے بیانات سنے۔ اس کے بعد مرید حسینؒ سے پوچھا

ڈپٹی کمشنر: تم نے اس علاقے میں اپنی حکومت کیوں بنائی ہوئی ہے۔

مرید حسین: جناب! یہ غلط الزام ہے۔

ڈپٹی کمشنر: تم مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان منافرت کی آگ بھڑکا رہے ہو۔

مرید حسین: جناب ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

Marfat.com

ڈپٹی کمشنر: اگر یہ غلط اقدامات ہیں تو لوگوں پر جرمانہ کیوں کرتے ہو۔

مرید حسین: میں نے اپنے ہم مذہب مسلمانوں پر کچھ پابندیاں لگائی ہیں تاکہ وہ معاشی طور پر مضبوط ہو جائیں اور منظم ہو کر اپنے آپ کو بہتر کریں۔

ڈپٹی کمشنر: تم نے ایسا کیوں کیا ہے۔

مرید حسین: یہ اقدام میرے فرائض میں شامل ہے اور میں اس کو کروں گا۔

ڈپٹی کمشنر: یہ جو ہندوؤں نے تمھارے خلاف شکایات کی ہیں کیا ان کی کچھ حقیقت نہیں۔

مرید حسین: جناب آپ نے شکایات سن لی ہیں۔ اگر میں نے کسی ہندو کو کچھ کہا ہے تو وہ سامنے آئے۔ تب میں مجرم ہوں (کافی دیر تک کوئی ہندو سامنے نہ آیا)۔

ڈپٹی کمشنر: تمہیں تنبیہہ کی جاتی ہے کہ مذہبی نفرت پھیلانے سے باز آؤ، معافی مانگو اور ہمیں تحریری طور پر یقین دھانی کراؤ کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔

مرید حسین: میں نے جب کوئی جرم کیا ہی نہیں۔ تو کس چیز کی معافی مانگوں اور کس چیز کی تحریری یقین دہانی کراؤں۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں اور دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ میں اپنے مشن پر کاربند رہوں گا۔

ڈپٹی کمشنر: تمہارے خلاف مذہبی منافرت پھیلانے کا مقدمہ درج کیا جاتا ہے۔

مرید حسین: جناب آپ جو چاہیں کاروائی کریں میں اپنے کام میں مگن رہوں گا۔

کوئی بھی ہندو اور نہ ہی سرکاری کارندے آپ کے اس استدلال کا جواب دے سکے۔ حاکم ضلع نے ہندوؤں کی طرف داری کرتے ہوئے آپ کو ہر طرح سے سمجھانے کی کوشش کی اور دھمکی دی مگر آپ نہ مانے۔ انتہائی کوشش کے باوجود آپ اس تحریک کو ختم کرنے اور ہندوؤں سے راضی نامہ کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ ڈپٹی کمشنر نے یہ معاملہ چکوال کے حکام کے سپرد کیا اور

Marfat.com

خود چلا گیا۔ اگرچہ چکوال کے ایس ڈی ایم کا ذاتی خیال تھا کہ مرید حسین جو کچھ کر رہا ہے ٹھیک کر رہا
ہے۔ صرف قانون شکنی سے بچے مگر وہ کچھ مدد کرنے سے قاصر تھا۔ مرید حسین پر حکم کے خلاف منافرت
پھیلانے کے الزام میں مقدمہ درج کر دیا گیا۔ یہ مقدمہ کچھ مدت تک چلتا رہا مگر ہندو اس سلسلہ
میں کوئی ٹھوس ثبوت فراہم نہ کر سکے اس لیے چار پانچ پیشی پر یہ مقدمہ خود بخود ختم ہو گیا۔

کیا مرید حسینؒ متعصب تھے؟

اگر ہم تحریک بیداری اور تحریک عدم تعاون کا بنظر غور جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ مرید حسین
کو انگریزوں اور خصوصاً ہندوؤں سے نفرت و عداوت ہی نہیں تھی بلکہ اُن کے خلاف باضابطہ
بغاوت کے جذبات موجود تھے۔ آپ کے اقدامات کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ اس نوجوان کے تحت الشعور میں ایک بے چینی اور احساس محرومی سرایت کیے ہوئے تھی ہندوؤں
کے خلاف اُن کی دشمنی اور غیظ و غضب کا اصل سبب مذہبی تعصب نہ تھا بلکہ اُن کی وجہ
مسلمانوں کی سیاسی محرومی معاشی ناانصافی اور مسلط ظلم و استحصال جیسے عناصر تھے جس
نتیجہ میں اُن کا شدید ردعمل ظاہر ہو رہا تھا۔ انگریزوں نے ایک جابرانہ نظام حکومت تشکیل کیا
اور ہندو روایتی چالبازی اور عیاری سے کام لے کر اس کے ساتھ ہی ایک استحصالی نظام قائم
ہوئے تھے۔ یہی وہ عوامل تھے جن کی وجہ سے آپ کے جذبات ہندوؤں اور انگریزوں کے خلاف
شدید سے شدید تر ہوتے گئے ——— اور پھر آپ نے ہندو جیسی مکار قوم کے
معاشی اور معاشرتی محاذ پر جہاد کا اعلان کر دیا۔

Marfat.com

عشقِ رسالتؐ

؎ کتاب فطرت کے سرورق پہ جو نام احمدؐ رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا، وجود لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفل کون و مکاں نہ ہوتی، جو وہ امام امم نہ ہوتا
زمین نہ ہوتی، فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا عجم، نہ ہوتا

ذاتِ محمدؐ

خدا تعالیٰ کے بعد جو سب سے زیادہ عظیم ہستی ہے وہ پیغمبرِ اسلام کی ذات مبارک ہے جو وجودِ کائنات کا باعث بنی۔ تاریخ میں صرف یہی ایک ہمہ صفات اور جامع کمالات ہستی ہے جس نے انسانیت کو معراج بخشی۔ علامہ اقبالؒ نے ان اشعار میں سب کچھ بیان کر دیا ہے ؎

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک ایستادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

ایک مسلمان روحانی اعتبار سے اتنا ہی بلند اور اعلیٰ مقام پر فائز ہو گا جتنی اُس میں رسولؐ پاک کی محبت ہو گی اور آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی لگن۔ مسلمان صرف آپؐ کی محبت میں سرشار ہو کر اور آپ کے احکامات پر عمل کر کے ہی دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کر سکتے

Marfat.com

ہیں ؎

ہر کہ عشقِ مصطفٰے سامانِ اوست
بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست

حضورؐ پاک سے والہانہ محبت ایک جاوداں سرمایہ ہے۔ یہ سرمایہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قرب کا باعث ہے اس دنیا میں ایمان کی پختگی اور دُوسرے جہاں میں جنت کے حصول کا سبب ہے اور پھر انسان بھی اشرف المخلوقات محض آپؐ ہی کی وجہ سے بناء خالق کائنات نے آپؐ سے محبت کے اظہار کے طور پر یہ دنیا بنائی۔ اس میں رونقیں قائم کیں۔ اگر حضورؐ کا ظہور انسانوں میں نہ ہوتا تو انسان کیسے دُوسری مخلوقات پر فضیلت حاصل کرتا۔ کوئی مسلمان اسلام کی حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک حضورؐ کی زندگی کی پیروی نہیں کرتا کیونکہ دین اسلام کی بہترین عملی تشریح تو آپؐ کی ذات اقدس ہے :۔

بہ مصطفٰےؐ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر با و نرسیدی تمام بولہبی است

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"اے حبیبؐ مسلمانوں کو کہہ دو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے تو تمہیں چاہیے کہ اپنے رسُول کی پیروی کرو۔ اُن سے محبت کرو۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں پسند کرے گا۔ اور اُن سے محبت کرے گا۔"

حضورؐ کا اپنا ارشاد ہے۔

"تم میں سے کوئی کامل ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک اُس کے لیے میں اولاد، ماں باپ اور حتیٰ کہ تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔"

Marfat.com

عشقِ رسالتؐ کی تڑپ

مرید حسینؒ کے پاس ایک اعلیٰ دماغ اور روشن دل تھا۔ جلد ہی مذہب اسلام کی اس حقیقت کو آپ نے سمجھ لیا کہ عشق رسالتؐ کے بغیر نہ عبادت مقبول ہے، نہ روحانی مقام ہے اور ایمان بھی نامکمل ہے۔ یہی وجہ تھی کہ دن بدن آپ کے دل میں محبت سرورِ کونینؐ اور اہلِ بیت سماتی گئی۔ اس محبت نے آپ کے دل میں عشقِ مصطفےٰؐ کی ایک ایسی چنگاری پیدا کی جس نے بعد میں آگ کی شکل اختیار کر لی۔ اور پھر آپ نے دنیا اور مذہب کو اسی عشق کی نظر سے دیکھا۔ آپ اپنے الفاظ میں اس کی توضیح اس طرح کرتے ہیں۔

عمر ساری دہر میں نام خدا لیتا رہا
حُبِ نبیؐ تو نے نہیں کی ہے اگر کچھ بھی نہیں

درُودِ پاک پڑھنے کی لگن

آپ کے دل میں محبتِ رسُولؐ سمائی ہوئی تھی۔ ذکرِ رسالتؐ میں مست رہنے کے لئے آپ اکثر درود پاک کا ورد کرتے رہتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک درویش صفت شخص آپ کے گھر کے پاس سے گزرا آپ نے سوچا کہ دیکھوں اس میں روحانیت ہے یا کہ نہیں ——— اس خیال کے آتے ہی آپ نے زبان سے آہستہ آہستہ درود پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ کا یہ ورد اُس فقیر نے ایسا محسوس کیا جیسے اُس پر بجلی گری ہو۔ فوراً پلٹا اور سخت غصے کی حالت میں مرید حسینؒ کو پکڑنے کی کوشش کی۔ پھر زبان سے کہا۔

Marfat.com

"تم نے میری پشت پر درود پاک پڑھ کر اس کی توہین کی ہے۔ اس کو میرے سامنے کیوں نہیں پڑھا اور بلند آواز سے پڑھنے سے کیوں ہچکچاتے ہو۔"

مرید حسینؒ اس درویش کی درود پاک کی قدردانی سے از حد متاثر ہوئے۔

خواب میں سرورِ کونینؐ کی زیارت

انہی دنوں ایک رات آپ کو خواب میں حضورؐ کا دیدار نصیب ہوا۔ خواب میں پیغمبرِ اسلامؐ نے دو گستاخ مشرکوں کے چہرے دکھائے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ دونوں واجب القتل ہیں۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر رام گوپال تھا۔

محبت کے لیے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پہ گایا نہیں جاتا

آپ نے خواب میں دیئے گئے چہروں کے حلیے اپنی لال رنگ کی نوٹ بک میں لکھ لئے اور قدرت کی طرف سے مزید رہنمائی کا انتظار کرنے لگے۔ اب آپ کی اندرونی کیفیت کچھ یوں تھی ؎

میرے ہزار دل ہوں تصدق حضورؐ پر
میری ہزار جان ہو قربان مصطفٰے
رشتہ مرا خدائی سے ٹوٹ جائے
چھوٹے مگر نہ ہاتھ سے دامان مصطفٰے

(مولانا ظفر علی خان)

Marfat.com

توہینِ رسالت

اگر ہم کئی صدیوں کے اسلام کے خلاف دوسری قوموں کے واقعات کا جائزہ لیں تو ہمیں یہ حقیقت عیاں نظر آئے گی کہ ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں کی طرف سے اسلام کا مذاق اڑانا مسلمانوں کے تاریخی ورثہ پر طنز کرنا اور حضورؐ کی ذاتِ اقدس سے گستاخی کرنا ایک رواج بن گیا ہے۔ تاریخی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ مختلف وقفوں کے بعد ان قوموں کا کوئی گستاخ، متعصب یا تنگ نظر شخص پیغمبرِ اعظم کی شان میں گستاخی کی جرأت کر بیٹھتا ہے یا اسلامی تعلیمات میں جان بوجھ کر تبدیلی کرتا ہے یا محسنِ انسانیتؐ کی مبارک زندگی پر کسی صورت میں کوئی رکیک حملہ کرتا ہے جس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔

اس تحقیر اور گستاخی کا سبب کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس حضورؐ پاک کی زندگی وہ سرمایہ ہے جس کی مثال کسی اور مذہب یا قوم میں نہیں مل سکتی۔ دوسری قوموں نے یہ حقیقت سمجھ لی ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے سچے دل سے اس مقدس زندگی کے اسوۂ حسنہ پر عمل کیا ہے تو ایک انقلاب رونما ہو گیا ہے۔ اس کے برعکس دوسرے مذاہب کی کھوکھلی تعلیم کی کوئی حیثیت نہیں نہ ہی ان مذاہب اور نظاموں کے جھوٹے فلسفے اسلام کے سامنے پنپ سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ابلیس اور اس کے حواریوں کی یہ کوشش ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آفاقی انقلابی پیغام کو ہر ممکن جدوجہد سے ختم کر دیں۔

؎ وہ فاقہ کش جو موت سے نہیں ڈرتا
روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

Marfat.com

تاریخی تجزیہ

تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمان چاہے اپنے مذہب سے کتنے ہی بیگانہ اور بے پرواہوں، اخلاقی اور مذہبی پستی میں مبتلا ہوں سیاسی اور معاشی طور پر مفلوج ہوں پھر بھی وہ حضورؐ کی شان میں گستاخی کرنے والے کا ہر حال میں سخت محاسبہ کرتے ہیں تاریخ کا بھی یہ عجیب اتفاق ہے کہ قدرت بھی توہین رسالتؐ کو کسی صورت میں برداشت نہیں کرتی۔ جب بھی کوئی ایسا واقعہ رونما ہوتا ہے تو جلد ہی ایسی شیطانی حرکت کا مرتکب اپنے انجام بد کو پہنچ جاتا ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں میں اتحاد و یگانگت پیدا ہوتی ہے اور ان کی مردہ رگوں میں ایک نیا جوش موجزن ہو جاتا ہے۔

توہین رسالتؐ کا مرتکب واجب القتل ہے

توہین رسالتؐ بھیانک ترین جرم ہے۔ خالق کائنات بھی اپنے محبوب کی تضحیک پر غضبناک ہو جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جس کافر مرتد اور یہودی و عیسائی نے اپنے قول و فعل سے گستاخی کا مظاہرہ کیا اللہ تعالےٰ نے اس سے ایسا بدلہ لیا کہ قیامت تک اس کا وجود ذلت کا نمونہ بن گیا شعب ابی طالب میں محصور کرنے کے لیے دستاویز لکھنے والا بغیض بن عامر عذاب الٰہی میں مبتلا ہوا اور اس کے ہاتھ شل ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لاولد ہونے کا طعنہ دینے والے عاص بن وائل کو ابتر ہونے کی خبر دی۔ (سورہ کوثر) ابولہب کی بدکلامی اور اسکی بیوی ام جمیل کی ایذا رسانی پر بربادی کا اعلان کیا۔ (سورۃ تبت) سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) مجنون کہنے والے ولید

Marfat.com

بن مغیرہ کے سب عیب گنوا کر قیامت تک کیلئے ننگا کر دیا۔ (سورہ ن) گستاخ یہودیوں عصماء بن مروان زوجہ یزید بن خطمی، ابی عفکہ، ابو رافع اور کعب بن اشرف کی زبان درازی اور ہجو گوئی پر قتل کر دیا گیا۔ ابن خطل، حویرث بن نقید اور حارث بن طلاطلا ہجو گوئی پر فتح مکہ کے موقع پر قتل کیے گئے۔ ابو جہل اور گستاخ مرتدین کی ایک جماعت کو غازیانِ اسلام نے غزوہ بدر میں فنا فی النار کیا۔ شہنشاہ ایران خسرو پرویز کو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پھاڑنے پر اللہ تعالےٰ نے اپنے ہی بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں قتل کروا کر رسوا کیا۔

شہیدانِ ناموسِ رسالت ﷺ

برِصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں جہاں راجپال، رام گوپال، چرن داس اور پالا مل سنار جیسے بھونکنے والے اور خونخوار کتے دکھائی دیتے ہیں وہاں ناموس رسالت ﷺ کے مسلح محافظوں کے روپ میں وہ قدوسی اجسام بھی نظر آتے ہیں جنہوں نے ان نابکاروں کو قعرِ ذلت میں دفن کیا۔ ایمان کی تجسیم کے ان شاہکاروں نے اہانت کی ہر جسارت کا قلع قمع کیا جس کے نتیجے میں بے شمار صعوبتوں کا مردانہ وار مقابلہ کر کے شہادت کو چوما۔ یہی وہ ارواحِ مقدسہ ہیں جن کے خیر مقدم کیلئے عقبیٰ کی نعمتیں سرو قد کھڑی رہتی ہیں۔

عشقِ نبیؐ والوں سے پوچھو تخت سے تختہ بہتر ہے
کوئی اعزاز نہیں ہے اس اعزاز شہادت سے

غازی عبدالقیوم شہیدؒ

۱۹۳۴ء میں صوبہ سندھ کے سیکرٹری نتھورام نے حضور پاکؐ کی شان میں گستاخی سے بھرپور کتاب "ہسٹری آف اسلام" لکھی۔ کتاب کی اشاعت کے بعد مسلمانوں کا خون کھول اٹھا۔ اور احتجاجات کا وسیع سلسلہ شروع ہو گیا۔ مذہبی منافرت پھیلانے کے جرم میں اسے ایک سال کی قید اور معمولی جرمانہ ہوا۔ نتھورام نے عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی جس کی سماعت منظور کرتے ہوئے اس کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ ستمبر ۱۹۳۵ء میں دو انگریز ججوں پر مشتمل کراچی کی عدالت میں جب اپیل کی سماعت ہو رہی تھی تو عبدالقیوم نامی نوجوان نے اپنے تیز دھار چاقو سے اسے قتل کر دیا اور خود کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ جب اس عاشق رسولؐ کی جان بچانے کی کوشش کی گئی تو اس نے وکلاء کو یوں کہا:

"میں اقبال جرم سے انحراف کر کے اپنی عاقبت خراب نہیں کروں گا۔ میں تو جان کی قربانی دے کر مرتبہ شہادت خرید رہا ہوں۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اس مرتبہ شہادت کو مجھ سے چھیننے کی کوشش نہ کریں۔"

مقدمے کی سماعت کے دوران غازی عبدالقیومؒ کمرہ عدالت میں جارج پنجم کی ٹنگی ہوئی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جج کو یوں مخاطب ہوئے:

"تم تو اپنے بادشاہ کی توہین اور گستاخی کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے ہو تو پھر میں اپنے آقاؐ کی شان اقدس میں گستاخی کی جسارت کرنے والے کو کیسے معاف کر سکتا ہوں۔"

عدالت نے غازی عبدالقیومؒ کو موت کی سزا سنائی۔

Marfat.com

غازی علم دین شہیدؒ

ہندو پروفیسر چمپا پتی کی توہین رسالتؐ پر مشتمل کتاب "رنگیلا رسول" لاہور کے ناشر راج پال نے ۱۹۲۳ء میں چھاپی۔ کتاب کے چھپتے ہی تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مذہبی منافرت پھیلانے کے مقدمہ میں اس ملعون کو دو سال قید بامشقت اور ایک ہزار جرمانہ کی سزا ہوئی لیکن ہائی کورٹ کے ہندو چیف جسٹس مسٹر [illegible] نے اس کو بری کر دیا۔ اس ناانصافی پر مسلمانوں کے جذبات پھر بھڑک گئے۔ [illegible] ۱۹۲۰ء کو ایک عاشق رسول خدا بخش نے راج پال پر قاتلانہ حملہ کیا مگر وہ بچ نکلا عدالت نے خدا بخش کو سات سال کی سزا دی۔ ۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو ایک اور مسلمان عبدالعزیز نے اس کو قتل کر کے سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن یہ جہنمی بچ نکلا اور عبدالعزیز کو چودہ سال کی سزا ہوئی۔ ۶ اپریل ۱۹۲۹ء کو لاہور کے علم دینؒ نے اس مردود کو قتل کیا جس کی پاداش میں جام شہادت نوش کیا

علامہ اقبالؒ نے "ضرب کلیم" میں غازی علم الدین شہیدؒ اور غازی عبدالقیوم شہیدؒ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا ہے ؛ فقط عالم معانی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خون جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ! اے مرد مسلماں تجھے کیا یاد نہیں !!
حرف لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَر !

غازی عبدالرشید شہید

بیسویں صدی کے پہلے ربع ہی میں ایک ہندو منشی رام نامی نے ستیارتھ پرکاش (صراطِ مستقیم)

کے موضوع پر کتاب لکھی جس میں شعائر اسلام، قرآن پاک اور تصورِ وحدانیت کا خوب مذاق اڑایا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ اس ملعون کی گستاخانہ حرکت پر عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی میں اس کو موت کے گھاٹ اتارا اور پھر عدالت کی طرف سے پھانسی کی سزا پا کر ۳۰۔ ستمبر ۱۹۳۰ء امرتسر میں شہادت پائی۔

غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۹۱۶ء میں قصور میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی شعائر اسلام کے پابند تھے۔ قصور میں پالامل سنار مذاق اڑاتا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا رہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بذریعہ خواب راہنمائی پر اس مجاہد اسلام نے ۱۷ ستمبر ۱۹۳۴ء کو اسے قتل کیا اور حرمت و تقدیس رسالت کے تحفظ کی خاطر ۶ مارچ ۱۹۳۵ء کو ڈسٹرکٹ جیل فیروز پور میں حسین موت کو گلے لگالیا۔

غازی میاں محمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

اعوان قوم کے یہ خوش بخت نوجوان ۱۹۱۵ء میں صوبیدار غلام محمد کے ہاں تلہ گنگ ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ مدراس میں قیام کے دوران ایک ڈوگرہ سپاہی چرن داس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدکلامی کر کے گستاخی کا مظاہرہ کیا۔ اور سخت تنبیہ پر بھی باز نہ آیا۔ موصوف نے غیرتِ اسلامی کا تقاضا پورا کرتے ہوئے ۱۶ مئی ۱۹۳۷ء کو اسے واصلِ جہنم کیا اور ۱۲ اپریل ۱۹۳۸ء کو شہادت کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ کو مدراس میں ہی دفن کیا گیا۔

Marfat.com

رام گوپال کی مذموم حرکت

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

پلول کا گدھا اور گھوڑا

ایک مسلمان احمد خان نامی کی یہ خواہش تھی کہ اُس کی گھوڑی خچر جنے۔ اس مقصد کیلئے وہ اپنی گھوڑی کو پلول ضلع گوڑگاؤں کے حیوانات کے ہسپتال میں لایا اور ڈاکٹر رام گوپال سے درخواست کی کہ گھوڑی سے ملاپ کے لئے گدھا فراہم کیا جائے۔

اس ملعون نے ماتحت عملہ کے ایک فرد کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"جاؤ اور . . . . . کو لے کر گھوڑی سے ملاپ کرا دو"

احمد خان نے استفسار کیا کہ یہ . . . . . . کون ہے؟

اس پر اس مردود نے احمد خان کو بتایا۔

"ہسپتال میں شناخت کے لئے ہر ایک جانور کا نام رکھا جاتا ہے۔ اسی نام کے تحت اس کے کاغذات مرتب ہوتے ہیں اور ان کاغذات کو دیکھ کر جانور کو خوراک مہیا ہوتی ہے۔ اسی اصول کے تحت ایک گدھے کا نام . . . . . . ہے" غیرت مند مسلمان یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا! اور کہا کہ مجھے اب کسی ملاپ کی ضرورت نہیں ہے پھر گھوڑی واپس گھر لے آیا۔

Marfat.com

احمد خان نے واپس گاؤں جا کر مسلمانوں کو رام گوپال کی اس مذموم حرکت سے آگاہ کیا۔ بعد میں علاقہ کے سرکردہ مسلمانوں کی ایک جماعت تیار کی۔ یہ جماعت ضلع کے ڈپٹی کمشنر حسن اختر کو ملی۔ اُن کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور ساتھ ہی اس ہندو کے مسلمانوں کے مذہبی طور پر مقدس ہستی کی شان میں گستاخی پر احتجاج کیا۔ ڈپٹی کمشنر نے اس ڈاکٹر کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا وعدہ کیا۔

چند دن بعد ڈپٹی کمشنر کی ہدایت پر شفاخانہ حیوانات پلول پر چھاپہ مارا گیا اور جب تمام کاغذات اور رجسٹروں کا معائنہ کیا گیا تو اُس میں واقعی ایک گدھے کا نام . . . . تھا اس کے علاوہ ایک گھوڑے کا نام (نعوذ باللہ) عبد حسین تھا۔

زمیندار میں اشاعت

مقامی مسلمانوں کے سلسلہ احتجاج کے بعد یہ دل سوز خبر آہستہ آہستہ پھیلتے پھیلتے لاہور پہنچی پھر ۱۹۳۶ء کے اوائل میں زمیندار اخبار نے ایک خبر شائع کی جس کا عنوان "پلول کا گدھا" تھا۔ اس خبر میں بتایا گیا تھا کہ ضلع گوڑگاؤں کے ایک قصبہ پلول میں حیوانات کے ہسپتال کے ایک ہندو ڈاکٹر رام گوپال نے ایک مذموم حرکت کا ارتکاب کیا ہے وہ یہ کہ اُس نے محسن انسانیت کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے (نعوذ باللہ) شفاخانہ کے ایک گدھے کا نام حضور پاک کے نام گرامی پر رکھا ہوا ہے۔

اطلاع

مرید حسین اکثر بھاگ کے پرائمری سکول میں آتے، استادوں سے باتیں کرتے اور اخبار و کتب

Marfat.com

کا مطالعہ کرتے۔ ایک دن سکول میں آئے اور لوہے کی کرسی پر بیٹھ کر اخبار پڑھنے لگے۔ مگر جوں ہی زمیندار اخبار کی سرخی "پلول کا گدھا" پڑھی تو آپ کے تن میں آگ لگ گئی۔ کرسی سے ایک دم اچھل پڑے اور غضبناک ہو کر پکارے ——— اس ہندو کی یہ جرأت ! ———

صدائے احتجاج

یہ دل اندوہ خبر کوئی معمولی نہ تھی کہ مسلمان اس کو سن کر خاموش ہو جاتے۔ اگرچہ بیسویں صدی کے اوائل ہی سے مسلمان ہندوؤں کی ایسی مذموم حرکتوں کی خبریں سنتے رہتے تھے۔ جن میں اکثر حضورؐ پاک کے کردار کو مسخ کیا جاتا اور انؐ کی اسلامی تعلیم پر طنز کیا جاتا۔ تکذیب اور من گھڑت باتوں سے آپؐ کی زندگی کے روشن پہلوؤں کو داغدار بنایا جاتا۔ اس کام میں ہندوؤں کے پہلو بہ پہلو یہودی اور عیسائی بھی شامل تھے مگر اس دفعہ ایک نیا میدان چن کر ایک نہایت ہی قبیح حرکت کا ارتکاب کیا گیا تھا ایک ایسی مذموم حرکت جس سے انسانیت کی گردن شرم سے جھک جاتی ہے کیونکہ اس نازیبا حرکت کی مثال تاریخ عالم میں ملنا مشکل تھی جس مسلمان نے بھی یہ خبر سنی اس کے بدن میں آگ لگ گئی۔ جگہ جگہ اس ذلیل حرکت کے خلاف احتجاج ہوا۔ جلسے منعقد ہوئے اور قرار دادیں پاس ہوئیں۔ ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کی طرف سے جہاد جاری رکھنے کا اعلان ہوا۔ فرنگی حکومت پر یہ واضح کیا گیا کہ مسلمانوں کے لیے یہ حرکت ناقابل برداشت ہے۔ اور اس کے نتائج خطرناک بھی برآمد ہو سکتے ہیں۔ مگر تعزیرات ہند میں اس وقت کوئی ایسا قانون نہ تھا جس سے بانیان مذہب کے ذاتی تحفظ کے لئے کوئی کارروائی کی جا سکے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے والے کے خلاف کارروائی نہ کرنے کا بہانہ بنائے ہوئے تھی۔ دوسری طرف مسلمانوں کے دل و دماغ میں نفرت و قہر کی آندھیاں چل رہی تھیں۔

Marfat.com

رام گوپال کا تبادلہ

مسلمانوں کے احتجاجات کا سلسلہ جاری تھا اور دُوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے
ڈاکٹر رام گوپال کو قتل کرنے کی ناکام کوششوں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ انگریز حکومت
نے خطرے کی گھنٹی محسوس کرتے ہوئے یہ اقدام کیا کہ رام گوپال کو سرکاری تحفظ مہیا کر دیا
چنانچہ اس ملعون کو ہلوپل سے تبدیل کر کے ہندوؤں کے اکثریتی علاقہ نارنوند ضلع حصار میں
تعینات کر دیا گیا تاکہ وہ مسلمانوں کی طرف سے انتقامی کارروائی سے محفوظ رہے۔ یہ قصبہ ہندوؤں
کا گڑھ تھا۔ نارنوند کی اس وقت آبادی چھ یا سات ہزار نفوس پر مشتمل تھی اور اس قصبہ
میں صرف تین گھر مسلمانوں کے تھے۔ ظاہر ہے کہ اتنی ہندوؤں کی اکثریتی آبادی کے قصبہ میں
رام گوپال کو مسلمانوں کی طرف سے جان کا کم ہی خطرہ رہ گیا تھا۔ ڈاکٹر رام گوپال کو اس لئے
سرکاری تحفظ فراہم کیا گیا کیونکہ وہ پنجاب کے مشہور سیاسی ہندو لیڈر سر چھوٹو رام کا رشتہ دار
تھا۔ مزید برآں اس کو متعصب پسند ہندوؤں کی ہمدردیاں اور درپردہ حمایت حاصل تھی۔
یہ دو قوموں کا مذہبی تصادم تھا نہ کہ ایک فرد کا معاملہ ———— ہندو قوم نے ایک
مکروہ حرکت کی تھی اور مسلمانوں نے اس قبیح حرکت کا جواب دینا ہے۔ ————
ایک ایسا جواب جو تاریخ میں ہمیشہ محفوظ رہے۔ - - - - - - - - - - - - - - - - -

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

Marfat.com

اہانتِ رسولؐ کے مقامات

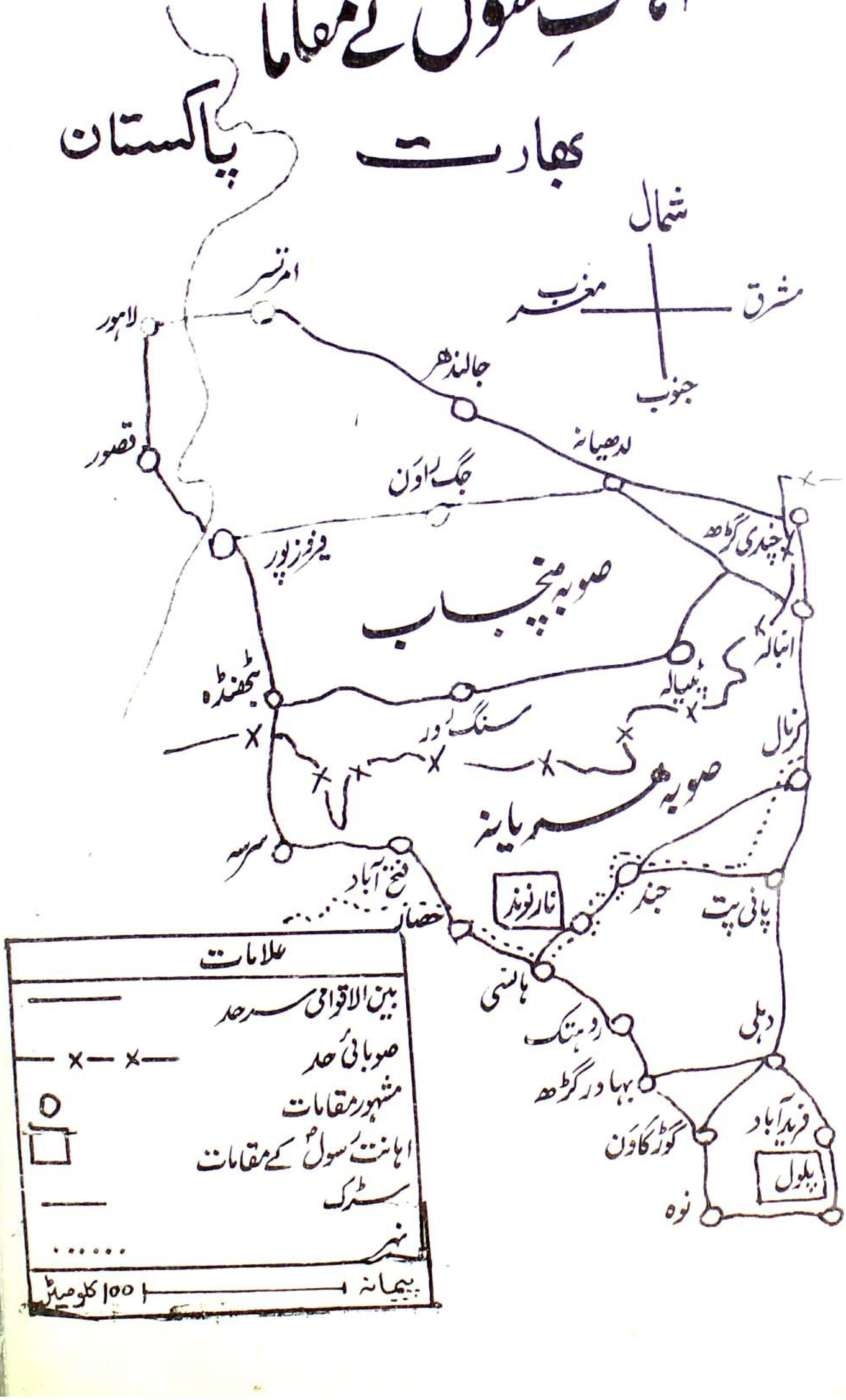

Marfat.com

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

شاید آج بھی تاریخ اس زندہ حقیقت پر
کہ آنچ آنے نہیں دیتے آقا کی عزت پر

نوجوان طبقہ

دنیا میں کوئی ایسا مذہب یا تہذیب نہیں جس نے کسی دوسرے مذہب کی مقدس ہستی پر کیچڑ اچھالنے یا توہین کرنے کی تلقین کی ہو ایسا کرنا صرف ایک بھونڈی حرکت ہے اگر کوئی گستاخ اس حرکت کا مرتکب ہوتا ہے تو نہ اس سے اسلام کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے اور نہ حضورؐ کی ذات اقدس کی عظمت میں کوئی کمی آسکتی ہے ۔

ایسی کوئی بھی حرکت غیرتِ اسلام پر مر مٹنے والے کسی ایسے عاشق صادق کو ہی جنم دیتی ہے جس کی قربانی سے آئندہ ایسی جسارت کرنے والے لرزاں نظر آتے ہیں ۔

راجپال کی گستاخی ایک ایسا سانحہ تھا جس کو مسلمان کسی قیمت پر برداشت کرنے کو تیار نہ تھے ۔ اگرچہ ہر مسلمان کا خون کھول اٹھا تھا لیکن نوجوان طبقہ کا جوش اور غضب زیادہ ہی عیاں تھا ۔ اس طبقہ کے اکثر نوجوان غصہ سے پاگل ہو گئے تھے ۔ وہ انگاروں پر لوٹ رہے تھے ۔ ان کے دل و دماغ پر یہ ایک آہنی ضرب تھی جس کا علاج صرف اور صرف راجپال کا قتل تھا ۔ ان کی یہ دلی تمنا تھی کہ وہ جلد از جلد متاع عزیز کی قربانی دیں اور راجپال کو ایسا سبق سکھائیں کہ تاریخ خود بخود بتاتی رہے کہ مسلمان کسی بھی شاتم رسولؐ کے ساتھ کس

Marfat.com

طرح کا سلوک کرتے ہیں۔

بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں بھی جہاں انگریز حاکم اسلامی اقتدار کو مٹانے میں مصروف تھے وہاں دوسری طرف ہندو مسلمانوں کو معاشی اور سیاسی طور پر مفلوج کر رہے تھے۔ اس خستہ حالی کے باوجود ان کی اسلامی حمیت زندہ تھی اور اپنے رسولؐ کی اہانت ان کو کسی صورت میں بھی گوارا نہ تھی۔

ہندو تحریکیں

ہندوؤں کی تاریخ بھی اسلام پر شدید حملوں اور مسلمانوں کے خلاف مذہبی زیادتیوں سے بھری پڑی ہے بیسویں صدی کے پہلے ربع میں پنڈت مدن موہن نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے "شدھی" کی تحریک شروع کی۔ اسی دور میں دو اور تحریکیں آریہ سماج اور ہندو سبھا بھی سرگرم تھیں۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو مذہبی طور پر کمزور کرنے کے لئے ان تحریکوں کی پوری حمایت کی تاکہ ہندوؤں کی ہمدردیاں حاصل کر سکیں۔ اسی دور میں مسلمانوں کے خلاف ایک اور اذیت ناک طریقہ اختیار کیا گیا جو کہ توہین رسالتؐ تھا۔

تجزیہ

برصغیر ہند میں بیسویں صدی کے ابتدائی چار عشروں کا دور بڑا ہی ہنگامہ خیز تھا۔(۱) ایک جانب آزادی کی لہریں اٹھ رہی تھیں اور دوسری طرف مسلمان ہندوؤں کی معاشی چیرہ دستیوں کا شکار تھے۔ مزید برآں ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف مذہبی محاذ بھی کھول رکھا تھا۔ اس محاذ پر ایک تو یہ مسلمانوں کو ہندو بنانے کی کوشش کر رہے تھے اس پر مستزاد یہ کہ وہ ان کی دل وجان سے پیاری

Marfat.com

ہستی کے کردار کو مسخ کرنے میں مصروف تھے۔

گو مسلمان تمام مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے تھے لیکن توہین رسالتؐ کے کسی بھی واقعہ پر ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو جاتا۔ ہندوؤں نے توہینِ رسالتؐ کرتے وقت حضورؐ پاک سے مسلمانوں کی شیفتگی اور جذباتی دل بستگی کا ٹھیک اندازہ نہ لگایا۔ اس عہد میں جہاں ایک طرف ہندوؤں نے بڑے بڑے شاتم رسولؐ پیدا کیے وہاں اس کے برعکس مسلمانوں نے غازی اور شہید پیدا کر کے اس جرم کے مرتکب افراد کو عبرت کا نشانہ بنا دیا۔

مرید حسینؒ کی یہی خوبیِ تقدیر تھی کہ انہوں نے ہوش ان حالات میں کھولا جب انہوں نے توہینِ رسالتؐ کے واقعات، مسلمانوں کے شدید جذبات اور اس مذموم حرکت کے مرتکب افراد کو ٹھکانے لگانے والے جاں نثاروں کی عظمت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس ماحول میں تربیت پانے والا یہ نوجوان بھی اس قسم کے کسی نئے واقعہ کے رونما ہونے پر ذہنی طور پر قربانی دینے کے لئے تیار تھا ——— ——— بالکل تیار ———

——— اب صرف واقعہ رونما ہونے کی دیر تھی ؎

یہ رتبہ بلند جسے ملا مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

حقیقت تو یہ ہے کہ مرید حسینؒ جیسے لوگ اس دنیا میں آتے نہیں بلکہ خصوصی طور پر بھیجے جاتے ہیں تاکہ شہیدِ محبت ہو کر آسمانِ دنیا کے شہابِ ثاقب بن جائیں۔

Marfat.com

مشن کی زیرِ پردہ تیاری

شعر
راز دل کہہ کر ذلیل و خوار ہوتا ہے
کھل جاتی ہے جب خوشبو تو گل بیکار ہوتا ہے

منصوبہ

ایک روایت کے مطابق ۱۹۳۶ء کے اوائل سے ہی مرید حسینؒ نے رام گوپال کو ٹھکانے لگانے کا منصوبہ بنایا تھا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بھی آپ نے مصمم ارادہ کیا ہوا تھا۔ تب آپ نے لال رنگ کی ایک نوٹ بک بھی بنائی تھی جس پر کتب و اخبار سے مطالعہ کے بعد اہانت رسولؐ سے متعلق تمام معلومات درج کر لیا کرتے تھے۔ مرید حسینؒ نے یہ پہلو بھی مدنظر رکھا کہ گستاخ رسولؐ رام گوپال کو قتل کرنے کا منصوبہ تب ہی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے کہ موجودہ ایمانی حالت کو تقویت دی جائے۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ حقوق العباد میں جہاں کہیں کمی ہو اُس کو پورا کیا جائے۔

اخلاق

آپ نے اپنی اخلاقی اصلاح پر بہت زور دیا۔ یہی وجہ تھی کہ ۱۹۳۵ء کے آخر میں آپ نہایت ہی شریف النفس انسان سمجھے جاتے تھے۔ آپ لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آتے، انکساری کا مظاہرہ کرتے، سلام دینے میں پہل کرتے، طہارت کا بہت خیال

Marfat.com

رکھتے ۔ لوگوں کو اخلاقی کمزوریوں پر پند و نصائح کرتے رہتے اور خدمتِ خلق کے کاموں میں دلچسپی لیتے ۔

دُعا کی درخواست

اِن ہی دنوں میں بھلہ کے ایک آدمی طوراخان فریضہ حج کے لئے مکہ معظمہ جا رہے تھے ۔ گاؤں کے کافی لوگ اکٹھے ہوئے تاکہ ان کو الوداع کریں ۔ مرید حسینؒ بھی ملنے کے لئے آئے اور طوراخان سے درخواست کی کہ روضہ پاک پر جب جائیں تو دعا کرنا کہ مرید حسین اپنے دل میں جو تمنا رکھتا ہے وہ منظور ہو کر پایہ تکمیل ہو جائے ۔ کم ظرف لوگوں نے مرید حسینؒ کا مذاق اڑایا کہ اس کو جلد از جلد شادی کرنے کی تمنا ہے لیکن چند ماہ ہی بعد لوگوں کو اصل حقیقت اُس دن واضح ہوئی جب آپ مرید حسین سے غازی مرید حسین بن گئے ۔

شادی

آپ کی منگنی بچپن ہی سے آپ کی چچازاد بہن امیر بانو سے طے پا چکی تھی ۔ اب آپ کی والدہ کا اصرار تھا کہ جلد از جلد شادی کی جائے ۔ جبکہ مرید حسینؒ کا استدلال یہ تھا کہ والدہ کی چند سال خدمت کر دوں گا ۔ دُوسرا آپ کے من میں کوئی اور ہی لگن سمائی ہوئی تھی اسی لئے اس بندھن سے کترا رہے تھے ۔ والدہ کے ساتھ شادی کے متعلق بحث کو آپ نے اپنی سہ حرفی میں یوں بیان کیا ہے ۔ ؎

ب ، بس متیں دس ناہیں مائے پہلوں راہ لایا ای آپ
پتا شجر دا بالکل بک دیویں ناہیں آدے باپ دے باپ دا باپ

Marfat.com

جیہڑا شجر لایوئی اُسدی ٹہل کرتوں پک جاوے تے رُج کھاپ ثمر
اس شجر دی کر رکھوالی ہر دم پئے فرماندے نی سب آپ فقیر

والدہ نے مرید حسینؒ پر سخت دباؤ ڈالا اور ساتھ ہی دھمکی بھی دی کہ اگر فوراً شادی نہ کی تو تم کو ھرگز دودھ نہ بخشوں گی ۔منگیتر ہونے کی وجہ سے آپ کو حقوق العباد کی ادائیگی کا بھی احساس تھا ۔ان تمام باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آپ نے رضامندی ظاہر کردی ۔چنانچہ آپ کی شادی ۱۹۳۵ء میں نہایت سادہ طریقہ سے سرانجام پائی ۔آپ کے دینی استاد سیّد محمد شاہ نے خطبہ نکاح پڑھا۔

باجماعت نماز کی پابندی

اس زمانہ میں آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مست رہتے ۔اہلِ بیت سے آپ کو خاص لگاؤ تھا ۔جہاں بھی ہوتے تھے کام ترک کرکے باجماعت نماز پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے ۔

شادی کے چند دن بعد آپ کی برادری کے ایک شخص اللہ داد خان نے دولہا اور دلہن کو معہ دیگر رشتہ داروں کے خصوصی دعوت پر رات کے کھانے پر مدعو کیا ۔مرید حسینؒ بھی اُس رات اللہ داد خان کے گھر پہنچ گئے ۔تمام مہمانوں کے سامنے کھانا چُنا گیا اور پھر کھانا شروع کر دیا گیا ۔مرید حسینؒ نے ابھی چند لقمے ہی منہ میں ڈالے تھے کہ قریبی مسجد سے عشاء کی اذان بلند ہوئی ۔آپ نے لقمے کو واپس رکھا ۔مزید کھانا وہیں روک دیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے ۔

"مرید حسین" کیا بات ہے ۔کھانا جلد ختم کیوں کر دیا ہے ! اور اب کہاں جا رہے ہو ؟

اللہ داد خان نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا !

Marfat.com

"مسجد میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں" مرید حسین نے جواب دیا۔

اللہ داد خان نے ظرافت کے زاویہ سے نشتر زنی کرتے ہوئے کہا "یہ سفر جو تم نے شروع کیا ہے یہ تو بڑا لمبا اور مشکل ہے"

اس حاضر جواب نوجوان نے جواب دیا ہاں! مجھے علم ہے کہ واقعی یہ سفر لمبا اور کٹھن ہے تبھی تو میں نے اس کی جلد ابتدا کی ہے اس سوال و جواب کے بعد مسجد میں گئے، نماز پڑھی اور باقی کھانا واپس آکر کھایا۔

درپردہ مشن

آپ دنیا کے دیگر معاملات میں عدم دلچسپی کا مظاہرہ کر رہے تھے جس کا آپ کی والدہ نے یہ علاج سوچا کہ آپ کی شادی کر دی لیکن اس شادی سے بھی آپ کی روش میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

آپ کی دلی نیت کو کاتب تقدیر کے سوا کون جان سکتا تھا؟ حقیقت میں آپ درپردہ ایک خصوصی مشن کے لئے سب کچھ تیار کر رہے تھے تاکہ امتحان گاہ عشق میں یقینی کامیابی ہو۔ اس تیاری کو آپ نے یوں منظوم کیا ہے ؎

آئے وہ گھر سے اپنے، بن ٹھن کے زیب تن سے
آخر کا معرکہ ہے، میدان رہ نہ جائے

آپ اس وقت دو دنیاؤں کے مسافر تھے ایک ظاہری دنیا جس میں آپ مجبوری کے تحت معاشرتی فرائض سنبھالے ہوئے تھے۔ آپ کی اصل دنیا اور جہاں آپ کے اندر تھا۔ جس میں آپ محو اور مگن تھے اور یہ جہاں اتنا وسیع اور محفوظ تھا کہ اس کے احساسات و جذبات تک کسی کی رسائی ممکن نہ تھی۔

Marfat.com

کشف و کرامت

جب کسی مردِ مومن کا ایمان نہایت ہی کامل ہو جاتا ہے تو وہ قلب کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ باطنی علوم میں کشف بھی شامل ہے۔ کشف و الہام اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں پر خاص انعام ہے۔ کشف کی حقیقت حدیث پاک سے بھی واضح ہے۔

صفائی باطن

اگر دل کو مذموم جذبات مثلاً حسد، تکبر، ریاکاری، لالچ، عداوت اور ایسی ہی دیگر بُری باتوں سے پاک رکھا جائے اور ان کی جگہ پاکیزہ جذبات و اخلاق کو اپنایا جائے جیسے تواضع، صبر، توبہ اور خوفِ خدا وغیرہ تو اس سے ایک مسلمان کے قلب میں طہارت رہ جاتی ہے۔ ظاہری و باطنی طہارت کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی کیا جائے اور عشق و محبت سے عبادت بھی کی جائے تو قوتِ ایمانی میں زبردست اضافہ ہوتا ہے اور یہی قوت ایمانی جب پیدا کی جاتی ہے تو بعض دفعہ کشف یا کرامت میں مددگار بن جاتی ہے۔ اگر کوئی مردِ مومن کشف یا کرامت کو ظاہر کرے تو یہ چیز اُس کی صفائی باطن پر دلالت کرتی ہے۔

مرید حسینؒ سے بھی اس قسم کے کئی واقعات رونما ہوئے لیکن دنیا داروں کی سطحی بین نگاہیں اُن کی صحیح کیفیت کا احاطہ نہ کر سکیں۔

دوا لینے سے انکار

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رات کے وقت آپ کے پیٹ میں سخت درد ہوا۔ آپ کی

Marfat.com

والدہ اُسی وقت گاؤں کے سندر نامی ہندو حکیم سے دوا لائی اور آپ کو استعمال کرنے کو کہا۔

ماں! ——— سخت تکلیف سے کراہتے ہوئے ——— مرید حسینؒ نے کہا

میں کسی مشرک کی دوا ہرگز استعمال نہ کروں گا کیونکہ مجھے اس سے بدبو آرہی ہے۔

والدہ ——— متفکر ہو کر ——— "تو اسی طرح تڑپتے رہو گے"۔

"نہیں ماں" مرید حسینؒ نے جواب دیا "اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہو تو خاک بھی شفا کا کام دے دیتی ہے۔

تو پھر ———

ماں! میرے لئے جو ان لے آئیں۔

والدہ جو ان لائی تو آپ نے بسم اللہ پڑھا اور کھا لی اور چند منٹ بعد ہی آپ کو آرام نصیب ہوگیا۔

دھوبی کا واقعہ

اسی سلسلے میں غلام رسولؒ سے روایت ہے کہ جب مرید حسینؒ میرے پاس ساہیوال چھاؤنی میں مہمان تھے تو ان کی کرامت نے مجھے حیران کر دیا۔ ہوا یوں کہ میں نے ایک دھوبی کو مرید حسینؒ کے کپڑے دھونے کے لئے دیئے۔ دھلائی کے بعد وہ کپڑے اُن کو جب پہننے کے لئے دیئے گئے تو وہ بولے۔

"غلام رسول! یہ کپڑے تو ہرگز نہ پہنوں گا ——— ان سے مجھے سخت بدبو آرہی ہے ——— یقیناً یہ کپڑے تو کسی ہندو نے دھوئے ہیں"۔

میں ششدر رہ گیا کہ ان کو کیسے معلوم ہوگیا۔ تحقیق کرنے پر پتہ لگا کہ اُن کی یہ بات سو فیصدی درست [illegible] گئے۔

اٹل فیصلہ

ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ دل و جان وار دو
گستاخ کو جو دیکھو ، بلا خوف مار دو

کشمکش

کچھ عرصہ سے راج گوپال کو قتل کرنے کا سودا آپ کے دل میں سمایا ہوا تھا۔ آپ ہر وقت اس کو عملی جامہ پہنانے کے متعلق سوچتے رہتے کہ آلہ قتل کہاں سے حاصل کروں وقت کا انتخاب کب ہو اور دیگر منصوبہ بندی کیسے کی جائے؟ دوسری طرف دنیا کے جنجال تھے جو کہ اس منصوبہ کی تکمیل میں حائل تھے یہی وجہ تھی کہ آپ متفکر اور کسی گہری سوچ میں غرق رہتے۔ آپ نے اس وقت کی اس کشمکش کو اپنی پنجابی کی ایک سہ حرفی میں یوں بیان کیا ہے ؎

ج
جیکر توں غم وچ بہت رہسیں تینوں نہیں کوئی چپ کران والا
جیکر وطن تیں توں بے وطن ہوسیں تینوں نہیں کوئی یار ملاں والا
جیکر آپ دے انہوں چھوڑ دیسیں تینوں نہیں کوئی نکلان والا
جیکر یار دے عشق وچ مر دیسیں تھنڈا ہر کوئی ہووے پچھان والا

عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان

کچھ عرصہ سے آپ کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ کوئی بھی کام توجہ اور

Marfat.com

دلجوئی سے نہ کرتے۔ نئی نئی شادی بھی آپ کو زندگی کی دلچسپیوں کی طرف راغب نہ کر سکی۔ گندم کی فصل تیار ہو چکی تھی جس پر آپ کے سال بھر کے گزارے کا انحصار تھا مگر اُس کے سنبھالنے پر بھی دھیان نہیں دے رہے تھے اپنے اندرونی کرب اور تڑپ کو کسی کو بتلانے سے قاصر تھے۔ عشقِ رسالتؐ آپ سے تقاضا کر رہا تھا کہ ۔

محمدؐ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دُنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمدؐ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، مال، جان، اولاد سے پیارا (حفیظ)

غیرتِ اسلام

توہینِ رسالتؐ مسلمانوں کا نازک ترین گوشہ ہے۔ اگر کوئی ملعون اس پر چرکہ لگائے تو وہ صبر کا دامن چھوڑ دیتے ہیں اور جو کچھ اُن سے بن پڑتا ہے نتائج و عواقب کی پرواہ کئے بغیر کرتے ہیں۔ ہر مسلمان کے لئے توہینِ رسالتؐ سوہانِ روح ہوتی ہے۔ کچھ اس کا ارتکاب کرنے والوں پر لعن طعن کرتے ہیں۔ چند اس کو احتجاج تک بڑھاتے ہیں اور عاشقانِ صادق جان کا نذرانہ پیش کر دیتے ہیں۔ مرید حسینؒ بھی اب جان کا نذرانہ دینے کے لئے پر تول رہے تھے ۔

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی،
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا (مولانا ظفر علی خان)

Marfat.com

چاچڑ روانگی

آپ نے اپنے پیرِ کامل کی دعاؤں سے آغاز کرتے ہوئے اس کام کی ابتدا کا منصوبہ بنایا۔ آپ کے چچا زاد بھائی خیر مہدی سے روایت ہے کہ ایک دن ہم کھیتوں میں کام کر رہے تھے کہ مرید حسینؒ نے مجھ سے درخواست کی کہ اگر ہو سکے تو آپ میری ایک بات مانیں وہ یہ کہ فصل کی کٹائی کا میرا کام بھی خود سنبھال لو کیونکہ مجھے ایک نہایت ہی ضروری کام آن پڑا ہے جس کی وجہ سے میں چاچڑ ضلع خوشاب جانا چاہتا ہوں۔ میں اُن کی درخواست رد نہ کر سکا اور ذمہ داری قبول کر لی۔

پھر انہوں نے والدہ سے اجازت طلب کی کہ مجھے چاچڑ میں اشد ضروری کام ہے۔ اُن کی والدہ کو سخت ناگوار گزرا۔ ناراضگی کا اظہار کیا کہ فصل پک چکی ہے اور کام کے نازک وقت میں اُن کی موجودگی ضروری ہے مگر بعد میں مرید حسینؒ نے والدہ کی منت سماجت کر کے اپنی بات منوائی۔ چنانچہ والدہ نے اُن کو بادلِ نخواستہ جانے کی اجازت دے دی۔ پھر آپ چاچڑ گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے رام گوپال کو قتل کرنے کا عزم ظاہر کیا اور اپنے مرشد حضرت عبدالعزیزؒ صاحب کی دعاؤں کو شاملِ حال کرنے کی استدعا کی۔

پیرِ کامل نے مرید حسینؒ کی عمر اور کام کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے اُن کی اس سوچ کو بچگانہ فعل قرار دیا اور اپنے نواسے محمد یعقوب کو بلا کر کہا کہ مرید حسین کو کسی کام میں لگاؤ اور سمجھاؤ۔

محمد یعقوب صاحب کا بیان ہے کہ ہمیں نہیں معلوم نہ تھی کہ اُن کو کیا سمجھائیں البتہ ہم نے اُن کو کام میں مشغول کرنے کی کوشش کی۔

مرید حسینؒ ایک عزمِ صمیم لے کر گھر سے نکلے تھے، وہ بار بار پیر صاحب کی خدمت

Marfat.com

میں درخواست گزاری تو مستقبل شناس پیر نے کہا:

"مرید حسین! جس مشن کا تم عزم کئے ہوئے ہو۔ یاد رکھو اس کے نتیجہ میں پھانسی کے تختہ پر بھی لٹکنا پڑتا ہے"

عاشق صادق نے کیا خوب جواب دیا۔

"حضور! اگر آپ کی دعائیں اور مدد شامل رہی تو تختہ دار پر بھی بخوشی لٹک جاؤں گا۔"

اس کے بعد پیر کامل اور مرید صادق کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہوئیں جب آپ پیر صاحب سے فارغ ہوئے تو آنسو پونچھ رہے تھے۔ اُن سے پوچھنے کی بہت کوشش کی گئی کہ اس گریہ کا سبب بتائیں مگر انہوں نے کچھ نہ بتایا۔ اغلب قیاس یہی ہے کہ آپ کو احساس ہو گیا تھا کہ مرشد کامل کے الفاظ بے معنی نہیں اور آنے والے لمحات میں متاع عزیز اُن سے چھن جائے گی۔

محمد یعقوب صاحب سے مزید روایت ہے کہ مرید حسینؒ دو سرے دن چاچڑ سے چلے گئے۔ اُن کا ارادہ بھیرہ جانے کا تھا مگر ہماری کوشش تھی کہ بھیرہ کی بجائے گھر جائیں۔

آئین جوان مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

Marfat.com

٨٦

آلۂ قتل کے حصول کی جدوجہد

مرید حسین کی اسلحہ کے حصول کے لئے جدوجہد طویل مسافت پر واقع کئی جگہوں پر سفری مشکلات اور پریشانیوں کی ایک طویل اور سبق آموز داستان ہے۔ اگرچہ واقف کاروں اور ناواقفوں سے ذاتی روابط کے باوجود آپ کسی قسم کا کوئی اسلحہ حاصل نہ کر سکے لیکن یہ ناکامی آپ کے مشن میں رکاوٹ نہ بن سکی۔

سرگودھا روانگی

مرید حسینؒ شادی کے چند دن بعد ہی گھر سے غائب ہو گئے۔ شاہ والدہ کو اشارتاً معلوم ہوا اس لئے انہوں نے مزمل شاہ کو سرگودھا بھیجا جہاں پر ان دنوں مرید حسینؒ کے ایک قریبی رشتہ دار ملازم تھے۔

مزمل شاہ سرگودھا میں اس رشتہ دار کے ہاں پہنچے تو مرید حسینؒ وہاں پر موجود تھے مگر رات کے وقت پھر غائب ہو گئے البتہ ایک رقعہ رکھ چھوڑا جو کہ رشتہ دار کے نام تھا رقعہ میں لکھا ہوا تھا کہ شاہ صاحب کو باعزت گھر بھیج دیں اور والدہ کو بتا دیا جائے کہ چار پانچ دن بعد میں خود بخود گھر واپس آ جاؤں گا۔

اس کے بعد مزمل شاہ سرگودھا سے بھلوال واپس آ گئے اور مرید حسینؒ بھی حسب وعدہ گھر پہنچ گئے۔

مرید حسینؒ کس وجہ سے سرگودھا گئے تھے؟ اگرچہ اس کی تصدیق نہیں ہو سکی مگر غالب قیاس یہی ہے کہ اسلحہ کے حصول کے لئے ہی سرگودھا گئے تھے لیکن اس میں آپ کامیاب نہ ہو سکے۔

Marfat.com

بھیرہ روانگی

چند دن گھر میں قیام کے بعد آپ نے بھیرہ ضلع سرگودھا جانے کا پروگرام بنایا۔ اُن دنوں میں بھیرہ کے لوہے کے اوزار خاصے مشہور تھے۔ آپ وہاں سے کوئی آلۂ قتل خریدنا چاہتے تھے۔ یا بنوانا چاہتے تھے۔ حاجی مولا بخش سے روایت ہے کہ مرید حسینؒ میرے دوست تھے۔ بھیرہ روانگی سے قبل میرے پاس آئے اور ہمارے درمیان یہ مکالمہ ہوا۔

مرید حسینؒ : "میں نے ایک خنجر بنوانا ہے اس کے لیے کونسا لوہا اچھا ہوتا ہے؟"

مولا بخش : "ریتی یا سپرنگ کا لوہا اچھا ہوتا ہے۔"

مولا بخش : "کہاں سے بنواؤ گے؟"

مرید حسینؒ : "بھیرہ سے بنواؤں گا"

مولا بخش : "میرے لئے بھیرہ سے ایک کھونٹی لے آنا"

مرید حسینؒ : "لے آؤں گا۔"

اُن دنوں بھیرہ کی مہندی بھی مشہور تھی۔ رشتہ داروں نے انہیں مہندی لانے کا بھی کہا۔ مرید حسینؒ بھیرہ گئے۔ وہاں سے ایک تلوار بنوائی یا خریدی لیکن اس سے آپ مطمئن نہ ہوئے اور اس سے اچھے اسلحہ کی تلاش شروع کردی۔ ساتھ ہی خیر مہدی کو خط لکھ دیا کہ مجھے افسوس ہے کہ جلد نہ آسکوں گا کیونکہ ایک ضروری کام پر جا رہا ہوں۔

شیر محمد سے درخواست

میجر شیر محمد اُن دنوں فوج میں نائیک تھے اور راولپنڈی میں خدمات سرانجام دے رہے

تھے۔ مرید حسینؒ اُن کو ملنے کے لیے راولپنڈی گئے۔ شبیر محمد کے بقول ملاقات کے وقت انہوں نے جو لباس پہنا ہوا تھا وہ خاکسار تحریک سے تعلق ظاہر کر رہا تھا۔ اس کے علاوہ جسم پر ایک تلوار بھی لٹکائی ہوئی تھی۔ جمعہ کا دن تھا اس لیے مرید حسینؒ فوراً ہی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لیے چلے گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر بات چیت کے بعد انہوں نے اپنے آنے کا مقصد واضح کرتے ہوئے یوں گفتگو کی :-

مرید حسینؒ : "کیا یہ ممکن ہے کہ آپ مجھے فوجی اسلحہ خانہ سے ایک پستول دلا دیں"؟

شبیر محمد : "یہ ناممکن ہے"

شبیر محمد : "پستول لینے کی کیا وجہ ہے"؟

مرید حسینؒ : "ایک کافر نے گدھے کا نام حضور پاکؐ کے نام گرامی پر رکھ کر توہین کا ارتکاب کیا ہے میرے دل و دماغ جل اُٹھے ہیں۔ میں اپنے آقا کی تحقیر ہرگز برداشت نہیں کر سکتا اور اب کسی حالت میں اُس کو زندہ چھوڑنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ پستول کے حصول کے لیے آپ کچھ نہیں کر سکتے لہٰذا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ حاجی ترنگ زئی کے پاس جاؤں گا۔ اُن سے دعا بھی لوں گا اور پستول کے لیے اُن سے درخواست بھی کروں گا۔"

شبیر محمد : "آپ ان خیالات کو چھوڑ دیں گھر جائیں اور دلجمعی سے کام کاج کریں۔ اگر حاجی ترنگ زئی کے ہاں گئے تو خیال کرنا اس علاقہ میں تلاشی ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں پکڑے جانے کا امکان ہے۔"

مرید حسینؒ گھر جانے کی بجائے اپنے پروگرام کے مطابق حاجی ترنگ زئی سے ملاقات کے لیے روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

حاجی ترنگ زئی سے ملاقات

فضل احمد المعروف حاجی ترنگ زئی مدفون غازی آباد قبائلی علاقہ میں اسلامی نظام حیات کے علمبردار تھے۔ حاجی ترنگ زئی ایک روحانی پیشوا اور قبائلی لیڈر تھے۔ وہ ۱۹۳۶ء میں انگریزوں کے خلاف جوش و خروش سے جہاد میں مصروف تھے وہ یہ جہاد مہمند اور باجوڑ کے قبائلی علاقہ سے سرانجام دے رہے تھے۔ مرید حسین راولپنڈی سے سفر کرتے ہوئے اس علاقہ میں پہنچ گئے اور اس بزرگ ہستی سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کی تفصیل آپ نے بعد میں راولپنڈی آکر شیر محمد کو یوں بتائی :-

"حاجی ترنگ زئی ایک عظیم انسان ہے۔ وہ سخت پہرہ میں رہتا ہے۔ ہر وقت چاق و چوبند جوان اس کی حفاظت پر مامور ہیں۔ میں جب اس کے علاقہ میں پہنچا تو مجھے اس کے مجاہدین نے پکڑ لیا! اور الزام لگایا کہ میں انگریزوں کا ایجنٹ ہوں اور اطلاعات کے حصول کے لئے اس علاقہ میں آیا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اس نیک بندے کو اپنی روحانی طاقت سے پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا کہ کون اس کے پاس آ رہا ہے اور کس مقصد کے لئے آ رہا ہے۔ فوراً ہی حاجی ترنگ زئی نے اپنے مشیر خاص کو بھیجا کہ اسے ملنے کے لئے ایک آدمی جہلم کے علاقہ سے آیا ہے اس کو جلد از جلد میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ حفاظتی دستے کے لوگ مجھے اس کے پاس لے گئے۔ وہ بڑے تپاک سے ملے۔ مسکرائے اور پوچھا کہ کس مقصد کے لئے یہاں پر آئے ہو؟

میں نے ان کو جواب دیا کہ آپ دعا کریں کہ میں جس مشن کا عزم صمیم کر چکا ہوں اس میں کامیاب ہو جاؤں۔ اس پر انہوں نے میرے لئے کامیابی کی دعا کی۔ اس مرد خدا کا مجھ پر کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ میں پستول کے حصول کیلئے درخواست کی جرأت ہی نہ کر سکا۔

Marfat.com

اور واپس آگیا۔

حاجی ترنگ زئی سے ملاقات کرکے آپ واپس آ رہے تھے کہ علاقہ میں نو وارد اور مشکوک ہونے کی وجہ سے گرفتار کر لیے گئے۔ پولیٹیکل ایجنٹ کے حکم سے کاغذات تصدیق کے لیے بھیلہ آئے اور خیر مہدی نے تصدیق کرکے واپس بھیج دیے۔ چنانچہ غلام حسین پٹواری ساکن اڈھر وال ملحقہ چکوال (جو کہ اس علاقہ میں متعین تھا۔) کی کوششوں سے رہائی ملی۔

رسالپور کا سفر

قبائلی ملاقات ناکام ہونے کے بعد آپ پشاور سے ہوتے ہوئے رسالپور چھاؤنی میں ایک رشتہ دار کے ہاں بھی گئے۔ اگرچہ وہاں پر قیام کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں مل سکیں لیکن قیاس یہی ہے کہ وہاں پر بھی آپ نے پستول کے حصول کے لیے کوشش کی ہوگی جس کے نتیجہ میں ناکامی ہوئی۔

فقیر ایپی سے ملاقات

ایک غیر مستند روایت ہے کہ مرید حسینؒ نے ہتھیار کے حصول کے لیے ۱۹۳۶ء میں شمالی وزیرستان کے علاقہ میں سرگرم حریت پسند لیڈر فقیر ایپی سے بھی ملاقات کی لیکن آس پوری نہ ہوئی۔

کوئٹہ میں گرفتاری

مرید حسینؒ کے چچازاد بھائی خیر مہدی سے روایت ہے کہ اسی دوران آپ کوئٹہ بھی گئے

Marfat.com

اور مشکوک ہونے کی وجہ سے گرفتار کر لیے گئے۔ تصدیق کے لئے کاغذات بھیجے گئے اور پھر ضروری کارروائی کے بعد واپس بھیج دیئے گئے۔ یوں اس تصدیق نامہ کی وجہ سے آپ کو رہائی ملی۔

سکھر کا سفر

ایک راوی کے مطابق مرید حسینؒ اسی سلسلہ میں صوبیدار مہدی خان کے پاس سکھر بھی گئے لیکن ناکام لوٹے۔ آپ نے حصول اوزار کیلئے جگہ جگہ سفر کیا۔ اس سفر میں آپ نے ایک دستور یہ رکھا کہ جہاں بھی جاتے گھر پر اپنی خیریت کی اطلاع ضرور دیتے لیکن اپنے پتہ کو با لکل نہ لکھتے کہ کہاں سے خط لکھا گیا ہے

تاریخ انسانی میں بڑے بڑے باہمت لوگوں کے عزم کی مثالیں موجود ہیں کہ ان کو کبھی کبھی ناکامیاں ملیں لیکن پھر بھی وہ اپنے عزم پر قائم رہے اور کوئی چیز ان کو اپنے ارادے سے متزلزل نہ کر سکی مرید حسینؒ کی جدوجہد بھی کسی سے کم نہیں اور تاریخ میں سنہری الفاظ سے لکھنے کے قابل ہے کہ آپ گستاخ رسولؐ کو قتل کرنے کے لیے آلہ قتل چاہتے ہیں۔ جہاں جہاں جاتے ہیں ناکامی ہوتی ہے۔ اٹھا پھرے جاتے ہیں لیکن آپ کے پائے استقلال میں ذرا بھر بھی لغزش نہیں ہوتی۔ اس ناکامی کو آپ نے اپنی ایک سہ حرفی میں یوں بیان کیا ہے ؎

ت ۔ تلاش جہان دے وچ کیتی، ملے اوزار مقصود نہ مول کدھرے
ڈٹھے دوست رفیق عزیز سارے ناہیں ہویا سوال مقبول کدھرے
تھکی عقل فکر تدبیر میری دل دی چیز نہ ہوئی موصول کدھرے
ایم آ پیچ جان در رحمن آیا، باقی رہی نہ ہوس حصول کدھرے

Marfat.com

دہلی میں قیام اور منصوبہ بندی

مرید حسین اپنے مشن کے لئے رواں دواں ہوئے تو لاہور میں کچھ دن قیام کرنے کے بعد دہلی چلے گئے۔ دہلی میں آپ کے قیام کا مقصد علاقے کے حالات کا جائزہ لینا تھا تاکہ وہ گستاخ رسول کے خلاف اپنے مشن کو سو فیصدی کامیاب بنا سکیں۔

لاہور میں قیام

مرید حسینؒ دہلی جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ لاہور میں اپنے دوستوں محمد فیروز، شیخ رشید اور شیخ سخاوت کے پاس ٹھہرے جو کہ ان دنوں اسلامیہ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھے۔ آپ تلوار کو بھی ساتھ لے جا رہے تھے لیکن لاہور میں قیام کے دوران خیال کیا کہ تلوار ساتھ لے جانا اچھا نہیں کیونکہ اس طرح ہر جگہ مشکوک حالت ہو گی لہذا بہتر اس کو سمجھا کہ تلوار یہاں ہی رہنے دی جائے۔ یہ تلوار آپ نے ان دوستوں کے سپرد کی اور دہلی کی طرف سفر کیا۔

سیر و سیاحت

ان دنوں محلہ کے ایک نوجوان حاجی طوراخان دہلی میں مقیم تھے اور کشمیری دروازہ چاندنی گنج کے مکان نمبر ۱۶۱۴ میں رہتے تھے۔ مرید حسینؒ حاجی طوراخان کے گھر گئے۔ پہلے چار پانچ دن میں جامع مسجد، لال قلعہ، قطب مینار، شاہ جہاں کا مقبرہ اور چاندنی چوک کا بازار دیکھا۔ اس دوران آپ کبھی کبھی علمائے دین سے بحث بھی کرتے۔ مرید حسینؒ اکثر خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار پر جاتے اور روحانی سکون محسوس کرتے۔ آپ دہلی میں تقریباً پچیس دن ٹھہرے۔

Marfat.com

پندونصیحت

حاجی طوراخان کے بڑے لڑکے سخی محمد کا بیان ہے کہ ہمارے گھر میں قیام کے دوران ہم نے مرید حسین رح کو قریب سے دیکھا۔ اس سے قبل ہم گھوڑوں کے لئے دانہ ہندوؤں سے خریدتے تھے لیکن یہاں پر قیام کے دوران انہوں نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم یہ مسلمانوں کی دکانوں سے خریدیں۔ وہ ہمیں ہندوؤں سے قطع تعلق کی بھی نصیحت کرتے اور ہم ہندوؤں کی جو بھی چیز استعمال کرتے آپ اس سے بدبو محسوس کرتے۔ ہمیں اکثر رزق حلال کمانے اور نماز پڑھنے کی تلقین کرتے۔

رازداری

شروع میں مرید حسین رح نے بتایا کہ میں دہلی صرف سیر و سیاحت کی غرض سے آیا ہوں۔ چند دن دہلی میں قیام کے بعد سخی محمد نے مرید حسین رح سے آنے کا اصل مقصد پوچھا۔ اس پر حسین نے کہا کہ چند دنوں کے بعد بتاؤں گا۔ آئندہ جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد سخی محمد سے قرآن پاک پر ہاتھ رکھوا کر قسم لی کہ میں اس راز کو فاش نہیں کروں گا۔ بعد میں بتایا کہ میں سرکار کائنات کی شان میں گستاخی کرنے والے ایک ملعون رام گوپال کو قتل کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اور تم اس مشن کی تکمیل تک اس راز کے امین رہوگے۔

اطلاعاتی مشن

سخی محمد نے مرید حسین رح کو مشورہ دیا کہ پہلے دھوتیاں، تولیے اور جرابیں وغیرہ بیچے

Marfat.com

بہانے نارنونہ جاؤ۔ رام گوپال کے قیام کی جگہ دیکھو، معلومات حاصل کرو اور مشن کی تکمیل کے لئے حالات کا اندازہ لگاؤ۔

آپ کو یہ مشورہ پسند آیا۔ پھر معلومات کے حصول اور جائزہ کے لئے نارنوند چلے گئے اور تین دن کے بعد واپس دہلی آئے۔ سخی محمد کے بقول اس اطلاعاتی دورے میں انہوں نے رام گوپال سے ملاقات کی۔ گستاخی کی طرف توجہ دلائی اور اُسے اُس کے بچوں کا واسطہ دیتے ہوئے کہا کہ اس عبارت پر تمہاری جان چلی جائے گی کیونکہ یہ مسلمانوں کی غیرت کا سوال ہے۔ اب بھی بہتر یہی ہے کہ ایک معافی نامہ لکھ کر اخبار میں چھپوا دو تا کہ مسلمانوں کے غضب سے بچ جاؤ۔ لیکن اُس مردود نے مرید حسینؒ کو جواب دیا۔

"جاؤ کام کرو۔ تمہارے جیسے کئی مسلمان آئے ہیں اور اسی طرح کی دھمکیاں دے کر چلے گئے ہیں۔"

والدہ کی پریشانی

آپ گھر میں اطلاع دیئے بغیر دہلی میں مقیم تھے آپ کی والدہ کو اس وجہ سے کافی تشویش تھی اُن کو کسی طرح سے معلوم ہوا کہ مرید حسینؒ دہلی میں حاجی طور اخان کے گھر پر قیام کئے ہوئے ہیں تو انہوں نے اس پتہ پر خط لکھا۔ اس کے علاوہ اتفاقاً حاجی طوراخان بھی بھلہ آئے ہوئے تھے اُن کو بھی ملیں اور تاکید کی کہ مرید حسینؒ کو جا کر سمجھائیں کہ جلد از جلد گھر لوٹ آئے اور ساتھ ہی یہ بھی بتائیں کہ تمہاری والدہ پریشان اور بیمار ہے اس کے علاوہ مکان گر رہے ہیں اُن کی مرمت ضروری ہے آپ کو جب گھر کے ان حالات سے آگاہی ہوئی تو والدہ کو خط لکھا۔

Marfat.com

"مجھے آپ کی تکلیفوں کا احساس ہے۔ اس عمر میں آپ کو میری خدمت کی ضرورت اور خدمت کرنا میرا فرض ہے کیونکہ آپ کے پاؤں کے نیچے جنت ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں اس وقت فوراً آنے سے معذرت خواہ ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ والدہ ہونے کی حیثیت سے آپ میری اس گستاخی کو معاف کردیں گی میرے فوراً نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک نہایت ہی اہم کام میں مصروف ہوچکا ہوں۔

جہاں تک مکانوں کا تعلق ہے تو میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ مجھے دنیا دی مکانوں کی ضرورت نہیں۔ چاہے گر جائیں یا تباہ ہو جائیں یہ کیسے مکان ہیں کہ باپ بناتا ہے اور بیٹے کو ان کی پھر مرمت کرنا پڑتی ہے۔ میں تو ایک ایسی جھونپڑی بنانے کی تلاش میں ہوں جو ابدی ہو جس کو دوبارہ تعمیر اور مرمت کی ضرورت نہ ہو اور ایسی ہو کہ لوگ اس پر رشک کریں۔ آپ دعا کریں کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔"

چاقو خریدنا

رام گوپال کو قتل کرنے کے لئے مرید حسینؒ نے سخی محمد سے پستول کے حصول کے لئے مشورہ لیا۔ سخی محمد نے کہا کہ یہ مشکل کام ہے آخر کار انہوں نے ایک بڑا چاقو ہی خریدا۔ یہ چاقو جامع مسجد دہلی کے باہر ظہر کی نماز کے بعد تین روپیہ میں خریدا گیا تھا۔ اس چاقو کا پیتل کا دستہ تھا اور پھر سان سے اس کو خوب تیز کرایا گیا تھا۔ اس دن جمعرات تھی۔

Marfat.com

رام گوپال کا قتل

بڑے موذی، بڑے کافر، بڑے چالاک کو مارا

محمد مصطفیٰ کے دشمن ناپاک کو مارا

منزل کو روانگی

مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۶ء بروز جمعرات اپنے مشن پر جانے کے لیے بالکل تیار تھے۔ تمام معمولی ضروری سامان لینے کے علاوہ حاجی صاحب نے چھوٹے بیگ میں [illegible] ہاکی اور ایک دستی بھی ساتھ لے لی۔ [illegible] کے قول [illegible] تھا جب [illegible] سے [illegible] دو دن بس پر سفر کرنے کے بعد [illegible] تھا۔

راستے میں رات گزارنا

ہانسی کے مقام پر آپ بس سے اتر گئے اور رات یہاں پر ایک مسلمان کے گھر پر گزاری جس کا اس سفر کے دوران آپ سے تعارف ہوا۔ صبح اٹھ کر بہت کم کرایہ سفر کرتے ہوئے آپ نارنوند پہنچے۔

شیطان کی چالبازیاں

آپ اب بالکل منزل کے قریب پہنچ چکے تھے۔ شیطان نے آپ کے دل میں کچھ اس قسم کے وسوسے اور خیالات ڈالے جو آپ نے بعد میں بتائے۔

"شیطان اپنی فطرت کے مطابق مجھے خوف اور ہوس کی کش مکش میں مبتلا رکھتا ہوا [illegible]

Marfat.com

عزم صمیم سے مجھے باز نہ رکھ سکا۔ کیونکہ میں اپنے مشن کے آخری مرحلہ پر پہنچ چکا تھا اس لئے اُس نے بھی اپنے وار بڑھا دیئے۔ کبھی میرے دل میں وسوسے ڈالتا کہ کیوں مصیبت میں پڑتے ہو۔ گاؤں میں کافی جائیداد کے مالک ہو۔ بوڑھی ماں اور نوجوان بیوی کا خیال کرو۔ کبھی فریب دیتا کہ تم دُبلے پتلے نوجوان ہو۔ رام گوپال جیسے ہٹے کٹے اور جسیم شخص کو کیسے قتل کرو گے؟ تم اپنے علاقہ سے کوسوں دور ہو اور بے یار و مددگار ہو جبکہ اُس کے پاس نوکر چاکر، دوست اور بیوی بچے ہوں گے یہ تو تم خواہ مخواہ اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو اور کبھی یوں حوصلہ شکنی کرتا کہ ہاکی اور چاقو سے اُس کو کیسے قتل کرو گے؟ میں اپنے عزم کو دہراتے ہوئے کہتا کہ میں عزرائیل نہیں ہوں میرا کام تو صرف وار کرنا ہے اور موت و حیات کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے"۔

آپ شیطان کی ان حرکتوں سے واقف تھے۔ گھر سے مکمل تیاری کر کے چلے تھے اور جانتے تھے کہ اس مشن میں شیطان سے کشتی بھی لڑنا پڑے گی۔ صرف ایمان کی قوت سے اس کو شکست دی جا سکتی ہے۔ دل جو آپ کے خیال میں فردوس کا چمن تھا اس سے لاحول کی پھکار سے اس ملعون کو باہر کیا۔ اس طرح شیطان کی ہر چال اللہ تعالیٰ کی مدد سے ناکام بنا دی اس کے ورغلانے میں نہ آئے اور منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

راہِ عمل میں جذبہ کامل ہو جس کے ساتھ
خود اُس کو ڈھونڈ لیتی ہے منزل کبھی کبھی

ملعون کا قتل

ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد آپ رام گوپال کی جائے رہائش کی طرف روانہ ہوئے۔ ۶ ر
گست ۱۹۳۶ء جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ ڈاکٹر اپنے دفتر سے گھر آ چکا تھا۔ اُس کا گھر ہسپتال سے

Marfat.com

ملحقہ تھا۔ گھر کے ساتھ ہی میدان تھا۔ اُس نے اس میدان میں شیشم کے درخت کے نیچے اخبار پڑھنا شروع کیا۔ اور کچھ دیر بعد ہی نیند کے مزے لینے لگا۔ گرمی کا موسم تھا جس کی وجہ سے اُس نے صرف بنیان اور دھوتی پہنی ہوئی تھی ۱۰۰ فٹ دور نیم کے درخت کے سائے میں اُس کی بیوی ساوتری دیوی کشیدہ کاری میں مگن تھی۔ ۱۲ فٹ دور ایک کمپوڈر سویا ہوا تھا ۱۲۱ فٹ دور ہسپتال کا عملہ سویا ہوا تھا اور ایک دوسری روایت کے مطابق تاش کھیلنے میں مصروف تھا۔ آپ جذبہ ایمانی اور عشقِ رسولؐ سے سرشار ہو کر اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھتے ہوئے رام گوپال کی چارپائی کی طرف بڑھے . . . . . . غیض و غضب کی وجہ سے آپ کی آنکھوں سے شعلے برس رہے تھے . . . .

ساوتری دیوی نے اپنے خاوند کو آواز دی کہ کوئی مشکوک مسلمان تمہاری طرف آرہا ہے۔

اسی دوران آپ رام گوپال کے قریب پہنچ چکے تھے . . . . . لات مارتے ہوئے اُس کو للکارا!

"آج تجھے اپنے کرتوت کی سزا دینے ایک جان نثار آگیا ہے"۔

رام گوپال دھوتی سنبھالتے اور آنکھیں ملتے ہوئے ہڑبڑا کر اُٹھا ہی تھا . . . . . .

آپ تیر کی طرح جھپٹے اور اس کے پیٹ کے بائیں جانب چاقو گھونپ دیا . . . . جنی نعالی جو پہلے ہی اس کے توہین آمیز عمل سے جوشِ غضب دکھا کر اُس کو مارنا چاہتا تھا، چاقو کے ایک ہی کاری وار سے اُس کو واصل جہنم کر دیا۔ ہسپتال کا عملہ، نوکر اور بیوی دوڑے دوڑے آئے کہ آپ کو پکڑیں لیکن آپ راہِ فرار اختیار کر چکے تھے۔ تھوڑا سا دور پہنچ کر آپ کو خیال آیا کہ کہیں ڈاکٹر رام گوپال زندہ نہ ہو اور میرا مشن نامکمل نہ رہ جائے۔ آپ نے ایک نظر پیچھے دیکھا تو قتل قتل اور پکڑو — پکڑو — پکڑو کا شور سُنا جس سے آپ مطمئن ہو گئے کہ واقعی رام گوپال قتل ہو چکا ہے۔ پھر آپ نے اندھا دھند بھاگنا شروع کر دیا۔

Marfat.com

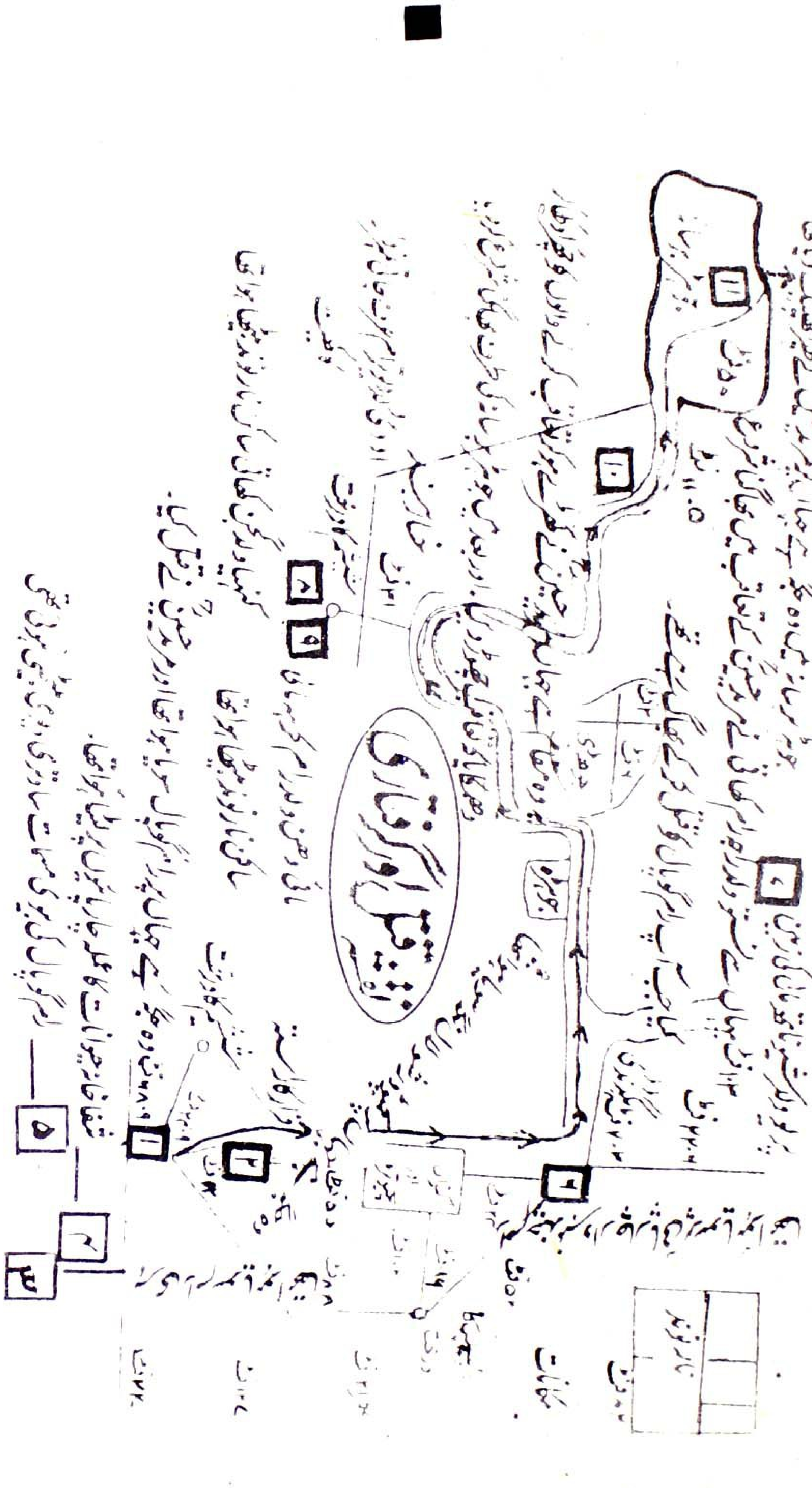

Marfat.com

پولیس کی حراست میں

گرفتاری

جوں ہی قتل ۔ قتل ۔ قتل کا شور بلند ہوا ہسپتال کے عملہ کی افراتفری اور رام گوپال کی بیوی کی چیخ و پکار لوگوں کے کانوں میں پڑی تو وہ جائے وقوعہ کی طرف دوڑے۔ اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر کے قتل کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ۔

غازی مرید حسین کے ہاتھ میں خون آلود چاقو تھا۔ آپ لگاتار بھاگ رہے تھے اور لوگ آپ کا تعاقب کر رہے تھے۔ جائے قتل سے تقریباً بارہ سو فٹ دور آپ نے چاقو کو جوہڑ برسانہ میں پھینک دیا۔ اور جوہڑ میں ٹھہر گئے۔ اب آپ نہتے تھے۔ کپڑے بھیگ چکے تھے اور تھکاوٹ محسوس کر رہے تھے۔ آگے اور پیچھے سے آنے والے ہندوؤں نے جوہڑ برسانہ میں آپ کا گھیراؤ کر لیا ۔

اسی دوران پولیس کا ایک مسلمان تھانیدار احمد شاہ کھوٹ بھی وہاں پہنچ گیا۔ آپ کو ہتھکڑی لگا دی گئی اور جوہڑ برسانہ سے نشان دہی پر چاقو تلاش کر کے نکال لیا گیا۔ اس کے بعد جائے قتل کی طرف روانگی ہوئی۔

راستے میں تھانیدار کے ساتھ ایک ہیڈ ماسٹر بھی تھا۔ ہیڈ ماسٹر نے انگریزی میں تھانیدار کو کہا کہ نوجوان اتنا باشعور معلوم نہیں ہوتا اس لئے اس کو جو کچھ کہیں گے ایسا ہی بیان دے گا لہذا اس نوجوان سے ایسے بیانات لو جو مقتول کے حق میں ہوں۔

آپ نے ہیڈ ماسٹر کی یہ گفتگو سمجھ کر فارسی زبان کا ایک شعر پڑھا جس کا مدعا یہ بیان کرنا تھا کہ تم لوگوں کو غلط فہمی ہے میں تو وہی کہوں گا اور کروں گا جو کہ میری مرضی ہوگی ۔

Marfat.com

کرب و ابتلاء میں رہنے والے نوجوان مرید حسین کو قلبی سکون حاصل ہو چکا تھا۔ توہین
لت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سننے سے لے کر قتل کے وقوعہ تک شاید کوئی ایسی گھڑی نہ تھی کہ آپ نے سکون
و بلکہ ہر وقت اس ملعون کو کیفر کردار تک پہنچانے کے خیال میں ہی محو رہتے، منصوبہ بندی
تے اور اس مشن کی کامیابی کے لیے سوچتے رہتے۔ اب یہ دور ختم ہو چکا تھا آپ نہایت ہی
ن اور مسرور تھے کہ آپ نے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا تھا۔

جائے وقوعہ پر

قتل کی ابتدائی رپورٹ درج کرنے کے لیے آپ کو جائے وقوعہ پر لایا گیا۔ وہاں پر لوگوں کا
تھا۔ قضارام گوپال کی بیوی ساوتری دیوی کی آہ و بکا کے اس طرح کے بین سے گونج رہی تھی۔
ہائے ہائے! رام گوپال تو نے میری نصیحت پر عمل نہیں کیا...... ہائے
تجھے کہتی تھی کہ مسلمانوں کو مت ستا مگر تو نہ مانا اور آج تجھے اس کئے کی قتل کی صورت
سزا ملی...... ہائے افسوس! اگر تو میری بات مانتا تو آج اس عبرتناک انجام
ے کبھی دوچار نہ ہوتا...... ہائے!.......

ابتدائی رپورٹ کا اندراج

ابتدائی رپورٹ کے اندراج کے لیے پولیس نے آپ پر متعدد سوالات کیے۔ آپ نے ان
سوالات کے جوابات بڑے تیکھے، دلچسپ اور معنی خیز دیئے۔ اگرچہ تھانیدار ان جوابات پر بہت
تملایا مگر آپ پر اس کا بالکل اثر نہ ہوا۔ چند سوالات و جوابات کا سلسلہ کچھ یوں تھا۔

تھانیدار :۔ تمہارا نام کیا ہے؟

مرید حسین رحمۃ اللہ علیہ : عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تھانیدار : میں تمہارا اصلی نام پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ۔

Marfat.com

مرید حسینؒ : محمدؐ کا شیدائی مرید حسینؒ

تھانیدار : کیا ڈاکٹر رام گوپال تمہارے ہاتھوں سے قتل ہوا ہے ؟

مرید حسینؒ : میں نے کسی ڈاکٹر کو قتل نہیں کیا بلکہ ایک لٹیرے کو قتل کیا ہے ۔

تھانیدار : وہ تو ایک ڈاکٹر تھا لٹیرا کیسے ہو گیا ؟

مرید حسینؒ : اس نے توہین رسالتؐ کا ارتکاب کر کے مسلمانوں کے سکون کو لوٹ لیا تھا۔ ایسا شخص ڈاکٹر نہیں ہو سکتا ۔

تھانیدار : میں جیسا سوال کرتا ہوں تم اس کے مطابق جواب دو۔ یہ الٹے سیدھے جواب مت دو ۔

مرید حسینؒ : میں تو سوالوں کے جوابات بالکل درست دے رہا ہوں۔ اگر آپ کو ان کا مطلب کچھ اور سمجھ آئے تو اس میں میرا قصور کیا ہے ۔

تھانیدار : تم ایک عجیب قسم کے بے حس آدمی ہو۔ اتنا بڑا جرم کر کے بھی تمہیں احساس تک نہیں۔ تم نے قتل کیا ہے۔ دفعہ ۳۰۲ کے مجرم ہو اور مسکراہٹ تمہارے ہونٹوں پر کھیل رہی ہے ۔

مرید حسینؒ : میں تو ایک مسکین آدمی ہوں ۔

اِن جوابات کو سُن کر لوگ آپ کی جرأتِ ایمانی سے کافی متاثر ہوئے۔ تھانیدار کا رعب گرج، اور سیخ پا ہونا بھی کچھ نہ کر سکا۔ اس کے بعد آپ کو نارنوند تھانہ میں لے جایا گیا اور تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۰۲ کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا۔

تھانہ میں نماز

جس وقت آپ کو پولیس تھانہ میں لائی اُس وقت عصر کا وقت تھا۔ آپ نے مسلمان تھانیدار

نے کہا کہ میرے لئے پاک کپڑے اور وضو کے لئے پانی کا بندوبست کریں تاکہ میں نماز ادا کروں اور کھانے کا انتظام بھی کریں۔ تھانیدار پہلے ہی آپ کے رویے، عجیب بیانات اور گفتگو سے حیران تھا اُسے اپنی پوری ملازمت کے دوران کسی ایسے شخص سے واسطہ نہیں پڑا تھا جو کہ قتل کا مجرم ہو اعلانیہ اس کا اقرار کرے اور پھر اپنے آپ کو پولیس کا مہمان سمجھے اور نہایت ہی خوش و خرم ہو، غازی صاحب کی بات سن کر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ غازی صاحب دیکھتے رہے کچھ دیر کے بعد آپ کی غیرت ایمانی جوش میں آگئی۔ تھانیدار کو بولے کہ آپ نے پہلی ہی مسلمانی کا لگایا ہوا ہے کیا آپ کو غیرت بھی نہیں آتی کہ دعویٰ تو مسلمان ہونے کا کرتے ہو مگر آپ کا عمل کیا ہے تھانیدار ہو کر ایک مسلمان کے لئے کپڑے، پانی اور روٹی کا بندوبست نہیں کر سکتے۔ تھانیدار ایک مسلمان مجرم کی اس طرح کھلی ہمدردی کرنے سے ہچکچا رہا تھا اور دوسری طرف غازی صاحب نے اس کی غیرت اسلامی کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اب اس کا ضمیر اس کو لعنت کر رہا تھا۔ وہ غازی صاحب کی بات پر متوجہ ہوا۔ فوراً ہی کھانا لانے کا حکم صادر کیا۔ ایک اور سپاہی کو پانی لانے کے لئے کہا۔ جب وہ پانی لایا تو آپ نے فوراً کہا کہ یہ ہندو ہے۔ اس لئے میں اس کے ہاتھ کا پانی استعمال نہیں کروں گا۔ تھانیدار سے مخاطب ہو کر کہا کہ یا خود پانی لادیں یا کسی مسلمان کے ہاتھ سے پانی منگوا دیں۔ تھانیدار نے پانی مہیا کیا اور پاک کپڑے بھی دیئے۔ آپ نے عصر کی نماز ادا کی اور شکرانہ ادا کیا کہ ایک بڑے کام سے سبکدوشی ہوئی جس کی تکمیل کے لئے ایک عرصہ سے سکون مٹ چکا تھا۔

منصوبۂ قتل

ہندو سپاہی غازی مرید حسینؒ کے متعلق پل پل کی خبریں باہر لوگوں کو دے رہے تھے۔ جب تھانیدار کی طرف سے ایک قاتل کو پانی، کپڑے اور کھانے کی سہولیات بہم پہنچانے کی اُن کو خبر ملی

مشتعل ہو گئے اور جب اُن کو یہ معلوم ہوا کہ یہ مسلمان تھانیدار بھی قاتل کے ملحقہ علاقہ سے تعلق رکھتا ہے تو وہ آگ بگولہ ہو گئے۔ سرکردہ ہندوؤں نے فوراً ہی ایک سازش تیار کی جس کے مطابق ہندو سپاہیوں کی مدد سے رات کو زندہ جلانا تھا اور بعد میں یہ مشہور کرنا تھا کہ یہ سب کارروائی تھانیدار کی ہے اُس نے خود ہی رام گوپال کو قتل کرایا ہے اور اب خود ہی مجرم کو بھگا دیا ہے اس خطرناک سازش سے قاتل خود بخود ٹھکانے لگ جائے گا۔ اور تھانیدار مقدمہ قتل میں پھنس جائے گا۔ اطلاعات دینے والا عملہ غافل نہ تھا۔ خوش قسمتی سے تھانیدار احمد شاہ کھوٹ کو کسی مخبر نے اس سازش کی بروقت اطلاع کر دی! اس سازش کے کامیاب ہونے کا اُس کو سو فیصدی یقین تھا کیونکہ نارنوند کے ہندو جاٹ قوم سے تعلق رکھتے تھے اور یہ اپنے غیض و غضب میں بہت مشہور تھے۔ نارنوند تھانہ میں اس سے قبل ایک ایسا واقعہ رونما ہو چکا تھا جبکہ انہوں نے حوالات سے ایک آدمی کو نکال کر زندہ جلا دیا تھا اور اب اس نئے منصوبے پر بالکل تیار ہو چکے تھے۔

تھانیدار احمد شاہ کھوٹ نے فوراً پولیس ہیڈکوارٹر حصار میں اطلاع دی کہ مرید حسین نامی شخص نے ڈاکٹر رام گوپال کو قتل کر دیا ہے۔ نارنوند کے ہندوؤں کے جذبات سخت مشتعل ہو چکے ہیں اب تھانہ سے جبراً قاتل کو نکال کر زندہ جلانے کا منصوبہ بنا چکے ہیں اور اس کو پورا کر کے ہی رہیں گے۔ اس لئے مرید حسین کا نارنوند حوالات میں ایک منٹ بھی رہنا خطرہ سے خالی نظر نہیں آتا۔ پولیس کے حکام بالا نے معاملہ کی سنجیدگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اُسی رات غازی مرید حسین کو تھانہ نارنوند سے حصار جیل میں منتقل کر دیا۔

Marfat.com

دوست اور لواحقین سے ملاقات

اس دنیا میں خیر وشر کی قوتیں ایک دوسرے کے خلاف دست وگریباں ہیں۔ یہ قوتیں اپنے الگ الگ کردار تخلیق کرتی رہتی ہیں جو وقتاً فوقتاً اس زمین پر مختلف روپ سے آتے رہتے ہیں۔ تاریخ ان طاغوتی اور ملکوتی کرداروں کو آئندہ نسل کی سبق آموزی کے لیے محفوظ کرتی رہتی ہیں۔ کارخانہ قدرت کا یہ دستور ہے کے یہ کردار الگ الگ جگہوں پر جنم لے کر جدا جدا ماحول میں پروان چڑھتے ہیں۔ ایک کردار کی فطرت دوسرے کے برعکس ہوتی ہے اور پھر ایک ایسا وقت آتا ہے کے دونوں امتحان گاہ میں پہنچ جاتے ہیں۔

سخی محمد سے ملاقات

قتل کے دوسرے دن تقریباً چار بجے شام ایک پولیس انسپکٹر، ایک سب انسپکٹر، ایک حوالدار اور دو سپاہی دہلی میں حاجی طوراخان کی رہائش پر آئے بقول سخی محمد انہوں نے مرید حسینؒ کے بارے میں تفصیلات پوچھیں اور جب اُن کو بتایا گیا کہ وہ دو دن سے غائب ہے تو انہوں نے مرید حسینؒ کے ہاتھوں رام گوپال کے قتل ہونے کے واقعہ پر روشنی ڈالی اور یہ بھی بتایا کہ مرید حسینؒ اب حصار جیل میں ہے چنانچہ سخی محمد پولیس کے ساتھ ہی ملاقات کے لیے حصار چلے گئے۔ حوالات میں مرید حسینؒ ہنس کر ملے۔ سخی محمد نے مرید حسینؒ کو اس کامیابی پر مبارکباد دی اور اس کے ساتھ ہی اُن کی وہ قسم بھی ٹوٹ گئی جو کہ اپنا ہم راز بنا کر لی گئی تھی۔

Marfat.com

گھر پر وقوعہ کی اطلاع

قتل کے دوسرے دن پولیس تھانہ چکوال کو غازی مرید حسینؒ کے ہاتھوں رام گوپال کے واصل جہنم ہونے کی اطلاع دی گئی۔ اخبارات میں بھی یہ خبر چھپ گئی۔ اُسی دن پولیس کا سپاہی گوپی نامی تھانہ چکوال سے بھلہ آیا اور مرید حسینؒ کے چچازاد بھائی خیر مہدی کو تھانہ لے گیا۔ وہاں اُن سے پوچھ گچھ ہوئی اور پھر قتل کے واقعہ کی اُن کو اطلاع دی گئی۔ خیر مہدی نے واپس گھر آکر اہلِ خانہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ ۱۰ اگست کو آپ کی والدہ، خیر مہدی اور چوہدری محمد بخش سکنہ ٹھرپال لاہور کے راستے آپ سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔

لواحقین کی جیل میں ملاقات

یہ قافلہ لاہور سے ہوتا ہوا بھٹنڈہ کے راستے حصار پہنچا۔ ۱۲ اگست صبح کو یہ تینوں ڈسٹرکٹ جیل حصار ملاقات کے لئے گئے۔ جیل کی ضروری کارروائی کے بعد غازی صاحب کو ملاقات کے لئے لایا گیا۔ عاشقِ صادق مسرور تھے۔ آپ نے دیکھتے ہی سب لوگوں کو مبارکباد دی اور اپنے اس اہم کام کی تکمیل پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہی وہ اہم کام تھا جس کے لئے میں بے چین تھا اور اس کو مکمل کرنے میں مصروف تھا۔ اس کے بعد آپ نے لواحقین سے پوچھا کہ اُن کو اس واقعہ کی اطلاع کس طرح ہوئی ہے؟

آپ کو بتایا گیا کہ تھانہ چکوال سے پولیس کا ایک سپاہی خیر مہدی کو تھانہ میں لے گیا اور چند سوالات کے بعد اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ پھر انہوں نے گھر آکر اطلاع دی۔

Marfat.com

تینوں افراد نے غازی صاحب سے پوچھا کہ ہمیں بھی آپ قتل کی تفصیل سے آگاہ کریں۔

آپ نے واقعہ قتل کو جیل کے سپاہی کے سامنے من وعن بیان کرنا شروع کر دیا کہ کس طرح حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو قتل کیا۔ کیسے راہ فرار اختیار کی۔ اور پھر کس طرح پولیس کی حراست میں آئے۔

اس کے بعد ان رشتہ داروں نے آپ سے مقدمہ کے بارے میں تبادلہ خیال کیا اور مقدمہ کی پیروی کے لئے وکیل کے بارے میں بھی بات کی۔ آپ نے جواب دیا۔

"عدالت میں چالان پیش ہونے پر آپ لوگوں کو دوبارہ بلاؤں گا۔ آپ لوگوں کو بھی بتا دیا ہے کہ اس کافر کو اس مذموم حرکت کی وجہ سے دن دہاڑے قتل کیا ہے۔ یہی بات صاف صاف جج کو بھی بتا دوں گا۔

تمہارے وکیل کیا کریں گے؟ مقدمہ کی پیروی سے آپ لوگوں کو قطعاً کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ آپ لوگ تکلیف اٹھائیں گے تو میں ذمہ دار نہ ہوں گا بہتر ہے کہ آپ اس سلسلہ کو چھوڑ دیں۔"

آپ کو بتایا گیا کہ لاہور سے ایک سفارشی چٹھی حصار کے مشہور وکیل جلال الدین قریشی کے نام لائے ہیں۔ اُن سے ملاقات کی جائے گی اور مقدمہ کی پیروی کے لئے کوشش کریں گے کہ اُن کو آمادہ کیا جائے۔

سما سکتی ہے کیونکر حب دنیا کی ہوا دل میں
بسا ہو جب کہ نقش حب محبوبِ خدا دل میں

Marfat.com

وکلاء کی خدمات کا حصول

غازی مرید حسینؒ کے اقدام قتل کے بعد رشتہ داروں اور دوسرے مسلمان آپ کی زندگی بچانے کے لئے ایک بھرپور قانونی جنگ کی سوچ رہے تھے لیکن آپ کا عمل ایسا تھا کہ ان کی ہر کاروائی کو ناکام ہونا پڑا۔

اختر علی خان کی رہنمائی

مرید حسین کے چچازاد بھائی خیر مہدی، آپ کی والدہ اور ایک رشتہ دار چوہدری محمد بخش نے حصار جانے سے قبل لاہور میں زمیندار اخبار کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خان سے ملاقات کا پروگرام بنایا تھا تاکہ کچھ رہنمائی حاصل کی جا سکے۔

یہ حضرات جب زمیندار کے دفتر میں گئے تو مولانا ظفر علی خان اس وقت موجود نہیں تھے چنانچہ اختر علی خان اور خدا بخش اظہر سے ملاقات ہوئی۔ چوہدری خیر مہدی نے اپنا تعارف کرایا اور پھر قتل کے بارے میں بتایا۔

اختر علی خان نے تمام واقعہ غور سے سننے کے بعد کہا۔

"ٹھیک ہے ہم مالی امداد مہیا کرنے کی اپیل کو اخبار میں چھاپ دیں گے۔"

جناب ہمیں مالی امداد کی ضرورت نہیں بلکہ آپ سے قانونی اعانت درکار ہے" چوہدری محمد بخش نے کہا

اختر علی خان نے حصار کے ایک مشہور وکیل جلال الدین قریشی کا ذکر کیا جو کہ ان دنوں حصار کے حلقہ سے صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں امیدوار تھے اور مسلمانوں کی نمائندگی کے دعویدار

Marfat.com

تھے۔ پھر رائے دی کہ اگر وہ مقدمہ کی پیروی کی حامی بھر لیں تو پھر کسی اور وکیل کو لاہور سے جانے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ جلال الدین قریشی کے نام ایک رقعہ دیا۔ مزید گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ لوگ حصار جا کر اُن سے ملاقات کریں۔ اور اس سلسلہ میں گفتگو کریں۔ اگر وہ مقدمہ کی پیروی سے معذوری ظاہر کریں تو پھر آپ لوگ واپسی پر ہمیں بتائیں تا کہ کسی اور وکیل کا بندوبست کیا جائے۔

بیرسٹر جلال الدین قریشی سے ملاقات

چوہدری خیر مہدی اور چوہدری محمد بخش نے حصار جا کر بیرسٹر جلال الدین قریشی سے ملاقات کی اپنا تعارف کرایا اور پھر مقدمہ کی پیروی کے متعلق اُن سے بات کی۔

قریشی صاحب ان دنوں الیکشن کی کاروائیوں میں مصروف تھے اور اُن کا اس مقدمہ کی پیروی کے لئے وقت نکالنا بظاہر مشکل نظر آ رہا تھا۔ اسی اثنار میں سرسہ کے مشہور عالم دین مولانا اسمٰعیل خان تشریف لائے جو الیکشن کے سلسلہ میں گفتگو کرنے کے لئے آئے تھے۔

جلال الدین قریشی نے ان دو حضرات کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ جکوال سے آئے ہیں اور نارنوند میں ڈاکٹر رام گوپال کو قتل کرنے والے "بدقسمت" ملزم کے رشتہ دار ہیں۔

قریشی صاحب کا یہ لفظ بولنا تھا کہ مولانا اسمٰعیل صاحب غصہ سے لال پیلے ہو گئے اور کہا "بدقسمت تو ہم لوگ ہیں کہ جن کے علاقہ میں ایسا موذی نمودار ہوا جس نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا۔

واہ بھئی واہ! تم خوش قسمت اور یہ بدقسمت ———— ان لوگوں کی خوش قسمتی میں کسے شک ہو سکتا ہے جن کے ایک غیرت مند سپوت نے کوسوں دور سے آ کر

Marfat.com

اس ملعون کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ ہم بھی آخر مسلمان تھے۔ ہمارا بھی فرض تھا کہ ناموسِ رسالتؐ کا تحفظ کریں۔ کیا ہماری یہ نااہلیت نہیں ہے کہ ہمارے علاقہ کا کوئی بھی مسلمان اس نازیبا حرکت کرنے والے کو کیفر کردار تک نہ پہنچا سکا۔ تمہارے اس بیان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تم مرتد ہو چکے ہو اور ایسے مرتد شخص کو سلام دینا اور اس کے پاس بیٹھنا اسلام کی توہین ہے۔ اس کے ساتھ ہی مولانا نے چائے پینے سے انکار کر دیا اور اُٹھ کر چلنے لگے۔

جلال الدین قریشی الیکشن میں امیدوار کی حیثیت سے حصہ لے رہے تھے۔ اُن کو الیکشن جیتنے کے لئے ان مولانا کی تائید کی ضرورت تھی۔ کیونکہ یہ مولانا صاحب اس علاقہ میں کافی مقبول اور ہر دلعزیز تھے۔

جلال الدین قریشی نے مولانا سے معذرت کی کہ جلدی سے زبان سے لفظ "بدقسمت" نکل گیا ورنہ میرا حقیقت میں یہ مدعا نہ تھا۔ مولانا صاحب نے یہ معذرت قبول نہ کی اور اسی طرح غصہ سے جلال الدین پر برستے رہے۔ آخر کار بڑی مشکل سے خیر مہدی کے طفیل مولانا صاحب کو دوبارہ معذرت کر کے منایا گیا۔

اس کے بعد جلال الدین قریشی نے توجہ سے باتیں سنیں اور مقدمہ کی پیروی کا ذمہ قبول کر لیا اپنے نوکر کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو پہچان لو یہ لوگ جب بھی آئیں۔ اِن کی خاطر تواضع کرو۔ جب مقدمہ کی فیس کے بارے میں بات ہوئی تو اُس نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں اس مقدمہ کو بلامعاوضہ لڑوں گا۔ پہلے ہی اپنے ایک لفظ کی وجہ سے مولانا کی کافی ناراضگی لے چکا ہوں۔

جلال الدین قریشی کے علاوہ میاں صاحب اور احمد زئی نے بھی اپنی خدمات بلامعاوضہ پیش کیں کہ وہ اس مقدمہ کی پیروی میں اپنی انتھک کوشش صرف کر دیں گے۔

Marfat.com

مقدمہ کی پہلی سماعت

ماتحت عدالت میں سماعت

پولیس نے جلد ہی قتل کے متعلقہ کاغذات کو ماتحت عدالت کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد مقدمہ کی ابتدائی سماعت ایک ہندو مجسٹریٹ پنڈت لکشمی دت نے شروع کر دی۔ غازی صاحب کو رام گوپال کے قتل کی وجہ سے کافی شہرت مل چکی تھی اس لئے بے شمار لوگ مقدمہ کی سماعت کے دوران آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے عدالت میں آتے تھے۔ چشم دید گواہان شونا تھ اور دینا ناتھ بیراگی کے علاوہ اور بھی بہت سے گواہان عدالت میں پیش ہوئے اور ان کی گواہی ریکارڈ کی گئی۔ مجسٹریٹ نے جلد ہی مقدمہ کی سماعت مکمل کر کے اس کو سیشن جج کے سپرد کر دیا۔

روز نامہ انقلاب لاہور مورخہ ستائیس اگست 1936ء کی رپورٹ میں لکھتا ہے کہ مرید حسین ملزم ۔۔۔نوجوان ہے۔ مقدمے کی کاروائی کے دوران اس کے چہرے پر خوف وہراس کا نام ونشان بھی نہ تھا بلکہ ایک قسم کی بشاشت اور مسکراہٹ اس کے بشرے پر کھیلتی نظر آتی تھی۔

سیشن جج کی عدالت میں سماعت

حصار کا سیشن جج ایک متعصب ہندو کلونت رائے تھا۔ اس نے اپنے مذہبی کٹر پن کا ثبوت دیتے ہوئے دوسرے مقدمات کو چھوڑ کر جلد ہی اس مقدمہ کی سماعت کی تاریخ مقرر کر دی۔

Marfat.com

مقررہ تاریخ کو جب سماعت شروع ہوئی تو بیرسٹر جلال الدین قریشی نے عدالت میں غازی صاحب کے لواحقین کی طرف سے درخواست دی کہ لاہور سے ایک ممتاز وکیل ڈاکٹر محمد عالم کو بلانے اور مقدمہ کی تیاری کے لیئے وقت دیا جائے مگر سیشن جج نے اس درخواست کو رد کر دیا اس کے بعد دوسری درخواست دی گئی کہ ملزم کی طرف سے شہادت دینے والے آدمیوں کو بلانے کے لیئے وقت دیا جائے لیکن اس عرضداشت کو بھی جج نے نامنظور کر دیا۔

ان حالات میں اس ہندو جج سے انصاف کی توقع رکھنا فضول تھا۔ لہذا جلال الدین قریشی نے انتقال مقدمہ کا پروگرام بنایا اور مقدمہ کی پیروی ختم کر دی۔

کلونت رائے کو انتقال مقدمہ کے بارے میں خبر مل گئی۔ چنانچہ اس نے اپنا بھرم رکھنے کے لیئے جلال الدین قریشی پر مقدمہ کی پیروی کے لیئے دباؤ ڈالا اور ساتھ ہی دھمکی بھی دی کہ اگر پیروی نہ کی گئی تو اس کا لائسنس منسوخ کر دیا جائے گا۔ مگر جلال الدین قریشی پر اس کا کچھ اثر نہ ہو۔

اس دوران سیشن جج کے خلاف ہائی کورٹ لاہور میں درخواست دی گئی کہ اس نے ملزم کی طرف سے شہادت کے لیئے گواہان کی طلبی کی درخواست کو مسترد کر دیا ہے اور جب دوسری درخواست دی گئی کہ مقدمہ کے لیئے ملزم کی پسند کا وکیل لاہور سے لانے کے لیئے وقت دیا جائے تو اسے بھی منظور نہیں کیا ہے۔

عدالت عالیہ نے جواب میں لکھا کہ کوئی اور وکیل مقرر کر دیا جائے اور شہادت دینے کی بھی کوشش کی جائے۔

کلونت رائے نے مقدمہ کی کاروائی جاری رکھنے کے لیئے سرکاری خرچ پر ایک ہندو وکیل بدھ رام کی خدمات حاصل کریں۔ چند روز تک مضحکہ خیز صورت میں مقدمہ کی کاروائی جاری رہی۔

Marfat.com

ایک روز مقدمہ کی کارروائی جاری تھی اور عدالت میں کافی لوگ موجود تھے کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ غازی مرید حسینؒ نے جج کو مخاطب کیا۔

"میں ظہر کی نماز پڑھنا چاہتا ہوں اس لیے میرے لیے فوراً لوٹے اور مصلّے کا بندوبست کیا جائے۔"

کلونت لرائے جو پہلے ہی آپ پر اپنا غصہ نکالنے کے لیے وقت ڈھونڈ رہا تھا اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے گرجا ——— "یہ عدالت ہے۔"

آپ نے جج کو ایک حقارت کی نظر سے دیکھا اور کہا ——— میں اس کائنات کی سب سے بڑی ہستی کی عدالت میں حاضری دینا چاہتا ہوں اگر یہ دونوں چیزیں مجھ کو مہیا نہ کی گئیں تو میں کوئی اور بندوبست کر دوں گا۔"

ہندو جج کو غازی صاحب کے مطالبے پر بہت غصہ آیا لیکن اس کو وہ پی گیا۔ مزید برآں وہ حیران رہ گیا کہ اس کو اس سے قبل ایسے کسی ملزم سے سابقہ نہیں پڑا تھا جو عدالت کو بھی اپنے احکام پر چلانے کے لیے مجبور کر دے۔ غازی صاحب کی شخصیت کا اس پر ایسا رعب طاری ہوا کہ فوراً ایک مسلمان منشی کو مصلّے اور پانی کی فراہمی کا حکم دیا اور مقدمہ کی کارروائی روک دی۔ آپ نے نہایت اطمینان سے وضو کیا، عدالت کے کمرہ میں مصلّے بچھایا اور ظہر کی نماز ادا کی۔ یہ سماعت تین دن جاری رہی لیکن اس کے بعد ہر روز آپ کے مطالبے کے بغیر دونوں چیزوں کا بندوبست کر دیا جاتا۔ اور عدالت میں سماعت بند کر دی جاتی۔

مقدمہ کی سماعت کے دوران آپ کے چہرے پر کسی قسم کا خوف و ہراس نہ ہوتا بلکہ مسکراہٹ کھیلتی نظر آتی۔ جرح کے دوران آپ کو تسبیح اور لوٹے تک دکھائی گئی جو کہ قتل کے بعد آپ کی تلاشی پر برآمد ہوئی تھیں اس کے متعلق آپ پر سوال کیے گئے لیکن

Marfat.com

آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ مزید سوالات کیئے گئے تو آپ نے کہا کہ سب سوالات کر و۔ میں اُن کے آخر میں اپنا جواب دوں گا۔

جرح کے اختتام پر آپ نے کہا کہ میں اس عدالت کا بائیکاٹ کرتا ہوں اسی لئے میں نے کسی سوال کا جواب نہیں دیا۔ مقدمہ کی سماعت کے اختتام پر غازی صاحب کو کہا گیا کہ عدالت کی طرف سے لکھے گئے اُن سے منسوب بیان پر دستخط کریں۔ آپ نے انکار کر دیا کہ یہ تو میرے بیان ہی نہیں ہیں۔ میں اِن پر کیسے دستخط کر سکتا ہوں۔ پھر میں پہلے ہی واضح کر چکا ہوں کہ عدالت کا بائیکاٹ کرتا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ میری شہادتوں کو عدالت نے رد کر دیا ہے۔ مقدمہ کی تیاری کا موقع نہیں دیا گیا میری مرضی کے خلاف میرا وکیل مقرر کیا گیا جبکہ مجھے حصار کے کسی وکیل پر اعتماد نہیں ہے۔

سیشن جج نے غازی صاحب کو کہا کہ اپنی الگ درخواست لکھواور اس میں یہ لکھو کہ مقدمہ کے کاغذات کے ساتھ مجھ سے جو بیان منسوب ہے وہ میرا نہیں ہے بلکہ میں نے تو سیشن جج کی من مانی عدالتی کارروائی کے خلاف احتجاجاً کوئی بیان نہیں دیا ہے۔ آپ نے اسی طرح کی ایک تحریر لکھ کر جج کے حوالے کر دی۔

جلال الدین قریشی اس پر بہت خوش ہوئے اور غازی صاحب کی باطنی بصیرت کی داد دی کہ اُن کے اس بیان کی وجہ سے اب سیشن جج میرے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہیں کر سکتا ہے۔

تین دن لگاتار سماعت کے بعد چوتھے روز سیشن جج نے اس مقدمہ کے فیصلے کا اعلان کیا۔ آپ کو دفتری اوقات ختم ہونے کے ایک گھنٹہ بعد عدالت میں لایا گیا۔ پولیس کی بھاری جمعیت مقرر کر دی گئی۔ مسلمانوں کی کثیر تعداد بھی آپ کا دیدار کرنے اور مقدمہ کا فیصلہ سننے

Marfat.com

کے لئے موجود تھی۔ جوں ہی آپ نے سیشن جج کی عدالت میں قدم رکھا۔ اُس نے فیصلہ سنا دیا کہ میں تم کو سزائے موت دیتا ہوں۔ اس واقعہ کو آپ نے یوں منظوم کیا ہے۔

ثابت ہے جرم ثبوت پکا، حکم موت ہے فرما دتا
کیتا قتل اک مردود تائیں چشم دید گواہاں بتا دتا
ملزم مار کے پیٹ دے وچ خنجر جہنم وچ مردود پہنچا دتا
ایم اے ... دی کجھ مجال نہیں جوش حق نے غضب دکھا دتا

آپ نے سیشن جج کا فیصلہ سنتے ہی قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی اور پھر یوں مخاطب ہوئے۔

"موت کا اختیار تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اگر میری موت کا حکم ہے تو اسی قادرِ مطلق کے حکم سے ہوگی اور اگر زندگی باقی ہے تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے موت نہیں دے سکتی۔ اگر میری زندگی ہوئی تو اسی طرح کے ایک اور جہنمی کو بھی میں نے اکیلی ہی کھلانے لگانا ہے"

جج نے پولیس کو حکم دیا کہ اس مجرم کو فوراً لے جاؤ۔

اس کے بعد جج کے حکم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ نے پولیس والوں کو کہا کہ ٹھہرو کہ میں نے عدالت میں تو اس مردود کے قتل کے بارے میں کچھ نہیں بتایا لیکن جو لوگ میری چاہت میں آئے ہیں اُن کو تفصیل سے بتاتا ہوں۔

پولیس والوں نے جج کا حکم مانتے ہوئے وہاں پر آپ کو رکنے نہ دیا اور کچھ دُور جا کر روک دیا۔ یہاں پر آپ نے مختصراً لوگوں کو واقعہ قتل کے بارے میں بتایا جو کہ آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے دُور دُور سے آئے تھے۔

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گناہ یاں سزا کے بعد

Marfat.com

مقدمہ کی دوبارہ سماعت

درخواست برائے دوبارہ سماعت

فیصلہ کیا گیا کہ لاہور ہائی کورٹ میں سیشن جج کے خلاف جانبداری برتنے کی وجہ سے درخواست دی جائے تاکہ مقدمہ کی دوبارہ سماعت ہو۔ اس سلسلے میں لاہور کے ایک ممتاز وکیل مسٹر سلیم بار ایٹ لاء سے رابطہ قائم کیا گیا اور ان کو اس درخواست کی پیروی کے لئے کہا گیا۔ سلیم صاحب اس کی پیروی کے لئے رضامند نظر نہیں آتے تھے کہ اسی دوران راجہ غضنفر علی خان انتخاب کی درخواست کے بارے میں مشورہ کے لئے وہاں آ گئے۔ جب انہوں نے مقدمہ کی تفصیل سنی تو سلیم صاحب پر پیروی کے لئے دباؤ ڈالا جس پر وہ رضامند ہو گئے۔

جب مقدمہ کی تفصیل سے مسٹر سلیم کو آگاہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس مقدمہ کی دوبارہ سماعت مشکل نظر آتی ہے۔ جب یہ بھی بتایا گیا کہ مرید حسینؒ نے احتجاجاً اپنا بیان بھی نہیں دیا ہے اور اس بارے میں ان کی الگ درخواست مقدمہ کے کاغذات کے ساتھ منسلک ہے تو سلیم صاحب نے کہا کہ میں نہیں مانتا تاہم اگر ایسا ہوا تو مقدمہ کی لازماً دوبارہ سماعت ہو گی۔

جب اس مقدمہ کے کاغذات لاہور ہائی کورٹ میں آئے تو انہوں نے اس کی نقل لی۔ اور مطالعہ کیا تو مرید حسینؒ کی الگ درخواست کو کاغذات کے ساتھ منسلک پایا۔

سلیم صاحب نے ہائی کورٹ میں درخواست برائے دوبارہ سماعت دائر کر دی۔ عدالت عالیہ نے درخواست کو منظور کرتے ہوئے سماعت کی تاریخ مقرر کر دی اور سماعت کے بنچ میں ایک عبدالرشید اور دوسرے ایک انگریز جج کا اعلان کیا۔

Marfat.com

سلیم صاحب نے مقدمہ کی پیروی کرتے ہوئے بہت ٹھوس دلائل دیئے کہ تعصب کی وجہ سے مقدمہ کی تاریخ سماعت بہت جلد رکھی گئی تھی، ملزم کو اپنی صفائی کا موقع نہیں دیا گیا اور نہ ہی اسے اپنی مرضی کا وکیل کرنے دیا ہے۔ چنانچہ ان ہی وجوہات کی بنا پر مرید حسین نے اپنا بیان بھی نہیں دیا ہے۔ لہٰذا مقدمہ کی دوبارہ سماعت کا حکم دیا جائے۔ عدالت نے تمام دلائل کو رد کر دیا۔

سلیم صاحب نے جج صاحبان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "حضور والا! اگر ملزم کی جگہ آپ ہوتے اور یوں انصاف کا خون ہوتا تو آپ اس صورت میں کیا کرتے۔

جج عبدالرشید نے کہا "مسٹر سلیم! اگر مقدمہ کی دوبارہ سماعت کا حکم دیں تو آئندہ یہ طریقہ بن جائے گا۔ ملزم بیان نہیں دیں گے۔ دوبارہ سماعتیں شروع ہو جائیں گی اور اس طرح عدالتوں کا وقت ضائع ہوتا رہے گا۔"

جج عبدالرشید نے مسٹر سلیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "تم ہی بتاؤ اگر ملزم اس طرح بیان نہ دے اور عدالت مقدمہ جاری رکھنا چاہے تو اس کو کیا کرنا چاہیئے۔"

"حضور والا! جج کو ملزم پر خود جرح کرنی چاہیئے۔" مسٹر سلیم نے جج صاحبان کو جواب دیا۔

الغرض عدالت عالیہ نے سماعت کے دوران بے انصافی کو تسلیم کرتے ہوئے اس مقدمہ کی دوبارہ سماعت کا حکم دے دیا۔

دوبارہ سماعت

لاہور ہائی کورٹ سے جب مقدمہ کی دوبارہ سماعت کا حکم ہو گیا تو حصار میں ہی کارروائی شروع ہوئی۔ اب کے بھی جج ایک ہندو مسٹر ن ناتھ زود تشی تھا۔ سرکاری وکیل کے علاوہ ہندو

Marfat.com

وکلاء کی پوری جماعت استغاثہ کی طرف سے پیروی کر رہی تھی غازی مرید حسینؒ کی طرف سے پیروی کے لئے لاہور کے مشہور وکیل ڈاکٹر عالم کی خدمات حاصل کر لی گئی تھیں۔

مقدمہ کی سماعت کے دوران ہندو وکلاء نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن مسلمان وکلاء پر اپنی برتری نہ دکھا سکے۔ مسلمان وکلاء نے ایسے زوردار دلائل دیئے، قانونی نکات اٹھائے اور گواہوں پر اس انداز سے جرح کی کہ تمام عدالت کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

مسلمان وکلاء نے اس نکتہ پر زور دیا کہ آدمی کا قتل چاقو سے ہوا اور خون کا ایک قطرہ نہ نکلے سول سرجن خود لاجواب تھا کہ طبی نقطۂ نظر سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ ان ہی دنوں اخبار میں ایک مضمون "زخم اور خون کا بہنا" کے عنوان سے چھپا۔ جلال الدین قریشی نے اس مضمون کو بھی عدالت میں پیش کیا اور ثابت کیا کہ قتل ہوا ہی نہیں۔

جب قتل غازی مرید حسینؒ کے ہاتھ سے ہوا ہی نہیں تو پولیس نے جو آلۂ قتل عدالت میں پیش کیا ہے یہ بھی ایک جھوٹ گھڑا گیا ہے۔ مزید یہ کہ مرید حسینؒ تو اس علاقہ سے بالکل نامحرم تھا ایسے نامحرم سے قتل کا ہونا مشکل ہے۔

عدالت میں کافی گواہان پیش ہوئے لیکن اُن کے بیانات بھی پہلے سے مختلف پائے گئے شفاخانہ حیوانات کے کمپوڈر دینا ناتھ اور نارنوند کے مقامی ہندو شونا تھ عینی شہادتی تھے۔ جب ڈاکٹر عالم لوہاری نے ان پر جرح کی تو وہ اتنا بوکھلا گئے کہ ہر سوال پر جی جی یا جی حضور کہتے چاہے اس سے مراد اُن کا قتل میں ملوث ہونا ہو۔

اُن کی اس بدحواسی نے ثابت کر دیا کہ قتل کے وقت مرید حسینؒ اُدھر موجود ہی نہیں تھے۔ ورنہ ڈاکٹر رام گوپال کو ان دو میں سے ایک عینی شہادتی نے قتل کیا ہے مقتول کے لواحقین اور بذات خود جج ششدر رہ گئے۔ وہ حیران تھے کہ ڈاکٹر عالم لاہوری نے ان پر کیا جادو

Marfat.com

"مقدمہ کی کارروائی میں لکھو کہ عینی شہادتی یا تو پاگل ہیں یا پاگل ہونے کے قریب ہیں"۔ جج نے متحیر ہو کر اپنے منشی کو حکم دیا۔

حضور! عدالتی زبان سے میں نے ایک جج سے پہلی دفعہ سنا ہے۔ آپ اپنے منشی کو یوں کیوں نہیں لکھواتے کہ دونوں عینی گواہان جھوٹے ہیں"۔ ڈاکٹر عالم لاہوری کی آواز عدالت میں گونجی۔

غازی مرید حسینؒ بھی مقدمہ کی کارروائی غور سے سنتے تھے۔ آپ نے اس موقع سے فائدہ نہ اٹھایا اور قانون کی موشگافیوں سے قطع نظر واشگاف الفاظ میں کہا:

"ڈاکٹر رام گوپال نے پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی تھی۔ اُس کی یہ جسارت مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ اس قسم کی اہانت کا مرتکب شخص واجب القتل ہے۔ اس نے میری حمیت اسلامی کو للکارا۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے قتل کے وقوعہ سے چھ ماہ قبل اس کو واصل جہنم کرنے کا پختہ ارادہ کیا تھا اور پھر اس کو قتل کر دیا۔ میں نے جو کچھ کیا ہے عشق رسالتؐ میں سرشار ہو کر کیا ہے۔ میں عدالت میں جھوٹ بول کر اپنی جان نہیں بچاؤں گا۔ اور نہ ہی اس طرح اپنی عاقبت خراب کروں گا۔

جھوٹھ جھوٹے ہوندا اسیں سچ ہوندا انہیں جھوٹھ دی کوئی بنیاد یارا
جھوٹھ جدھر جاندا، اُدھروں مار کھاندا، ہوندی جھوٹھ دی عزت برباد یارا
جھوٹ بولیں تے ہوویں خوار پھردا، رکھی دل دے نال توں یاد یارا
ایم ایچ کہندا جیکر سچ بولیں کیوں نہ ہر دم رہویں توں شاد یارا

عدالت میں تمام لوگ آپ کی اس ولولہ انگیزی اور سچائی پر حیران رہ گئے۔ عدالت نے اقرار قتل پر دوبارہ آپ کو سزائے موت سنائی۔ اس فیصلہ کے بعد لواحقین نے ہائی کورٹ میں اپیل کرنے کا ارادہ کر لیا۔

Marfat.com

انحراف کی کوشش

وکلاء کے مشورے

غازی مرید حسینؒ کی جان بچانے کے لئے چوٹی کے وکلاء مقدمہ کی پیروی کرتے۔ اُن کی جرح پر گواہان بوکھلا جاتے اور حتیٰ کہ جج تک ششدر رہ جاتے۔ یہی وہ موقع ہوتا جب آپ قانون کی موشگافیوں سے فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ مگر جب آپ عدالت میں بیان دیتے تو صاف لفظوں میں اقرار قتل کرتے اور واشگاف الفاظ میں وجہ قتل بھی بیان کر دیتے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ وکلاء کی کوششیں دھری کی دھری رہ جاتی تھیں۔

آپ کے ان دلیرانہ بیانات سے مجبور ہو کر انہوں نے غازی صاحب کے قریبی رشتہ داروں کو مشورہ دیا کہ اُن کو سمجھایا جائے کیوں کہ وکلاء کی اعلیٰ قانونی اہلیت اور مقدمہ کی بہترین پیروی کی وجہ سے مقدمہ کی کارروائی شروع میں اُن کے حق میں ہوتی ہے لیکن جب وہ قتل کا اقرار کرتے ہیں تو یہ کارروائی الٹ ہو جاتی ہے۔

وکلاء نے ہدایت کی کہ غازی صاحب کو یہ باتیں گوش گزار کی جائیں۔

۱۔ اعتراف قتل کا اعلان کر کے وہ خواہ مخواہ موت کو دعوت دے رہے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کو اپنے بیانات سے بچانے کی کوشش کریں۔ اگر اُن کی زندگی ہوئی تو نیکی کے اور بھی مواقع مل سکتے ہیں۔

۲۔ اگر اُن کی غیرت ایمانی اُن کو کسی بھی صورت جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتی تو پھر اُن کو چاہیے کہ اعتراف قتل کے وقت ذو معنی الفاظ کا استعمال کریں تاکہ قتل

Marfat.com

کا معاملہ الجھ جائے۔ اور وہ سزائے موت سے تو بچ جائیں۔

۳۔ اگر ذو معنی الفاظ کا استعمال بھی وہ مشکل سمجھتے ہیں تو عدالت میں بیان دینے کی بجائے خاموشی اختیار کر لیں۔ اس سے بھی اُن کو فائدہ مل سکتا ہے۔

عزیز و اقارب کی کوشش

وکلاء کے ان مشوروں کے مطابق آپ کے عزیز و اقارب نے آپ کو انحراف پر مائل کرنے کے لئے جیل میں ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ کے مقدمہ کا شروع میں آپ کے حق میں جانے اور بعد میں آپ کے اقرار قتل کے بیان کی وجہ سے الٹ ہونے کے متعلق وکلاء کی آراء سے آگاہ کیا گیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ آپ کو سزائے موت محض اعتراف قتل کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ اگر آپ تھوڑی سی کوشش کریں تو مقدمہ مبہم ہو سکتا ہے جس کے نتیجہ میں آپ موت کے مُنہ سے بچ سکتے ہیں۔

غازی صاحب نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا۔

"آپ لوگوں کی باتیں بجا ہیں اور میں آپ کی ہمدردیوں کا شکر گزار ہوں۔ مگر بات یہ ہے کہ آپ لوگوں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مجھے موت سے بچائیں مگر میری تو دلی تمنا ہے۔

غازی تو بنے ہم، شہادت ہے باقی

یہی وجہ ہے کہ میں جھوٹ بول کر اپنی جان بچانا نہیں چاہتا ہوں بلکہ جان کا نذرانہ دینا چاہتا ہوں۔ آپ کے وکلاء کے مشوروں پر میرا عمل کرنا مشکل ہے۔ میں جان بچانے کے لئے مقدمہ کو مبہم نہیں بنا سکتا اور نہ ہی خاموشی اختیار کر کے بزدلی کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں تو عدالت میں اعلانیہ اعتراف قتل کروں گا! اور روز قیامت پکاروں گا

Marfat.com

ع، پیا کھوان گا اسنوں ماریا اے میں ہو کے پیش وچ خاص دربار سائیں

عزیز و اقارب نے کہا کہ آپ کو کسی کی تکلیف کا کچھ احساس نہیں ہے خیال تو کرو۔ ہم مقدمہ پر کافی رقم خرچ کر رہے ہیں جہاں سے کچھ بھی مدد کا امکان ہو اُس کی منت کرتے ہیں اور وکلا بھی کافی جانفشانی سے آپ کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

غازی صاحب نے قدرے مغموم ہو کر کہا۔

"میں نے تو آپ لوگوں کو شروع میں ہی بتا دیا تھا کہ مقدمہ کی پیروی سے کچھ حاصل نہ ہوگا اب بھی وقت ہے کہ آپ لوگ اس کی پیروی چھوڑ دیں اور کسی پریشانی میں مبتلا نہ ہوں"

اہلیہ کی ملاقات

حصار جیل میں آپ کی اہلیہ محترمہ امیر بانو نے بھی آپ سے ملاقات کی حسرت بھری نظروں سے آپ کو دیکھا کہ شاید ازدواجی مسرتیں ہی آپ کو دنیا کی طرف راغب کر سکیں مگر آپ پر کچھ اثر نہ ہوا۔

والدہ اور خالہ کی کوششیں

آپ کی والدہ اور خالہ نے بھی اس سلسلہ میں آپ سے ملاقات کی۔ خالہ نے ملتجیانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کرب وغم سے کہا۔

مرید حسین! ہم دونوں بہنوں کا اب تم ہی سہارا ہو۔ ہمارے دکھوں اور بڑھاپے کا کچھ تو خیال کرو۔ خود ہی سوچو تمہارے بعد ہمارا کون سہارا بنے گا؟ خدارا ہماری دنیا کو اندھیروں میں نہ پھینکو"

آپ کی والدہ نے بھی نہایت ہی دکھی انداز میں اپنے بڑھاپے، بیوگی اور کل متاع حیات

Marfat.com

جو صرف آپ نھیے کا واسطہ دیتے ہوئے کہا ،

"مرید حسین ! جو کچھ وکیل کہہ رہے ہیں اسی طرح بیان دے دو تاکہ تمہاری جان بچ جائے"

مگر غازی صاحب کا تو معاملہ ہی کچھ اور تھا ۔ ے

انوکھی وضع ہے، سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

غازی صاحب نے خالہ اور والدہ ماجدہ کی تمام باتیں غور سے سنیں اور پھر کہا کہ میں آپ کی باتیں ماننے کے لئے بالکل تیار ہوں لیکن میری ایک شرط ہے اور وہ آپ نے پوری کرنی ہوگی۔ وہ شرط یہ ہے کہ آپ لکھ دیں کہ مجھے موت کبھی بھی نہیں آئے گی۔ اور میں اس دُنیا میں ہمیشہ رہوں گا۔

والدہ اور خالہ نے سن کر کہا یہ ناممکن ہے۔ موت تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اس دنیا میں کوئی انسان ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ یہ قدرت کا اٹل فیصلہ ہے بھلا پھر ہم آپ کو کیسے ضمانت دے سکتے ہیں کہ آپ اس دُنیا میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہ بات سن کر غازی صاحب نے والدہ اور خالہ کو بتایا کہ جو حقائق میں دیکھ رہا تھا۔ وہ آپ کی نظروں سے اوجھل ہیں اور نہ ہی ان کی تفصیل آپ لوگوں کو بتا سکتا ہوں آپ لوگ مجھے میرے مشن سے نہ روکیں۔ اور جام شہادت نوش کرنے میں رکاوٹ نہ بنیں۔ چاہیئے تو یہ کہ آپ لوگ میرے اس امتحان میں مددگار بنیں اور میرے لئے دعائیں کریں کہ میرے عزم کو کوئی چیز متزلزل نہ کرسکے جب کہ آپ کا عمل اس کے برعکس ہے آپ کو دنیا سے پیار ہے اور مجھے مالک سے پیار ہے۔

عالم دین سے مباحثہ

غازی صاحب کو رام کرنے کے لئے ایک نئی ترکیب سوچی گئی کہ شاید اس طرح غازی

صاحب قائل ہو جائیں ضلع ہزارہ کے ایک عالم دین ان دنوں دہلی میں مقیم تھے۔ اُن کی خدمات حاصل کی گئیں کہ مرید حسین ؒ سے قرآن و حدیث کی روشنی میں بحث کریں کہ جان بچانا فرض ہے اور والدہ کے حکم کو ٹھکرانا شریعت میں قابل گرفت ہے چنانچہ حصار جیل میں غازی صاحب اور ان مولانا صاحب کا دلچسپ مذاکرہ ہوا۔ غازی صاحب کو قائل کرنے کی بجائے یہ مولانا صاحب لاجواب ہو گئے جب آپ نے مدلل جواب دیا کہ ؎

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

ان مولانا نے بعد میں خیر مہدی کو بتایا کہ گو میں نے اسلامی نقطہ نظر سے بحث کی ہے لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میرا یہ عمل شیطانی تھا۔ غازی صاحب کا اسلامی علم وسیع اور ایمان پختہ ہے۔ ان کی منزل اور مقام اعلیٰ ہے۔ اس عاشق صادق کے نظریہ حیات میں یہ واضح ہے۔

زندگی کیا ہے محمدؐ پر فدا ہو جانا
موت کیا ہے اسی جذبے کا فنا ہو جانا

وکلا کے مشورے، عزیز و اقارب کی کوششیں، والدہ کی ممتا، خالہ کی دُکھی فریاد، بیوی کی جوانی اور عالم دین سے مباحثہ بھی آپ کو رام نہ کر سکے کہ آپ موت کی بجائے زندگی بچانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیں۔ انحراف کے واقعات کو آپ نے اپنی پنجابی سہ حرفی میں یوں بیان کیا ہے :-

ل ۔ لوک قبیلڑے ساک پیارے کہندے کریں اقرار توں مول ناہیں
قاضی عالم وکیل تے ہور مسلم کہندے بولنا سچ اصول ناہیں
تینوں جان بچانی فرض ہوئی قاضی آکھدا جھوٹ فضول ناہیں
ایم ایچ ایہ لوک نادان سارے کیتے ڈھونڈیا اہل اصول ناہیں

Marfat.com

مرید صادق اور پیر کامل کی ملاقات

دو عالم سے بیگانہ کرتی ہے دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

فراقِ پیر

حصارِ جیل میں آپ اکثر اپنے مرشدِ کامل حضرت عبدالعزیز چاچڑوی کے فراق میں بسمل کی طرح تڑپتے، ماہیٔ بے آب کی طرح بیقرار رہتے اور آنسو بہاتے رہتے۔ ہجرِ پیر میں آپ کا ایک ایک سانس رنج والم بن گیا تھا۔ آپ کا احساس یہ تھا کہ میرا جسم مردہ ہو چکا ہے زبان کچھ بیان کرنے سے قاصر ہے۔ لب خشک ہیں اور صبر و قرار جاتا رہا ہے۔ ان سب دکھوں کا علاج صرف مرشد کا دیدار ہے۔ جیل میں اگر کبھی اپنے مرشد کا خط آ جاتا تو وقتی قرار آتا اور تسکین ہو جاتی ہے

پیارے خواجہ کے مقدس نامۂ راحت کو میں
دیکھتا ہوں پڑھتا ہوں اور چومتا ہوں صبح و شام

اسی طرح مرشد کے فراق میں آپ کا جسم تو جیل میں ہوتا مگر خیال ہر وقت پیر صاحب کے دربار میں ہوتا۔ اگر کسی رات آپ کو خواب میں اپنے مرشد کا دیدار نصیب ہو جاتا تو ذوق بڑھ ہی جاتا اور ہمہ وقت دعا ہی کرتے رہتے کہ اسی طرح کئی دفعہ دیدار پاؤں۔ یہ اسی بزرگ ہستی کا فیض تھا کہ آپ عشق حقیقی کی منزلوں کو آسانی سے طے کر رہے تھے۔ نیازی صاحب

Marfat.com

کے اپنے الفاظ میں کیفیت یوں تھی :۔

خ ۔ خبر لے آن کے پیر خواجہ کیتا ہجر نے حال بے حال میرا
جُدن ناپ فراق بیتاب کردا حال حال کردا دال دال میرا
کرے دل ڈیل نہ سوچ کوئی ہے ہے پیر دے دل خیال میرا
ایم ایچ نوں ملن دی تاہنگ مرشد بناں یُد دے جیون محال میرا

ملاقات کا سبب

آپ اللہ تعالیٰ سے دعا گو تھے کہ کسی طرح پیر کامل سے ملاقات ہو۔ اس کا سبب یوں ہوا کہ جب آپ کی والدہ اور خالہ کی یہ کوششیں ناکام ہوگئیں کہ آپ جھوٹ بول کر جان بچائیں تو آپ کی والدہ کو ایک نیا خیال پیدا ہوا۔ انہوں نے غازی صاحب کو کہا کہ ٹھیک ہے ہماری باتوں کو نہیں مانا لیکن اگر پیر صاحب کہہ دیں کہ جان بچانا بھی ایک فرض ہے تو پھر کیا ان کے لئے مان جائیں گے ؟

غازی صاحب کے لئے یہ بھی امتحان تھا۔ آپ نے والدہ کی یہ باتیں سن کر کہا کہ ہاں اگر پیر صاحب کہیں تو مان جاؤں گا کیوں کہ آپ کو یقین تھا کہ کوئی سچا پیر اپنے مرید کو جھوٹ بول کر جان بچانے پر مجبور نہیں کرتا۔ اصل میں یہ بات کہنے سے آپ کی مراد یہ تھی کہ اس طرح پیر صاحب سے ملاقات ہو جائے گی جس کے لئے آپ پہلے ہی تڑپ رہے تھے اور قدرت اب اس طرح بندوبست کر رہی تھی۔

ملاقات

پیر صاحب کو غازی صاحب کی خواہش ملاقات سے آگاہ کیا گیا اور یہ بھی بتایا گیا

Marfat.com

ہوں نے اخراج کے لئے پیر صاحب کا ارشاد ہی شرط رکھی ہے۔ پیر صاحب اپنے مرید صادق سے ملاقات کے لئے حصار جیل میں پہنچے۔ جب پیر کامل اور مرید صادق آمنے سامنے ہوئے تو انتہائی رُوح پرور منظر تھا اور یوں سلسلہ کلام شروع ہوا:۔

پیر کامل : السلام علیکم

مرید صادق : وعلیکم السلام

(پیر صاحب نے اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی سلاخوں سے اندر داخل کی جس کو غازی مرید حسینؒ نے چومنا شروع کر دیا۔ پیر کامل اور مرید صادق دونوں کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور وجد میں دونوں حضرات کی یہ کیفیت تھی) ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

پیرِ کامل : میں تو پیری کے قابل نہ تھا مگر تو نے مجھے واقعی پیر کہلوانے کا مستحق بنا دیا ہے عشقِ رسولؐ کی وجہ سے جو تم نے مقام حاصل کیا ہے اُس کی وجہ سے تمہارا جسم چومنے کو جی چاہتا ہے۔

پیرِ کامل : کسی کے دیدار سے مشرف بھی ہوئے ہو یا کہ نہیں ؟

مرید صادق : قتل سے قبل سرورِ کونینؐ کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔ حضورؐ نے دو کمزور دل کے جنازے دکھلائے تھے اور فرمایا تھا کہ یہ دونوں جب دار الفضل ہیں ان میں ایک رام گوپال کا چہرہ تھا۔ دوسری دفعہ قتل کرنے کے بعد حضورؐ کا دیدار نصیب ہوا اور آپؐ نے فرمایا کہ عاشق صادق بن کر صبر اور شکر کے ساتھ دنیاوی تکالیف

Marfat.com

اور امتحان کا نہایت ہی بے فکری سے مقابلہ کرتے ہوئے تقدیر الٰہی کا انتظار کرو۔

پیرِ کامل : اگر یہ بات ہے تو پھر عشق سے قدم پیچھے کیوں ہٹاتے ہو۔ اپنی عظمت کو کیوں گُن لگاتے ہو۔ مجھے کیوں بلایا ہے؟ اس لئے کہ میں تم کو جھوٹ بولنے پر مجبور کروں اور تم جان بچا سکو۔

مرید صادق : حضور میں تو آپ کے دیدار کے لئے بیتاب تھا۔ اس لئے آپ کو تکلیف دی ہے۔ اپنی طرف سے آپ سے اس قسم کی گذارش کرنا کہ آپ یہاں تشریف لائیں ایک گستاخی سمجھتا تھا اس لئے ہاں کر دی کہ اس طریقہ سے آپ کا دیدار کر سکوں گا۔

پیرِ کامل : مرید حسین ! یاد کر جب تم میرے پاس آئے تھے اور اس مشن کی تکمیل کی اجازت طلب کی تھی تو میں نے کہا تھا کہ یہ منزل اتنی آسان نہیں اس کیلئے تو دار پر بھی چڑھنا پڑتا ہے تو تم نے کہا تھا کہ اگر آپ کی دعائیں شامل حال ہوئیں تو تختہ دار پر بھی چڑھ جاؤں گا۔

مریدِ صادق : حضور مجھے سب کچھ یاد ہے۔

پیرِ کامل : میں اس سلسلہ میں صرف ایک بات کہوں گا۔ یاد رکھو کہ کمانا بڑا مشکل ہے مگر ضائع کرنا بہت آسان

مرید صادق : حضور میں عشق کو ضائع نہیں کروں گا۔ اور نہ پیچھے ہٹوں گا۔

پیرِ کامل : اپنے اقرار کو اقرار ہی رکھو اور سب تکالیف کا صبر سے مقابلہ کرو

غازی مرید حسینؒ کی شہادت کے کچھ عرصہ بعد پیر صاحب نے ایک نجی محفل میں مولا بخش کو بتایا کہ جب میں حصار جیل میں مرید حسینؒ کو ملا تو میری خواہش تھی کہ اس کو چوموں اور بغل گیر ہو سکوں

Marfat.com

...میں عشق رسالتؐ کی وجہ سے بہت بلند مقام پر فائز ہو چکے تھے اور یہ درجہ محض اُن کو ...ی پر قربان ہونے کی وجہ سے حاصل ہوا۔ ایک وہ بھی وقت تھا کہ میرا ہاتھ پکڑ نے ...بل ایک دفعہ اُس کی والدہ اسے میرے پاس لائی اور شکایت کی کہ پیر صاحب میرے بیٹے کے لئے دُعا کریں اور سمجھائیں کہ یہ کسی کام میں دھیان نہیں دیتا جبکہ میرا یہی سہارا اور میں نے اس کو جان جوکھوں سے پالا ہے۔ میرے جذبات کیسے تھے؟ ....

...ہ کی طرف سے یہ شکایت سن کر مجھے مرید حسینؒ پر غصہ آیا۔ میں چاہتا تھا کہ یہ والدہ کو ...ان کرنے والا لڑکا مجھ سے جلد از جلد دُور ہو جائے اور ایک یہ وقت تھا کہ میری ...تی کہ حصار جیل میں ملاقات کے وقت سلاخیں پھٹ جائیں اور میں اس شخص سے ...تی ملاؤں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدا بھی ہیں، محبوب خلائق بھی اور ...ن کہ عشاق کے چاہتوں کے مرکز بھی۔ آپ کے کمال سیرت اور جمال جہاں آراء کو ...س کسی نے ایک بار غور سے دیکھا تو ان کو اپنے دل میں بسا لیا اور پھر پروانے کی طرح ...ربانی و ایثار کے نام پر ایک لمحے کیلئے بھی جھجک کا شکار نہیں ہوتے بلکہ اس کو ہی بڑی کامرانی سمجھتے ہیں۔ غازی و شہید مرید حسینؒ اس منزل پر گامزن ہو کر سرخرو ہوئے۔

کٹا دیتے ہیں سر اپنے، لٹا دیتے ہیں گھر اپنے
خدا رحمت کرے ان عاشقان پاک طینت پر
سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سر فروشی کے فسانے میں

Marfat.com

حصارِ جیل سے ایک خط

منزلِ عشق میں ہوتا ہے جنوں ہی راہبر
عقل بے راہ کو اس راہ میں کیا ملتا ہے

جب عدالت کی طرف سے کسی بھیانک جرم میں سزائے موت کا پروانہ صادر ہو چکا ہو تو عموماً اس حالت میں شب و روز کے تمام لمحات سوہانِ روح ہوتے ہیں۔ دنیا میں کیئے ہوئے اعمال آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ عذابِ قبر، فرشتوں کے سوالات اور اس دنیا میں سزا کے مناظر آنکھوں کے سامنے ایک فلم کی صورت میں چلتے رہتے ہیں۔ موت جب سامنے کھڑی ہو اور زندگی کے چند ایام باقی رہ گئے ہوں تو انسان ہوش و حواس کھونے لگتا ہے۔ ک کیا چیز آنکھوں کے سامنے گھومتی نظر نہیں آتی ———— رشتہ دارو سے جدائی کا غم، والدین، بیوی اور جائیداد کے تفکرات ———— اس پر ستم یہ ک جیل کی تکالیف عذابِ جہنم سے کچھ کم محسوس نہیں ہوتی ہیں۔ دنیا میں ہر ایک کو زندگی پیاری ہوتی ہے۔ انسان زندگی کو بچانے کے لیۓ اس مرحلہ پر بھی ہر ترکیب سوچتا ہے او اُس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تگ و دو کرتا ہے۔ وہ جھوٹ و فریب کا سہارا لے کر زندگی بچانا تو ایک معمولی بات خیال کرتا ہے۔

لیکن غازی مرید حسینؒ ایک عجیب قیدی ہے۔ وہ اس وقت بھی مست اور بے فک ہے۔ وہ بھی انسان ہے اس کے بھی احساسات ہیں ———— اور وہ احساسات انو

Marfat.com

اور نزار ہے ہیں۔ اپنے اِن احساسات کا اظہار انہوں نے جیل سے ایک خط کے ذریعے گھر پہ اپنے رشتہ داروں کو کیا۔ اس خط کا نفسِ مضمون کچھ یوں تھا :۔

اللہ تعالیٰ کی اِس کائنات پر بہت رحمتیں ہیں کہ اُس نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ مجھ پر بھی اُس کی عنایت و کرم نوازی ہے کہ تمام نعمتیں عطا کیں جس کے لئے میں اس ذات عظیم کا بے حد شکر گزار ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی کرم نوازی مجھ پر یہ ہے کہ اُس نے مجھے صاف ستھرا اور پختہ مکان دیا۔ یہاں دنیا کی کوئی کدورت نہیں اور مجھے آزادی کا سانس میسر ہے۔ جب چاہتا ہوں ہنستا ہوں۔ جب چاہتا ہوں روتا ہوں کسی کی مجال نہیں کہ مداخلت کرے۔ جیل کی اس کوٹھری میں مجھے کتنا آرام ہے۔

ربِّ کریم نے مجھے دُوسری نعمت یہ دی کہ میری بیماری کے علاج کا بندوبست کیا ہے اگر مجھے کوئی جسمانی عارضہ ہو جائے تو فوراً ڈاکٹر پہنچ جاتا ہے اور میرا علاج کرتا ہے۔ مزید برآں اتنی جلد اور اعلیٰ خدمت مہیا کرنے کے باوجود مجھ سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔ عجیب بات یہ ہے کہ علاج میرا کرتا ہے اور معاوضہ ادا کرنے والے دُوسرے لوگ ہیں۔

خالقِ کائنات کا مجھ پر تیسرا احسان یہ ہے کہ مجھے رزق کمانے کی تگ و دو سے مبرّا کر دیا ہے مجھ کو کمانے کی کوئی فکر نہیں ہے بلکہ بغیر کوشش کے مجھے میرا رزق پہنچایا جاتا ہے۔

خدائے واحد کا چوتھا انعام مجھ پر یہ ہے کہ نوکروں کی ایک جماعت میرے لئے مقرر کر دی ہے۔ کھانے پکانے کے لئے الگ نوکر ہے۔ کپڑے دھونے کے لئے جدا اور اس پر

Marfat.com

طرّہ یہ کہ مجھے ان کو کوئی اُجرت دینی نہیں پڑتی ۔

اس رحمان کی پانچویں مہربانی یوں ہے کہ مجھ کو ایک پہرہ دار بھی دیا گیا ہے۔ یہ بھی مجھ سے تنخواہ لیے بغیر میری حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ اس کی موجودگی میں مجھے کسی چیز کے گم ہونے کا اندیشہ بھی نہیں ہے۔ پروردگار کی چھٹی رحمت مجھ پر اس صورت میں ہے کہ میں بے فکری کی نیند سوتا ہوں۔ اپنی مرضی سے سوتا ہوں اور اپنی مرضی سے جاگتا ہوں۔ ایسی آزاد زندگی کے ایام دینے پر اُس ہستی یکتا کا حمد خواں ہوں اور شکر گزار بھی

مالک دوجہاں کی ایک اور نوازش یہ ہے کہ انسان کے سب سے بڑے دشمن شیطان سے مجھے محفوظ کر دیا ہے۔ انسان کو ہر دم اس کا کھٹکا لگا رہتا ہے کہ وہ ورغلائے گا اور راہ حق سے بھٹکانے کی پوری پوری کوشش کرے گا۔ لیکن یہاں پر اس کا داخلہ ہی ممنوع ہو چکا ہے جب جسم و جان مالکِ حقیقی کے سپرد کر چکا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کی اس نگری میں کیسے قدم رکھ سکے گا۔

ربِ ذوالجلال کی مجھ پر آخری یہ مہربانی ہے کہ میں بہت چست ہوں اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے کسی لمحہ بھی غافل نہیں ہوں۔ غافل وہ مسلمان ہوتا ہے جو اپنے آپ کو موت سے دُور پاتا ہے جبکہ اس کے برعکس موت کو میں یاد کرتا ہوں جو کہ میرے بہت قریب آچکی ہے اب میرے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ چند بقایا دن بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت میں گزار دوں۔ نہ ہی میں موت سے ڈرتا ہوں کیونکہ یہ ازل سے مقسوم ہوتی ہے کہ انسان نے کب اور کیسے مرنا ہے۔ خدائے منعم کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ میں اُن کے شمار سے قاصر ہوں ۔

Marfat.com

ہائی کورٹ میں اپیل

وکلاء نے فیصلہ کی نقول حاصل کر کے اپیل دائر کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ پھر چند دنوں کے بعد لاہور ہائی کورٹ میں اپیل کی درخواست دے دی۔ عدالت عالیہ نے اپیل کی سماعت منظور کرتے ہوئے اس کی تاریخ بھی مقرر کر دی۔ مقررہ تاریخ پر لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس ینگ اور جج مین راؤ نے اس اپیل کی سماعت شروع کی۔ غازی صاحب کی طرف سے بیرسٹر محمد علی، بیرسٹر سلیم اور ڈاکٹر عالم لاہوری پیروی کے لیے پیش ہوئے۔

سماعت کے دوران جج مین راؤ نے اس مقدمہ سے منسلک ماتحت عدالتوں کی کارروائی پڑھنی شروع کی اور چیف جسٹس نے وکلاء کے دلائل سنے۔ بیرسٹر سلیم نے اور دلائل کے علاوہ ان نکات پر بحث کی۔

۱۔ رام گوپال کا پوسٹ مارٹم کرنے والے سول سرجن نے ماتحت عدالت میں بیان دیا تھا کہ ڈاکٹر رام گوپال کو دریا تین انچ کا زخم تھا۔ اُس کی انتڑیاں کٹ گئی تھیں اور خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلا تھا۔ اُس کی بنیان بھی کٹ گئی تھی اور صرف خون کا ایک ہلکا سا دھبہ بنیان پر موجود تھا۔ طبی سائنس کے لحاظ سے یہ ناممکن تھا کہ اتنا زخم آئے اور خون نہ نکلے۔ اسی نکتہ پر بیرسٹر سلیم نے دلائل دیئے کہ یہ قتل اُس طرح سے نہیں

Marfat.com

ہوا جس طرح شہادت پر بیانات موجود ہیں اس طرح غلط شہادتوں کو جمع کر کے مجرم کو سزا دی جا رہی ہے۔

۲۔ اگرچہ غازی مرید حسینؒ نے ایک مکمل منصوبہ کے تحت اس ملعون کو قتل کیا تھا، اسی لئے پہلے مکمل تیاری کی معلومات اکٹھی کیں۔ اطلاعاتی سفر کیا تاکہ ناکامی نہ ہو۔ لیکن بیرسٹر سلیم نے آپ کی زندگی بچانے کے لئے یہ دلائل پیش کئے کہ ایک ناواقف کے لئے یہ کام کرنا مشکل ہے جس کا گھر بار نوبند سے سینکڑوں میل دور ہو جو اس علاقہ اور شہر سے قطعاً نابلد ہو جس کا اس علاقہ میں کوئی رشتہ دار یا دوست نہ ہو لہذا یہ قتل کسی اور نے کیا ہے اور اب مرید حسینؒ کے سر تھوپ دیا گیا ہے۔

۳۔ مزید یہ دلیل دی گئی کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ڈاکٹر کی بیوی قریب ہی ہو، ایک دوسرا آدمی بارہ فٹ کے فاصلہ پر ہو۔ نوکر اور ہسپتال کا عملہ بھی بالکل ہی پاس ہو اور دن دیہاڑے ایک شخص قتل کر دے۔ اس مقدمہ میں جو بھی شہادتیں پیش کی گئی ہیں وہ معتبر نہیں ہیں۔

بیرسٹر سلیم نے اتنے وزنی دلائل دیئے کہ چیف جسٹس ان دلائل سے کافی متاثر نظر آنے لگا۔ وہ اپنی سمجھ میں غازی مرید حسینؒ کو بے گناہ سمجھنے لگا تھا کہ یہ قتل اس نے نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف ایک جعلی مقدمہ گھڑا گیا ہے۔

اسی دوران جج بین راؤ نے غازی مرید حسینؒ کے اقبالی بیان چیف جسٹس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ آپ ان بیانات کو بھی پڑھیں جو مقدمہ کی ابتدا سے لے کر آخر تک تبدیل نہیں ہوئے۔ ان بیانات کا پڑھنا تھا کہ چیف جسٹس غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ اسی غصہ میں وکلاء کو مخاطب ہوا کہ تم لوگ عدالت کو دھوکا دے رہے ہو۔ اپیل مسترد کر دی اور سزائے موت کو بحال رکھا۔

Marfat.com

حصارجیل میں شب و روز

امتحان آ پڑا تو کوئی بات نہیں
ہم نے ظلمات کے سو بار بھرم توڑے ہیں

فرار کا منصوبہ

عاشقِ رسولؐ غازی مرید حسینؒ حصار جیل میں بھی سرگرم رہے۔ میجر شیر محمد سے روایت ہے کہ غازی صاحب نے حصار جیل میں قید کے دوران فرار ہونے کا منصوبہ بنایا تھا۔ یہ منصوبہ قریشی برادران کی مدد سے بنایا گیا تھا۔ حصار میں مقیم قریشی خاندان کے افراد غازی صاحب کے کارنامہ سے بہت متاثر تھے اور ان سے ملاقات کے لئے آنے والے تمام افراد کو گھر میں بطور مہمان ٹھہراتے تھے۔ اس خاندان کا ایک فرد جیل میں ملازم تھا جو کہ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے میں متنعد نظر آتا تھا۔ شیر محمد جب حصار جیل میں ملاقات کے لئے گئے تو مرید حسینؒ نے اُن کو اس منصوبہ سے آگاہ کیا۔ غازی صاحب سے شیر محمد نے پوچھا کہ کیوں فرار ہونا چاہتے ہو جس پر انہوں نے بتایا کہ راج گوپال کی طرح ایک اور گستاخِ رسولؐ کو کیفرِ کردار تک پہنچانا چاہتا ہوں۔

مرید حسینؒ کے منصوبے سے آگاہی کے بعد شیر محمد نے قریشی برادران کو سمجھایا کہ فرار کے منصوبہ پر عمل ترک کر دیں کیونکہ آپ لوگ تو مرید حسینؒ کی جان بچانے کی خاطر خطرہ مول لے رہے ہیں مگر مرید حسینؒ کا منصوبہ یہ ہے کہ جیل سے فرار ہو کر اس قسم کے ایک اور ملعون کو

Marfat.com

ٹھکانے لگائیں۔ اِس بنا پر یہ منصوبہ ترک کر دیا گیا۔

ناپاک خورد و نوش سے پرہیز

آپ ہندوؤں کے ہاتھ سے خورد و نوش کی اشیا کا استعمال ناپاک سمجھتے تھے تحریک بیداری کے دوران آپ مسلمانوں کو سختی سے منع کرتے تھے کہ خدا اور اُس کے رسُول ﷺ کے دشمنوں کی کوئی چیز بھی استعمال نہ کریں۔ بذاتِ خود آپ اس پر سختی سے کاربند تھے کسی ہندو کے ہاتھ سے نہ کھاتے نہ پیتے۔ حصار جیل میں اسارت کے دوران بھی آپ نے اس پر عمل کر کے مثال پیش کی اور جیل کی سختیوں کے باوجود اس عمل کو جاری رکھا جیل میں مسلمانوں کے لئے پانی کا کوئی الگ انتظام نہ تھا چنانچہ جیل سے قریب رہائش پذیر ایک مسلمان بوڑھی عورت آپ کو پینے کا پانی مہیا کرتی تھی۔ اگر کسی وجہ سے وہ نہ آسکتی تو آپ کئی دن تک پیاسا رہتے۔

عشق کا تقاضا

شیر محمد سے مزید روایت ہے کہ جب میں حصار جیل میں غازی مرید حسینؒ کو ملا تو اُن کے پاس سونے کے لئے ایک موٹا کمبل اور جسم پر ایک جانگیہ نما کپڑا ہی تھا جس کے لکڑی کے بڑے بڑے بٹن تھے میں نے انہیں فوراً وہ وقت یاد دلایا جب وقت ہم دونوں چھٹی جماعت کے طالب علم تھے اور چکوال ہوسٹل میں رہتے تھے۔ ایک رات مرید حسینؒ کو بوسکی پر موٹی سلائی بھی جسم پر سوئیاں چبھونے کا سبب بن گئی اور سو نہ سکے یہ کہہ کر کہ اُن کے نرم، نازک جسم کو تکلیف ہو رہی ہے۔

Marfat.com

غازی مرید حسینؒ نے شیر محمد کی بات کو سنا اور پھر جواب دیا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ ناز و نعم میں پلنے کی وجہ سے اُس وقت موٹی سلاخیں بھی میرے جسم کے لئے تکلیف دہ تھی لیکن اب بات بدل چکی ہے راہِ عشق پر چل چکا ہوں اور عشق کا تقاضا ہے کہ سب کچھ برداشت کیا جائے۔ اسارات کی اس حالت کو آپ نے پنجابی سہ حرفی میں یوں رقم کیا ہے ؎

ح۔

حَال دساں تہانوں فیدوالا ذرا سُن کے دل وچ قدر رکھناں
جیہڑا ریشم تے ملاں پہندا سی اُس بدن تمام نے کھدّر رکھناں
جیہڑا بستر بچھونے تے سوندا سی ہیٹھاں کمبل تے اُوپر اک چدر رکھناں
نہ کوئی پلنگ نہ منجی اسیر ملے پکے فرش تے لیٹ کے صبر رکھناں

حضورؐ کا دیدار

حصارِ جیل میں آپ حضورؐ پاک کے عشق میں تڑپتے رہتے۔ آپ بے شمار تکالیف کا اس لئے مردانہ وار مقابلہ کر رہے تھے کہ سرکارِ دو عالمؐ کا ابدی قرب حاصل کرنا چاہتے تھے۔ حضورؐ کی ہستی ہی آپ کے تمام دکھوں کا علاج اور تسکین کا باعث تھی۔ جیل میں آپ اکثر بیقرار رہتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ میری عشق کی منزلیں جلد طے ہوں! اور مجھے جلد از جلد شہادت ملے تاکہ اُس ہستیؐ کا قرب پاؤں جس کے لئے میں نے سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ اس تڑپ اور قربانی کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ کو جیل میں کئی دفعہ حضورؐ کا دیدار نصیب ہُوا۔ اس دیدار سے مشرف ہونے کے بارے میں آپ نے اپنے پنجابی کلام میں یوں ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

ح ۔ حکم حضور پُر نور والا رہنا مست بے فکر ہر حال پیارے
رہنا صابر تے شاکر ہر حال اندر رکھنا صدق نہ کرنا ملال پیارے
سب کم سپرد تقدیر کرنے ایہو غازیاں دی سوہنی چال پیارے
ایم۔ایچ نے سر تسلیم کیتا کہے الحمد تے رہے خوشحال پیارے

عبادت

جیل میں آپ کا اکثر وقت قرآن پاک کی تلاوت اور اسلامی کتابوں کے مطالعہ میں گزرتا اس کے علاوہ دوستوں سے مذہبی کتابیں منگواتے اور مطالعہ کے بعد اُن کو واپس کر دیتے آپ نماز کے سختی سے پابند تھے۔ طہارت کا صد درجہ خیال رکھتے۔ اکثر نفلی عبادت میں مشغول رہتے۔

عارفانہ شاعری

آپ کی طبیعت قدرتی طور پر پہلے ہی شعر و شاعری کی طرف راغب تھی اور اب تو عشق حقیقی کی چوٹ بھی کھا چکے تھے۔ جیل میں اُردو اور پنجابی شاعری کا سلسلہ جاری رکھا۔ اکثر اپنے اشعار پر سوز آواز میں گنگناتے رہتے۔ اسارت کے دور کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :

اُردو : دم واپسیں تک انتظار باقی ہے
فقط اک خواہش دیدار باقی ہے
خُدا کا شکر ہے پیارے جدائی مل گئی ہم کو
سوا اس کے نہیں تھا کچھ مزہ عشق و محبت کا

Marfat.com

پنجابی :-

ذ ، ذوق مینوں تیرے دیکھنے کا، کدیں ذوق دیدار دا گھٹدا نہیں
تیرا ہجر دیدار فراق چہرہ خاکہ نوُر والا اکھنوں ہٹدا نہیں
تیرے ہجر نے مار ناچار کیتا مینوں صبر قرار اک جھٹدا نہیں
ایم ایچ اسیر ظہیر ہویا پردہ شوخ نقاب دا چھٹدا نہیں
خبگل ڈھونڈاں بیلے ڈھونڈاں

ماہی دسدا کول
سچا نام اللہ دے بول
سینے اندر ھر دم وسدا
بانکا میرا ڈھول
سچا نام اللہ دے بول

پکڑ چاہ تے یوسفؑ نوں چاہ پایا تیری چاہ سہانوں چاہڑے دار سائیں
مُوتُو قَبلَ اَن تَمُوتُو جاوے نے جیہڑے ہین تیرے عاشق زار سائیں

تیر اجل شکر گزارے
کھا شمشیر عشق دی پیارے
ہر دم تڑفے نعرے مارے
بولے شیر ، شیر ، شیر

Marfat.com

جیل کی تبدیلی

جیل کی تبدیلی کی ناکام کوشش

ہائی کورٹ نے بھی جب آپ کی سزائے موت بحال رکھی تو اب آپ کے لواحقین کی یہ کوشش تھی کہ آپ کی شہادت کسی قریب ترین جیل میں ہو اور اگر ہو سکے تو جہلم کی جیل میں ہو تاکہ ملاقات کے لئے سہولت ہو اور میت کی منتقلی میں بھی آسانی ہو۔ ان باتوں کو مدنظر رکھ کر غازی مرید حسین کو خبر دیئے بغیر کوشش جاری رکھی گئی۔ اعلیٰ افسران تک رسائی کی گئی اور اس بارے میں درخواست کی گئی۔ ان متعلقہ افسران نے ہندو مسلم فسادات کے پیش نظر جیل کی تبدیلی پر اپنی معذوری ظاہر کر دی۔

غازی صاحب کو جب اس کوشش اور نتیجہ کے متعلق آگاہ کیا گیا تو اُن کا ردعمل بڑا عجیب اور انوکھا تھا۔

"یہ تو نہایت ہی آسان کام ہے اگر مجھے بتاتے تو کبھی کی جیل تبدیل ہو جاتی"۔ عاشق صادق نے کہا۔

خیر مہدی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس کونسا ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعے جیل تبدیل کرانے کا مشکل کام اتنا جلد کر سکتے ہو۔"

Marfat.com

غازی صاحب نے جواب دیا۔

میرا اللہ تعالیٰ ہی ہے جس سے میں التجا کروں گا۔ اگر اور کچھ نہ ہو سکا تو کسی کے سر میں لوٹا مار دوں گا۔ وہ زخمی ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں جیل کے حکام مجھے پاگل قرار دے کر جیل کو تبدیل کر دیں گے"

یہ الفاظ خیر مہدی کے دماغ پر ایک ہتھوڑے کی مانند گرے۔ اُن کے تاثرات تھے کہ افسوس ہم نے اس شخص کو سمجھنے میں غلطی کی ہے ہم نے اس کو اصلی حالت میں پہچانا ہی نہیں ہے۔

بات دراصل یہ تھی کہ غازی صاحب سے الگ تھلگ حافظ عبدالحلیم کے طفیل یہ منصوبہ بنایا گیا تھا کہ آپ کو پاگلوں جیسی حرکات کرنے پر آمادہ کیا جائے تاکہ ڈاکٹر بعد میں پاگل ظاہر کر دیں جس کے نتیجہ میں آپ کی سزا میں کمی یا معافی ہو جائے۔ اب جب خیر مہدی نے غازی صاحب کو طنزاً کہا کہ تمہارے پاس کونسا وہ طریقہ کار ہے جس کو بروئے کار لا کر ایک مشکل مسئلے کو حل کر سکتے ہو جس کے لئے ہم کوشش کر چکے ہیں تو طنزاً غازی صاحب نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو چکی ہے اور آپ لوگوں نے جو میرے پاگل قرار دینے کی منصوبہ بندی کی ہے مجھے خالق کائنات نے اس کی معلومات بھی مہیا کر دی ہیں۔ خیر مہدی مایوس ہو کر واپس لوٹ آئے۔

حصار سے جہلم میں منتقلی

اچانک ہی حصار جیل کے حکام کو آپ کی جہلم جیل میں منتقلی کے احکامات ملے۔ اس کے ساتھ ہی تبدیلی کے انتظامات شروع ہو گئے۔ چونکہ آپ کے تاریخی کارنامہ اور پھر

Marfat.com

مقدمہ کے دوران جرأت مندانہ بیانات سے اخبارات کے ذریعہ مسلمانوں کے دلوں میں والہانہ لگاؤ پیدا ہو چکا تھا اس لئے حصار سے جہلم تک سفر کے دوران جہاں جہاں لوگوں کو آپ کے متعلق معلوم ہوا وہ دیدار کے لئے دوڑے اور اپنی دلی عقیدت کا اظہار کیا۔ جہلم شہر میں تو آپ کو شاندار جلوس کے ذریعے لایا گیا اور پھر سخت حفاظتی انتظامات کے تحت جیل میں منتقل کر دیا گیا۔

خیر مہدی کی حصار میں آخری ملاقات کے پانچ دن بعد آپ اچانک جہلم پہنچ گئے۔ لواحقین کو جہلم جیل کے حکام کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ مرید حسین آپ اس جیل میں پہنچ چکا ہے۔ اس اطلاع کے بعد رشتہ داروں نے جہلم جا کر آپ سے ملاقات کی اور یہ پوچھنے کی بہت کوشش کی کہ آپ نے یہ اچانک کس طرح جیل کی تبدیلی کرا لی۔ حالانکہ ہم کوشش کے باوجود کچھ نہ کر سکے۔ آپ نے اس کی وضاحت نہ کی گو یہ عیاں تھا۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جس کو عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت حاصل ہو جاتی ہے بحر و بر اس کے تصرف میں آ جاتے ہیں اور وہ اولیاء اللہ کی صف میں شامل ہو جاتا ہے جن کو یہ طاقت حاصل ہوتی ہے کہ کارخانہ قدرت میں کبھی کبھی احوال و واقعات کے رخ اپنی مرضی سے موڑ سکتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ غازی صاحب بھی اس وقت اس زمرے میں شامل تھے اور ان کیلئے جیل تبدیل کروانا کوئی مشکل نہ تھا۔

جو کرنی ہے جہانگیری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کر
عرب کا تاج سر پر رکھ، خداوند عجم ہو جا

Marfat.com

پاگل قرار دینے کی کوشش

حافظ عبدالحلیم کی مدد

غازی مرید حسینؒ کا مقدمہ کفر و اسلام کی جنگ تھی۔ کئی مسلمانوں نے اس سلسلہ میں اخلاقی، قانونی اور مالی اعانت کی پیش کش کی۔ ان میں حافظ عبدالحلیم کا کردار بہت واضح ہے۔ موصوف جھاوریاں ضلع خوشاب کے رہنے والے تھے اور انڈین آرمی کے کمانڈر انچیف کے سیکرٹری تھے۔

جب حافظ عبدالحلیم کو غازی صاحب کے کارنامہ کی خبر بذریعہ اخبار ہوئی تو انہوں نے آپ کے چچازاد بھائی کو خط لکھا اور ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔

خیر مہدی اُن سے ملنے کے لئے شملہ میں گئے۔ حافظ صاحب بڑے تپاک سے ملے۔ اور غازی صاحب کو خراج تحسین پیش کیا۔ اعانت کے لیے پنجاب کے وزیر تعلیم عبدالحیٔ کے نام ایک رقعہ بھی دیا۔ مزید مدد دینے کے لئے اپنے ایک ماتحت افسر سے پوچھا کہ قتل کے ایک ملزم کو بری کرانے کے لئے صوبہ پنجاب میں کون اعانت کر سکتا ہے؟

جناب! "خضر حیات ٹوانہ اور اللہ بخش ٹوانہ اس کام میں کافی مدد کر سکتے ہیں"۔ افسر نے جواب دیا۔

حافظ صاحب نے اپنے ماتحت اس افسر کو کہا "ان لوگوں سے اس قسم کی توقع رکھنا فضول ہے کسی اور کا نام بتاؤ؟"

افسر نے دوبارہ یہ مشورہ دیا "جناب! آپ پنجاب کے ہوم سیکرٹری سے رابطہ قائم کریں وہی کچھ کر سکتا ہے"۔

Marfat.com

حافظ صاحب نے اپنے اس افسر کو حکم دیا کہ میری جلد از جلد ٹیلیفون پر ہوم سیکرٹری سے بات کرا دو تاکہ میں اُس سے تبادلۂ خیالات کر کے کوئی لائحہ عمل سوچوں۔

کچھ دیر کے بعد پنجاب کے ہوم سیکرٹری سے حافظ صاحب نے بات کی اور قتل کے بارے میں اُن کو اجمالی طور پر بتایا اور خصوصاً یہ بات بھی گوش گزار کی کہ غازی صاحب نے مقدمہ کی سماعت کے دوران بار بار اعتراف قتل کا بیان دیا ہے۔

ہوم سیکرٹری نے حافظ عبدالحلیم کو بتایا کہ میرے لئے قتل کے ملزم کی مدد کرنا مشکل نہیں ہے لیکن یہ ایک مخصوص مقدمہ ہے اور ہندو پہلے ہی غازی صاحب کو پھانسی کے پھندے پر لٹکانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

حافظ عبدالحلیم کو ہوم سیکرٹری نے مزید بتایا کہ مقتول ڈاکٹر رام گوپال مشہور ہندو سیاسی لیڈر سر چھوٹو رام کا رشتہ دار ہے۔ اس لئے سر چھوٹو رام پہلے ہی گورنر کو سفارش کر چکا ہے کہ ہر قسم کی اپیل مسترد کر دی جائے! اور سزائے موت بحال رکھی جائے۔ تاہم میں گورنر کی اطلاع کے بغیر غازی صاحب کے بار بار کے اقبال جرم کے بیانات کو پاگل پن قرار دے سکتا ہوں! اور اُن کے دماغی معائنہ کے لئے لکھ سکتا ہوں۔ اگر ڈاکٹر اُن کو پاگل ظاہر کر دیں تو پھر سزائے موت میں معافی ہو سکتی ہے یا بری ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر حق نواز کا مشورہ

ہوم سیکرٹری کے حکم کے تحت آپ کو پاگل قرار دینے کے لئے مینٹل ہسپتال لاہور میں بھیج دیا گیا تاکہ اس طرح آپ کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل ہو سکے، اس میں تخفیف ہو جائے۔ یا بالکل معاف ہو جائے۔ لاہور مینٹل ہسپتال میں ان دنوں دو ڈاکٹر تھے۔ ایک انگریز اور دوسرے حق نواز صاحب۔ حق نواز کتوں کے ڈاکٹر تھے اور خان محمد سرفراز خان ساکن چکوال

Marfat.com

کے قریبی رشتہ دار تھے۔ خان محمد سرفراز کے طفیل ڈاکٹر حق نواز سے رابطہ قائم کیا گیا کہ غازی مرید حسین کو پاگل قرار دینے میں مدد کریں۔

ڈاکٹر حق نواز نے ہسپتال میں غازی مرید حسینؒ کے روزانہ معمولات دیکھنے کے بعد اُن کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ آپ کا انداز گفتگو، نماز کی ادائیگی، قرآن پاک کی تلاوت، مطالعہ اور دوسرے امور ایک سُلجھے ہوئے اور عقل مند انسان کی طرح ہیں ہمارے پاس کوئی ایسی مشین نہیں جس کی مدد سے آپ کو پاگل قرار دیں۔ بلکہ صرف آپ کی احمقانہ حرکات وسکنات سے ہی ہم پاگل بنا سکتے ہیں جبکہ آپ میں کوئی ایسی بات نہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ پاگلوں جیسی حرکتیں کریں جس سے ہمیں آپ کے پاگل پن کا ثبوت مل سکے۔ اگر آپ اور کچھ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو اپنی زبان بند رکھیں۔ اور کسی صورت میں بھی بات چیت نہ کریں ورنہ آپ خواہ مخواہ اپنی موت کو دعوت دے رہے ہیں۔"

مرید حسینؒ کا جواب

آپ نے ڈاکٹر حق نواز کی گفتگو کو خاموشی سے سنا اور پھر جواب دیا۔

"ڈاکٹر صاحب میں آپ کے مشوروں اور ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ میں پاگل نہیں بلکہ معقول انسان ہوں۔ پاگل تو وہ لوگ ہیں جو مجھے پاگل بنا رہے ہیں۔ جہاں تک گفتگو کا سلسلہ ختم کرنے کا تعلق ہے تو یہ ایک ناشکری کا عمل ہے۔ زبان تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک نعمت دی ہے اور میں اس نعمت کا استعمال ختم کیوں کردوں؟

Marfat.com

میرے لئے یہ ناممکن ہے کہ اس زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر چھوڑ دوں۔ آپ نے کہا ہے کہ عاقل بن کر میں اپنی موت کو دعوت دے رہا ہوں تو اس بارے میں گزارش ہے کہ جھوٹ ایک گناہ ہے۔ میں اپنی زندگی کو بچانے کے لئے جھوٹ کا سہارا نہیں لے سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق اور کذاب کا فرق واضح ہے۔ ایک کا ٹھکانہ جنت میں ہے اور دوسرے کا جہنم میں ہے۔ جھوٹ تو تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کریم کی ان واضح ہدایات سے میں سرگردانی نہیں کر سکتا۔

میں گاؤں کا ایک زمیندار ہوں اور نمبردار بھی رہ چکا ہوں۔ میٹرک تک میری تعلیم ہے میرے دماغ میں کوئی فتور نہیں ہے۔ چھ ماہ کے مصمم ارادہ کے بعد میں نے اہانت رسولؐ کے مرتکب ڈاکٹر رام گوپال کو قتل کیا ہے۔ آپ تو اس دنیا میں جھوٹ کا کہہ رہے ہیں۔ میں تو روز محشر بھی کہوں گا کہ اس شاتم رسولؐ کو میں نے اس وجہ سے قتل کیا ہے۔

ڈاکٹری رپورٹ

ڈاکٹر حق نواز نے یہ تمام گفتگو غازی صاحب کے رشتہ داروں کو بتائی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ ایک مرد حق ہے اور اپنی صاف گوئی سے کبھی بھی باز نہیں آئے گا۔ وہ آپ لوگوں کی پاگل بنانے کی ہر کوشش ناکام بنا دے گا۔ پاگل پن کی رپورٹ سے متعلقہ فارم لے کر غازی صاحب نے خود ہی پُر کیا اور ڈاکٹر حق نواز کو دیئے گئے بیانات لکھ کر ثابت کیا کہ وہ ایک باہوش اور باعقل انسان ہے۔

آخر کار ڈاکٹروں کی وہی رپورٹ نکلی جو متوقع تھی۔ ڈاکٹروں نے لکھا تھا کہ غازی مرید حسینؒ میں کوئی علامت نہیں جس کی وجہ سے ان کو پاگل قرار دیا جا سکے۔

Marfat.com

جہلم جیل میں روز و شب

آ ماہی گل لا ماہی کر دے رحم نہ جی ترسا ماہی
پایاں غماں دی فوج نے آن گھیرا جلدی پہنچ تے آن بچا ماہی
تیرے ہجر کٹاری ماری وچ سینے دارو درد جگر دی پلا ماہی
ایم۔ اینج دا دم آخیر والا، پھیری پا تے مکھ دکھا ماہی

تاریخ شہادت

لاہور کے دماغی ہسپتال کی رپورٹ جب عدالت عالیہ کو بھیجی گئی کہ مرید حسینؒ میں پاگل پن کے کوئی بھی آثار نہیں ہیں تو عدالت نے آپ کو دوبارہ جہلم جیل میں منتقلی کے احکام صادر کر دیئے! اور ساتھ ہی آپ کی شہادت کی تاریخ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء بروز جمعۃ المبارک مقرر کر دی۔

مشاغل

حصار جیل کی طرح جہلم جیل میں بھی آپ کے مشاغل وہی تھے۔ آپ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں گزارتے، قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور مذہبی کتب کے مطالعہ میں بھی مصروف رہتے۔ عارفانہ اور صوفیانہ شاعری پر بھی وقت صرف کرتے اور کبھی

Marfat.com

کبھی اپنے اشعار کو پرسوز لہجہ میں گنگناتے رہتے۔

مولا بخش سے ملاقات

آپ کے ایک دوست مولا بخش کا بیان ہے کہ میں جہلم جیل میں غازی صاحب کو ملا۔ اُس وقت ہمارے درمیان یہ مکالمہ ہوا۔

مولا بخش : السلام علیکم

مرید حسینؒ : وعلیکم السلام

مولا بخش : کیا حال ہے؟

مرید حسینؒ : بالکل ٹھیک ہوں۔

مولا بخش : وہ کھونٹی نہیں لائی آپ نے آلۂ قتل کے حصول کے لئے آپ بھیرہ ضلع سرگودھا گئے تھے اور جانے سے قبل اچھے لوہے کی قسم پوچھی تھی۔ اس پر مولا بخش نے اُن کو کہا تھا کہ میرے لئے ایک کھونٹی لائیں،

مرید حسینؒ : انسان بذاتِ خود کچھ نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ اُس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ سب اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اُس کا حکم نہ تھا اس لئے کھونٹی نہ لا سکا۔

ہندو کا قبول اسلام

جہلم جیل میں ایامِ اسیری کے دوران ایک عجیب واقعہ سے متاثر ہو کر ایک ہندو ایمان کی دولت سے سرفراز ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ غازی صاحب کی کوٹھری سے

Marfat.com

ملحقہ ایک ہندو کی کوٹھری تھی۔ یہ ہندو ڈنگا(منڈی بہاؤالدین) کا رہنے والا تھا اور قتل کے جرم میں ملوث تھا۔ عدالت کی طرف سے اس کی سزائے موت کا فیصلہ ہو چکا تھا۔

یہ ہندو غازی صاحب کی عبادت گزاری اور موت سے ڈرنے کی بجائے اُس کی تمنا کرنے پر پہلے ہی متاثر تھا کہ ایک اور واقعہ نے اس کو مزید حیران کر دیا۔ اُس نے ایک تاریک رات غازی صاحب کی کوٹھری کو منور اور روشن دیکھا۔ اس کے علاوہ کسی کے ساتھ اُن کو گفتگو کرتے بھی سُنا۔ صبح اُٹھ کر اُس نے ہندو سنتری سے پوچھا تو اس نے اس قسم کے کسی واقعہ سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ پھر اُس نے غازی صاحب سے اپنی حیرانگی کا اظہار کیا کہ میں نے آپ کی کوٹھری کو روشن دیکھا ہے اور کسی سے آپ کی گفتگو بھی سُنی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی درخواست کر دی کہ زندگی کے اس مرحلہ پر آپ میری رہنمائی کریں۔

عاشق صادق نے اس ہندو کو کہا۔

"تمہاری رہنمائی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ میرے کہنے پر عمل کرو۔ سب سے پہلے بال کٹا کر ہندوؤں کا لبادہ ختم کر دو۔ پھر ہندوؤں کے لنگر کی بجائے مسلمانوں کے لنگر سے روٹی کھانا شروع کر دو۔ اور ساتھ ہی مذہب اسلام قبول کر لو"

اس ہندو کا اندھیرا چھٹ چکا تھا۔ کیونکہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔ فوراً ہی قبول اسلام کے لئے رضامند ہو گیا۔ کلمہ طیبہ پڑھا اور اسلام کا دامن پکڑ لیا۔ غازی صاحب نے اس کا اسلامی نام "غلام رسول" رکھا۔

انحراف کی کوشش

قبول اسلام کے اس واقعہ کا چرچا پوری جیل میں ہوا اور جب جیل سپرنٹنڈنٹ گیان چند

Marfat.com

چاڑھ کے پاس یہ خبر پہنچی تو وہ غصہ میں آگیا۔ کیونکہ وہ ایک ہندو تھا اس لئے اُس نے اس واقعہ کو اپنے مذہب کی توہین سمجھا۔ جلد ہی مجرم کے عزیز واقارب کو گھر سے بلا کر اس واقعہ سے آگاہ کیا اور غلام رسُول پر دباؤ ڈلوانے کی کوشش کی تاکہ وہ اپنے سابقہ مذہب پر لوٹ آئے۔

سپرنٹنڈنٹ نے اس نومسلم کی اُس کے لواحقین سے ملاقات کا بندوبست کیا۔ غلام رسُول جو چند دن ہوئے اسلام کی دولت پا کر اپنی زندگی سنوار چکا تھا کسی صورت میں بھی اس دولت کو گنوانا نہیں چاہتا تھا۔ اُس نے اپنے عزیز واقارب سے ملاقات کرنے سے ہی انکار کر دیا اور اُن کو پیغام بھیجا۔

"میں اسلام قبول کر چکا ہوں۔ اب میں کسی ہندو رشتہ دار سے ملاقات نہیں کر سکتا۔ اگر رشتہ دار مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اسلام قبول کریں۔ ورنہ ملاقات کی کوئی اور صورت نہیں"۔

ظاہر ہے یہ شرط اُن کے لئے قبول کرنا مشکل تھی۔ اس طرح یہ ملاقات نہ ہو سکی۔ ہندوؤں کی طرف سے کئی اور کوششیں بھی کی گئیں اور خاص کر جیل سپرنٹنڈنٹ نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر وہ غلام رسُول کے استقامتِ ایمان میں لغزش پیدا نہ کر سکا۔

غلام رسُول نے ہندوؤں پر ایک کاری ضرب مزید لگائی اور اپنا وصیت نامہ یوں لکھا۔

"میں مسلمان ہو چکا ہوں اس لئے میری تجہیز وتکفین اسلامی طریقہ سے کی جائے میری نعش کو میرے لواحقین کے حوالے کرنے کی بجائے جہلم کے ممتاز لیڈر عبداللطیف احراری کے حوالے کی جائے"۔

پھانسی کے بعد غلام رسُول کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ اُس کی نعش کو عبداللطیف احراری کے سپرد کیا گیا جنہوں نے اسلامی طریقہ سے تجہیز وتکفین کی۔ جنازہ میں کافی لوگوں نے شرکت

Marfat.com

ں۔ اس طرح اس نو مسلم کو جہلم کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

اس واقعہ پر مسلمانوں نے غازی صاحب کو داد دی اور غلام رسول کو خراجِ تحسین پیش کیا کیونکہ یہ اُس عاشقِ صادق کی نظرِ التفات تھی جس نے ایک ہندو کو اُس کی زندگی کے آخری ایام میں دولتِ ایمان سے نواز کر اُس کی تقدیر ہی بدل کر رکھ دی اور پھر غلام رسول حلاوتِ ایمان سے اتنا پختہ ہوا کہ خونی رشتوں کو یکسر ٹھکرا دیا۔ ع

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ڈپٹی کمشنر کی ملاقات

اُن دنوں ضلع جہلم کے ڈپٹی کمشنر نواب زادہ سعید اللہ خان تھے۔ عبداللطیف احراری اور خیر مہدی نے حاکمِ ضلع سے ملاقات کی۔ اُن کو غازی صاحب کے مقدمہ کی تفصیلات سے آگاہ کیا اور پریوی کونسل میں اپیل کرنے کے لیے اُن کی منظوری طلب کی کیونکہ یہ اپیل ڈپٹی کمشنر کی وساطت سے دائر کی جاتی تھی۔

ضلعی افسرِ اعلیٰ نے تمام باتوں کو غور سے سننے کے بعد کہا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں اور میں یہ اپیل منظور کر کے پریوی کونسل میں بھیج دوں گا لیکن اس کے بھیجنے سے پہلے ایک دفعہ غازی صاحب سے ملاقات کر دوں گا۔

ڈپٹی کمشنر نے جہلم جیل میں اس عاشقِ رسول سے ملاقات کی اور تبادلۂ خیال کیا۔ پریوی کونسل میں اپیل کرنے کے بارے میں اُن کی رائے بھی طلب کی اور اس قسم کی کوشش کرنے والے افراد سے بھی آگاہ کیا۔

نواب زادہ سعید اللہ خان نے بعد میں منظوری طلب کرنے والے حضرات کو بتایا کہ غازی صاحب

Marfat.com

اس اپیل کے حق میں نہیں ہیں۔ وہ تو عشقِ رسولؐ میں تڑپ رہے ہیں اب ان کا پیمانہ صبر چھلک رہا ہے۔ اور وہ جلد از جلد شہادت چاہتے ہیں۔ پریوی کونسل میں اپیل کر کے ہمیں اُن کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے۔ بلکہ بہتر یہی ہے کہ اُن کی تمنّا کو مدِ نظر رکھیں کیونکہ معاملہ الٹ ہے ہم تو اُن کی زندگی بچانے کی کوشش کریں گے جبکہ اُن کے دل میں شوقِ شہادت کے شعلے بھڑک رہے ہیں

غازی مرید حسینؒ کی شہادت پر فائز ہونے کی خواہش جنون کی حدوں کو چھو رہی تھی اور شہادت بھی وہ جسے شہادت اولیٰ کہتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے مطابق :-

غازی ز پئے شہادت اندر تگ و پوست　　غافل کہ شہید عشق فاضل تر از اوست

در روز قیامت با او کے ماند　　ایں کشتۂ دشمن است آں کشتۂ دوست

(یعنی قیامت کے دن میدان جنگ میں مارے جانے والوں کی نسبت عشق مصطفیٰؐ میں جان قربان کرنے والوں کا اعزاز زیادہ ہوگا)۔

مُرشدِ کامل کو آخری خط

جہلم جیل سے آپ نے اپنے پیرِ کامل حضرت عبد العزیزؒ چاچڑوی کو آخری خط لکھا جس میں بیدمؔ کی یہ غزل لکھی۔ ے

ہتھیلی پر لیئے سر عشق کے دربار میں آیا
میں جس سرکار کا بندہ تھا اُس سرکار میں آیا
یہ کیفیت کہاں دیر و حرم کی سجدہ گاہوں میں
جو لطف جبہ سائی آستانِ یار میں آیا،

Marfat.com

آخری ملاقات

غازی مرید حسینؒ کا چراغ زندگی گل ہونے میں چند گھنٹوں کا وقفہ تھا لیکن آپ کو ہر کسی کے اپنے ساتھ وابستہ مخلوق کا خیال واحساس تھا۔ آپ نے اس سلسلے میں ان سے گفتگو کی۔ آپ عزیز واقارب سے نہایت استقلال سے گفتگو کرتے رہے

والدہ

آخری ملاقات میں غازی مرید حسینؒ اور آپ کی والدہ کے درمیان بہت باتیں ہوئیں اُن میں سے چند یہ ہیں۔

والدہ نے غازی مرید حسینؒ سے درخواست کی کہ بیٹے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ میرا دل مضبوط ہو جائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مجھے تمہاری شہادت پر صبر وقرار نہ رہے۔

عاشق صادق نے والدہ کی درخواست کو سنا پھر اس کے جواب میں آپ نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں۔ انشاءاللہ آپ کا دل اتنا مضبوط ہو جائے گا۔ کہ لوگ کہیں گے کہ واقعی ایک عظیم شہید کی والدہ کہلانے کی مستحق ہے۔

غازی صاحب نے اپنی والدہ کو مزید تسلی دیتے ہوئے کہا کہ آپ تو دنیا کی خوش قسمت ترین ماں ہیں جس کی سب سے عزیز ترین متاع حیات اللہ تعالیٰ کے پیارے نبیؐ کے لیے قربان ہو رہی ہے۔ یہ متاع حیات آپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ ایسی خوش قسمت مائیں اس دنیا میں کم ہی ہوتی ہیں آپ پر اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان اور کرم نوازی ہے۔

آپ نے اپنی والدہ سے مزید کہا کہ گو آپ کے دل میں حسرت تھی کہ میرے بیٹے کی شادی دھوم دھام سے نہیں ہوئی بلکہ نہایت ہی سادگی سے سرانجام دی گئی تو یہ حسرت

Marfat.com

بھی اَب پوری ہو جائے گی! در میری برات کا انداز اب جدا گانہ ہو گا جب میرا جنازہ اُٹھے گا تو وہ دھوم دھام اور شان و شوکت ہو گی کہ لاکھوں مائیں آپ پر رشک کریں گی کہ کاش اُن کے بیٹوں کی بھی اسی طرح دھوم دھام ہوتی۔

والدہ نے غازی صاحب سے کہا کہ پہلے جو ہم نے کہا تو نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں ہرگز نہ مانوں گا اور اس طرح موت تک اپنی مرضی ہی سے سب کچھ کیا مگر اَب آخری بات میں تجھ سے جو کہتی ہوں تو اُس کو مان۔

آپ نے کہا کہ اگر شریعت کے مطابق ہوئی تو مجھے اس کے ماننے میں کوئی تامل اور ہچکچاہٹ نہیں ہو گی۔

اس جواب سے پُر امید ہو کر آپ کی والدہ نے کہا کہ جب شہادت کا وقت قریب آئے تو پھندے کو خود اپنے گلے میں ڈال لینا اور کسی جلاد کو اپنے گلے میں پھندا نہ ڈالنے دینا کیوں کہ یہ لوگ ناپاک ہوتے ہیں۔

غازی صاحب نے کہا کہ اگر آپ کی اس بات پر میں عمل کر دوں تو خودکشی کا مرتکب ہو جاؤں گا! ور میری موت حرام شمار کی جا سکتی ہے۔ اس جواب کو سُن کر والدہ نے معذرت کی کہ جو تمہاری مرضی ہو ایسا کرنا میری یہ بات غلط تھی۔ اس پر ہرگز عمل نہ کرنا۔

بیوی

آخری ملاقات کے وقت آپ نے اپنی بیوی سے معافی مانگی اور کہا کہ مجھے افسوس ہے۔ کہ تمہارے حقوق میں پورے نہ کر سکا! ور امید کرتا ہوں کہ میرے مشن کی وجہ سے مجھے معاف کر دو گی جواب میں محترمہ امیر بانو نے کہا کہ میرے لئے یہ کتنا بڑا اعزاز ہے کہ آپ سے منسلک ہوں

Marfat.com

اور تادم زیست آپ کی ہی منکوحہ رہوں گی۔

چوہدری خیر مہدی خان

آپ کے چچازاد بھائی خیر مہدی نے بھی آپ سے کئی مسائل پر گفتگو کی اور آپ سے پوچھا کہ قبر کے بارے میں بتائیں کہ ہم کہاں کھودیں۔ اس پر غازی صاحب نے جواب دیا کہ اس کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ قدرت خود بخود اس کا بندوبست کردے گی اور موزوں جگہ کا تعین بھی کرے گی مزید کہا کہ اسلامی شعار اپنانا، ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دینا، میری تربت پر آنے والے لوگوں کی خدمت کرنا، ان کو کہتے رہنا کہ صرف درود و سلام کا ورد کریں اور میری بیوی و والدہ کا بھی خصوصی خیال رکھیں۔

آتے ہوئے اذان ہوئی جاتے ہوئے نماز

تھا کتنا مختصر وقت آئے اور چلے

دیگر عزیز و اقارب

بارہ افراد نے آپ سے آخری ملاقات کی۔ ان افراد سے مختلف قسم کی باتیں ہوئیں۔ آخر میں تمام ملاقات پر آئے ہوئے افراد سے کہا کہ آپ لوگ جلدی جلدی مجھ سے مل کر فارغ ہو جائیں کیونکہ میری زندگی کے جو چند لمحات باقی رہ گئے ہیں میں ان کو ضائع کرنا نہیں چاہتا بلکہ عبادت اور ذکر الٰہی میں گزارنا چاہتا ہوں۔

شرابِ عشقِ احمدؐ کی عجب پر کیف مستی ہے

فدا جاں کرکے بھی ایک بوند مل جائے تو سستی ہے

Marfat.com

وصیت نامہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اے اللہ درود بھیج نبی محمد ﷺ آپؐ کی اولاد واصحاب پر اور (بھیج) برکتیں اور سلام

عمومی وصیت

مرید حسین رحمۃ نے اپنی عملی زندگی کا ابتدائی حصہ اسلام کی سربلندی کی تگ و دو میں گزارا۔ اور قتل کے بعد اسارت کے ایام عشقِ رسالتؐ میں تڑپ تڑپ کر گزارے۔ اُن کو معلوم تھا کہ اُن کا رشتہ پوری اُمت مسلمہ سے خصوصی طور پر جڑا ہوا ہے اور اب جبکہ وہ جام شہادت نوش کرنے والے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ اپنے مشاہدات کی روشنی میں مسلمان بھائیوں کی بہتری کے لئے ایک پیام وصیت کی صورت میں دیں۔ یہ پیام آپ کی ایک پنجابی سہ حرفی میں یوں ملتا ہے

ع

عرض مرید مسکین والی یاد رکھیو دل دے نال یارو،
ایہو پند نصیحت وصیت میری ایہو پونجی میری ایہو مال یارو
ایہو خواہش تے ایہو مقصود میرا ایہو شوق تے ایہو خیال یارو
فقط پڑھو درود رسولؐ تائیں ایہو ورد وظائف کمال یارو

خصوصی وصیت

غازی مرید حسین رحمۃ نے اپنے ہاتھ سے جائیداد کے متعلق یہ وصیت لکھی جس پر مجسٹریٹ درجہ

Marfat.com

اوّل عبدالرحیم نے تصدیق کرتے ہوئے دستخط کیے :۔

منکہ مرید حسین ولد عبدل خان قوم کھوٹ قریش ساکن موضع بھلہ تحصیل و تھانہ چکوال ضلع جہلم کا ہوں میری وفات کے بعد میری تمام جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ معہ حصہ شاملات و جھنگی درختاں و مکانات سکنی معہ ملبہ و جائے سفید در رقبہ آبادی الیہ موضع بھلہ و دیگر ہر قسم جائیداد جو کہ مظہر کی مملوکہ و مقبوضہ ہے کی وارث و مالک و قابض میری والدہ مسمات علام عائشہ و میری زوجہ مسمات میراں دختر شاہ نواز خان بمعہ برابر نصف ہوں گی بحیثیت میرے مالک و قابض تصور ہوں گی اور ان کو ھر قسم کا اختیار حاصل ہوگا۔ رہن و بیع و تبادلہ و پٹہ داری کا قطعی اختیار حاصل ہوگا اگر ان ہر دو میں سے کوئی ایک بھی نکاح کر جائے یا فوت ہو جائے تو دوسری سالم حصہ جائیداد کی مالک و قابض ہو گی لیکن نمبری خسرہ . . . . . . اس وصیت مندرجہ بالا سے مستثنیٰ ہو گی۔ ان میں سے نمبری خسرہ . . . واقع رقبہ بھلہ کی مالک و قابض میری زوجہ مسماۃ میراں دختر شاہ نواز خان واحد بعوض حق مہر ہو گی اور . . . . . اراضی زرعی . . . . نمبری خسرہ . . . . . . کی مالک و قابض مسجد کلاں موضع بھلہ ہو گی۔ مسجد مذکورہ کو رہن و بیع و تبادلہ و پٹہ داری وغیرہ کا ہر قسم کا قطعی اختیار حاصل ہو گا بحیثیت میرے ان ہر دو کو . . . . اوّل مزارعہ زمین و دوسری سفید قطعہ زمین آبادی الیہ موضع بھلہ مذکورہ بالا کی مالک و قابض تصور ہوں گے :۔

بقلم خود مرید حسین ولد عبدل خان قوم کھوٹ قریش ساکن بھلہ

تاریخ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

Marfat.com

شہادت

ہو صداقت کیلئے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جان پیدا کرے

لباس کی تیاری

آپ کی شہادت میں چند روز باقی تھے کہ آپ نے جیل سپرنٹنڈنٹ کو بتایا کہ میں شہادت کے وقت جیل کی طرف سے قانوناً پہنایا جانے والا کالا لباس نہیں پہنوں گا بلکہ اپنی پسند کا گھر سے بنا ہوا لباس زیب تن کر کے شہادت پاؤں گا۔ سپرنٹنڈنٹ نے پہلے تو معذوری ظاہر کی کہ یہ تو قانون ہے۔ میں اس کے خلاف کیسے آپ کی خواہش پوری کر سکتا ہوں لیکن بعد میں معاملہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اُس نے عدالت عالیہ سے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا کہ غازی صاحب کے عدم تعاون کی وجہ سے ہندو مسلم فساد کا اندیشہ ہے کیونکہ لوگوں کو اُن سے بہت عقیدت ہے اس وضاحت کی بنا پر حکام بالا نے اجازت دے دی کہ غازی صاحب اپنی مرضی کا لباس پہن کر شہادت پا سکتے ہیں۔ چنانچہ ورثاء کو اطلاع دے دی گئی جنہوں نے آپ کی پسند کے مطابق کپڑا لے کر جہلم ہی میں سلوا لیا۔ کالا کپڑا نہ پہننے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے پیر کامل کو کالی اشیاء سے نفرت تھی۔ اس بات کی طرف آپ نے اپنے شعر میں یوں اشارہ کیا ہے ۔

راضی رضا میں ہوں تیری اے پیر خواجہ صابری
چیز تجھ کو ناپسند جو مجھ پر وہ مطلق حرام

Marfat.com

تختہ دار پر

عبدالرحیم مجسٹریٹ درجہ اوّل آپ کی شہادت پر مامور تھے۔ آخر کار ۱۳، ۲ستمبر ۱۹۳۰ء بروز جمعۃ المبارک کی صبح وہ مبارک گھڑی آنے لگی۔ جس کے آپ مدت سے منتظر تھے۔ آپ نے غسل کیا، اپنی خواہش کے مطابق گھر کے بنے ہوئے کپڑے پہنے پھر نماز ادا کی اور نوافل پڑھے۔

پولیس کی موجودگی میں آپ کو مقام شہادت کی طرف لایا گیا۔ آپ اس وقت مطلقاً پشیمان یا ہراساں نہ تھے۔ بڑی جوانمردی کے ساتھ دار کی طرف گئے کیونکہ آپ کو یقین محکم تھا کہ آپ اصل میں بارگاہ رسالتؐ کی طرف جا رہے ہیں۔

پھر آپ کو تختۂ دار پر کھڑا کیا گیا، ہاتھ پاؤں کس دیئے گئے، آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ دی گئی اور سر پر خود چڑھا دیا گیا۔

تختہ دار پر چڑھانے والوں کا بیان ہے کہ غازی صاحب شہادت کے وقت نہایت مسرور اور ہشاش بشاش تھے۔ وہ لگاتار درود پاک پڑھ رہے تھے۔ آپ کو کہا گیا کہ زبان کو حرکت دینا بند کر دیں۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ آپ لوگ اپنے کام کی تکمیل کریں میں تو اپنا ورد جاری رکھوں گا۔ . . . . . اس وقت کے جذبات کی ترجمانی آپ شہادت سے قبل ہی اپنے شعروں میں یوں کر چکے تھے: ؎

یا الٰہی اس اسیر خستہ جان کو دار پر
خواہش دیدارِ احمدؐ کے دگر کچھ بھی نہیں

تختہ دار اُتے چڑھ کے پیا آکھاں صدقہ حسن حسین دا اج میری
بینا کر منظور دربار اندر کرناں عرض میں آخری وار سائیں

Marfat.com

پھر آپ کے گلہ میں رسہ ڈال دیا گیا۔ . . . عبدالرحیم مجسٹریٹ کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا . . . . . . پھر ایک خفیف اشارے سے آپ کے پاؤں کے نیچے سے تختہ دار کھینچ لیا گیا . . . . چند ہی لمحوں میں آپ کی روحِ مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی . . . . . .

ڈاکٹر نے موت کی تصدیق کی۔ اور لاشہ مبارک کو اتار لیا گیا . . . . . .

عشقِ رسالت ﷺ نے ان میں اس قدر ایثار اور مٹ جانے کا جذبہ پیدا کر دیا تھا کہ دنیا دنگ رہ گئی۔

غازی مرید حسین شہید رح نے اپنے قول و عمل سے پروانہ رسول ﷺ ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا ایسا ثبوت جس پر تاریخِ اسلام ہمیشہ ناز کرتی رہے گی۔ ایسے پروانوں کو کوئی چیز فنا نہیں کر سکتی۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اُن کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

پیرِ کامل کا خراجِ عقیدت

حضرت خواجہ عبدالعزیز رح صاحب چاچڑوی نے شہادت پر آپ کو بدیں ہم کے ان اشعار میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے

سرخیل عاشقاں ہوئے سردار ہو گئے
سر دے کے دار پر جو سزاوار ہو گئے
ذوقِ فنا سے جب خبردار ہو گئے
اہلِ نیاز خاک در یار ہو گئے
بے شک وہ محرمِ اسرار ہو گئے
بیہوشیوں میں رہ کے جو ہوشیار ہو گئے

Marfat.com

نمازِ جنازہ اور تکفین

دنیا سے دل لگا کے تجھے کیا ملا اسیر
اب عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی جان دے کے دیکھ لے

میت کو غسل

جہلم شہر کے ایک مولانا صاحب صبح سویرے ہی جیل میں گئے اور مبارک میت کو غسل دیا اور ساتھ ہی کفن بھی پہنا دیا۔ عاشقِ صادق کی اشیاء آپ کے چچازاد بھائی کے حوالے کر دی گئیں اور پھر دستخط لے کر میت بھی ان کے حوالے کر دی گئی۔

عقیدت مندوں کا ہجوم

آپ کی شہادت کی تاریخ کی خبر پورے علاقہ میں پھیل چکی تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے دیدار کے مشتاق جہلم پہنچ گئے۔ اس کے علاوہ آس پاس کے دیہاتوں سے جوق در جوق لوگ اپنے کام کاج چھوڑ کر آ رہے تھے۔ یہ لوگ آپ کے جنازہ میں شامل ہونا چاہتے تھے اور دیدار کی سعادت بھی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جہلم شہر کی عدالتی کارروائی نرم تھی اور شہر کی اکثر دکانیں بھی بند تھیں۔ اس شہر کے گلی کوچے درود و سلام کی آواز سے گونج رہے تھے۔ آپ کے زندہ جاوداں کارنامے کو ہر ایک مسلمان ہندوؤں کے خلاف اپنی فتح سمجھتا تھا۔

Marfat.com

جہلم میں جنازہ

عاشقِ رسولؐ کے دیدار کرنے والے مرد و زن کی کثیر تعداد دیکھ کر حکام گھبرا گئے اگرچہ انہوں نے پولیس کی کثیر حفاظتی گارڈ کا پہلے ہی بندوبست کیا ہوا تھا۔ سٹی مجسٹریٹ نبی احمد نے کافی غور و خوض کے بعد شہر میں صرف جنازہ پڑھنے کی اجازت دی۔ تقریباً نو بجے کے قریب آپ کا جنازہ ایک کھلے میدان میں پڑھا گیا۔ جنازہ کے بعد صرف چند لوگوں کو دیدار کی اجازت دی گئی اس کے بعد آپ کی میت کو سرکاری گاڑی میں ڈال کر پولیس کی نگرانی میں چکوال کے ایس ڈی او سید نثار قطب صاحب کی سرکردگی میں میانی کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

دینہ میں جنازہ

دینہ اور قرب و جوار کے لوگ سڑک روک کر غازی مرید حسین شہیدؒ کی زیارت کے آرزو مند تھے۔ آپ کی میّت وہاں آنے پر لوگوں نے اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار کیا اور فلک شگاف نعرے لگائے اور جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ راٹھیاں موڑ پر وارثوں کے مطالبہ پر آپ کی میت کو پولیس کی گاڑی سے اتار کر ملک اللہ بخش ساکن مکھیال کی بس میں رکھا گیا اور پھر یہ قافلہ آگے کی طرف روانہ ہوا۔

سوہاوہ میں جنازہ

سوہاوہ میں بھی لوگوں کی ایک کثیر تعداد آپ کا دیدار کرنے اور جنازہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے پہلے ہی موجود تھی۔ یہاں پر بھی آپ کی میّت مبارک کا مثالی

Marfat.com

استقبال کیا گیا اور جنازہ پڑھا گیا۔

ملہال میں جنازہ

ملہال میں بھی آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور اس طرح بڑی تعداد میں لوگ اس سعادت سے مستفید ہوئے۔

خان پور میں جنازہ

خان پور میں بھی لوگ پہلے ہی آپ کی میت کے منتظر تھے۔ جوں ہی آپ کا قافلہ یہاں پہنچا تو نہایت عقیدت سے استقبال کیا اور بعد میں نماز جنازہ ادا کیا گیا۔

سہگل آباد میں جنازہ

سہگل آباد میں بھی آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔ بوڑھے مردوں عورتوں، بچوں اور جوانوں پر مشتمل عقیدت مندوں کا ہجوم پہلے ہی سے سڑک پر موجود تھا۔ اس ہجوم نے جوش عقیدت سے پہلے ہی سڑک کی ناکہ بندی کی ہوئی تھی کہ مبادا آپ کے لاشہ مبارک کو یہاں پر روکے بغیر ہی قافلہ آگے گزر جائے! ور لوگ آپ کے دیدار کی سعادت اور جنازہ سے محروم رہ جائیں۔ آپ کا قافلہ سہگل آباد پہنچ کر خود بخود رک گیا۔ پیر ترمنی صاحب نے خیر مہدی کو کہا کہ وارث کو چاہیئے کہ صرف آخری بار جنازہ پڑھے۔ اس کے بعد ایک کھلے میدان میں حضرت بابا زمان شاہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ دُور دراز سے لوگ آئے ہوئے تھے! ان کا جوش دیدنی تھا اور فضا نعرہ ہائے تحسین و آفرین سے گونج رہی تھی۔ نماز جنازہ کی ادائیگی اور زیارت کرانے کے

Marfat.com

بعد یہ قافلہ آگے کی طرف روانہ ہوگیا۔

ڈب میں آرائشی دروازے اور جھنڈیاں

اسلام کی غیرت پر مٹنے والے اس عظیم انسان کا مثالی استقبال موضع ڈب میں بھی کیا گیا وہاں پر صوبیدار غلام جیلانی اور دوسرے حضرات نے آرائشی دروازے بنائے اور رنگ برنگی جھنڈیاں لگائیں۔ قافلہ آنے پر آپ کے جسد مبارک کا دیدار کیا گیا اور پھر جب قافلہ بھلہ کی طرف روانہ ہوا تو اس پر پھولوں کی بارش کی گئی۔

بھلہ میں روح پرور منظر

بھلہ میں آپ کے استقبال اور جنازہ میں شرکت کے لئے بے شمار لوگ پہلے ہی قرب و جوار سے آکر جمع تھے۔ یہاں پر بھی وسیع پیمانے پر آرائشی دروازے بنائے گئے اور جھنڈیاں لگائی گئی تھیں ہر طرف خوشبو ہی خوشبو بکھری ہوئی تھی۔ ایک ایسا روح پرور منظر تھا جس کی مثال مشکل ہی سے ملے گی۔ گلیوں اور کھلی جگہ کے علاوہ مکانوں کی چھتیں بچوں جوانوں بوڑھوں اور عورتوں سے بھری ہوئی تھیں۔ جب آپ کی میت گاؤں پہنچی تو سب سے پہلے اس کو بس سے اتار کر چارپائی پر رکھا گیا پھر آپ کی والدہ نے اعلان کیا کہ کوئی شخص آپ کی میت پر گریہ زاری نہ کرے بلکہ درود و سلام پڑھنے کا سلسلہ شروع کردیں۔ تمام لوگوں کو کہا گیا کہ گلیوں میں دو رویہ کھڑے ہوجائیں۔ اس کے بعد تمام گاؤں سے آپ کی میت گزاری گئی۔ لوگوں نے کھڑے ہوکر اور مکان کی چھتوں سے آپ کا دیدار کیا۔ عطر و پھول نچھاور کئے۔ بھلہ میں ہندوؤں کی اکثریت تھی انہوں نے بھی آپ کی زیارت کی۔ اور آپ کی عظمت کو سراہا۔ کیونکہ لوگوں کا کسی اور جگہ سمانا

Marfat.com

مشکل تھا لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ بھلہ اور **کریالہ کے** درمیان وسیع میدان میں نماز جنازہ پڑھیں۔ چار بجے کے قریب اس وسیع میدان میں مولوی غلام محمد ساکن سدوال نے نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تقریباً ستر سے زیادہ ہی صفیں تھیں۔ جنازہ پڑھنے کے بعد لوگوں کو کہا گیا کہ اسی طرح کھڑے رہیں! اور پھر آپ کی میت کو جنازہ کی صفوں میں دیدار کے لئے پھرایا گیا۔

تیاری

زیارت کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ کی تکفین شروع ہوئی۔ لوگوں کا اتنا ہجوم تھا کہ ایس ڈی او چکوال خود گر گئے۔ لحد میں اتارنے سے قبل خاکسار تحریک کی ایک جماعت نے چوہدری گل شیر سالار چکوال کی قیادت میں آپ کو سلامی پیش کی۔ بھلہ کے شمال میں آپ کی اپنی زمین پر پہلے ہی دفن کی جگہ کو تجویز کر کے قبر کھودی ہوئی تھی۔ جمعۃ المبارک کی سہ پہر کو آپ کے جسد مبارک کو انتہائی عقیدت سے لحد میں اتارا گیا۔

لحد میں پیر کامل کا پیغام

جب آپ کی میت مبارک قبر میں اتار دی گئی تو قبر کے اوپر چاروں طرف چادریں تان دی گئیں پھر لحد میں اتر کر قاضی غلام مہدی نے پیر کامل کا پیغام پہنچایا اس حقیقت کو ریاض چشتی نے اپنی کتاب "حیاتِ عزیز" کے صفحہ ۸۵/۸۶ میں یوں رقم کیا ہے۔

"آنجناب (حضرت عبدالعزیزؒ) کی آخری علالت اس طویل سفر کے دوران ظہور ہوئی جس کا آغاز ۱۹۳۷ء کے اواخر میں ضلع گجرات سے ہوا۔ اس سال ستمبر کے آخری ایام میں آپ کے

Marfat.com

ایک عاشق رسولؐ مرید غازی مرید حسینؒ ساکن بھلہ۔ چکوال کو جرم عشق کی پاداش میں جام شہادت نوش کرنا تھا۔ آپ اس وقت شہر جہلم کے نزدیک ضلع گجرات کے کسی مقام (لالہ موسیٰ) پر قیام پذیر تھے۔ آپ نے شہادت کی مقررہ تاریخ پر اپنی جانب سے اپنے ایک دوسرے مرید باخصاص حضرت قاضی غلام مہدی کو اس ہدایت کے ساتھ جہلم روانہ کیا کہ بوقت شہادت موجود رہیں اور پروانہ رسالتؐ کی میّت کے ہمراہ بھلہ جاکر آخری رسوم میں آپ کی نمائندگی کریں۔ قاضی صاحب کو مزید ہدایت یہ ہوئی کہ جب شہید عشق کے جسد خاکی کو لحد میں اتارا جائے تو اس کے کان میں فلاں الفاظ پہنچائے جائیں (ان الفاظ کے انکشاف کی اجازت نہیں دی گئی اور قاضی صاحب نے تادم آخر راز کو راز ہی رکھا) قاضی صاحب نے ان ہدایات کو پوری طرح ملحوظ رکھا۔ موصوف کا بیان ہے کہ جب میں نے شہید محبت کو پیام شوق سے آگاہ کیا تو مجھے اس کی لبوں میں حرکت کا احساس ہوا۔ اور میں خوف کے مارے جلدی سے باہر نکل آیا"

تکفین

پھر تکفین کا آخری مرحلہ آیا۔ بھیرہ ضلع سرگودھا سے جو تلوار آپ نے راج گوپال کو قتل کرنے کے لئے بنوائی تھی وہ بھی آپ کے جسدِ مبارک کے ساتھ رکھ دی گئی۔ اس کے بعد آپ کے دوست مولانا بخش نے پتھر لگائے اور پھر مٹی ڈالنے کا کام مکمل کیا گیا۔ تکفین کے وقت ہزاروں کی تعداد میں لوگ درود و سلام پڑھ رہے تھے۔ قرآن مجید تلاوت کر رہے تھے اور واہ واہ سبحان اللہ کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ خراج عقیدت کے اظہار کے طور پر لوگ کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ موت دے تو ایسی دے۔

اور اگر زندگی عطا ہو تو ایسی جس پر لاکھوں زندگیاں رشک کریں۔ ؎

ہے رشک ایک خلق کو "غازی" کی موت پر — یہ اُس کی دین ہے جسے پروردگار دے"

(مولانا محمد علی جوہر)

Marfat.com

بعد کے حالات

مبارک جگہ

غازی و شہید مرید حسینؒ اور مصنف کے آباؤ اجداد مشترکہ کھیتی باڑی کرتے تھے اور اکثر کھلیان وہاں ہوتا جہاں آپ مدفون ہیں اور روضہ مبارک ہے۔ ہمارے خاندان میں آباؤ اجداد کے بزرگوں کے حوالے سے یہ روایت چلی آرہی تھی کہ کھلیان کی جگہ والی زمین نہایت ہی مقدس ہے مگر اس کی وجہ کسی کو معلوم نہیں تھی۔ جب یہ جگہ غازی و شہید مرید حسینؒ کا مدفن بنی تو آباؤ اجداد کی روایت کی حقیقت معلوم ہو گئی۔

غازی محل کی تعمیر

غازی مرید حسینؒ نے شہادت پا کر اپنی ہستی کو لازوال شہرت بخش دی۔ ان کی عظمت کو خراج عقیدت دینے کے لئے ضروری تھا کہ ان کی قبر پر ایک روضہ تعمیر کیا جائے اور ساتھ ہی مسجد بھی بنائی جائے تا کہ عقیدت مندان کے مزار پر آ کر قرآن پاک کی تلاوت کریں، درود و سلام پڑھیں اور اسلامی درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری کیا جا سکے۔ انہی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے غازی محل کی تعمیر کی گئی۔ پیر صاحب چاچڑوی نے بھلا میں قیام کر کے بذات خود تعمیر کے کام کی نگرانی کی اور لوگوں نے اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بعد کے سالوں میں روضہ اور مسجد کی توسیع کر کے ان کو شاندار بنا دیا گیا۔

Marfat.com

حضرت عبدالعزیزؒ چاچڑوی کی رحلت

شہید مرید حسین کے مرشد حضرت عبدالعزیزؒ کا سلسلہ نسب پنجاب کے مشہور مخدوم خاندان حضرت خواجہ بہاؤالحق ملتانی سے جا ملتا ہے۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ کے بزرگ حضرت قمر الدین سیالویؒ کے ہاتھ پر بیعت کی آپ اکثر وجدانی کیفیت میں رہتے اور قلندر کے نام سے معروف تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی لاہور میں مرزا غلام احمد قادیانی سے مناظرہ والی جماعت میں آپ بھی شامل تھے۔ آپ اپنے مرید صادق کی شہادت کے بعد اکثر مغموم رہتے۔ البتہ ان کے ذکر سے خوش ہوتے کہ اتنے بڑے معرکے سے سرخروئی حاصل کرلی۔ ایک دفعہ اہل مجلس سے فرمایا کہ مرید حسین کے جذبہ عشق کو سمجھنا بہت ہی مشکل ہے ان میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا وہ کوہ آتش تھا کہ اگر اس کی ایک چنگاری بھی کسی کو حاصل ہو جائے تو قیامت تک اس کی قبر سے شعلے بلند ہوتے رہیں گے۔ مرید حسین شہید کے ذکر پر اکثر فرماتے کہ مجھ میں وہ مستی کہاں جو میرے دیوانے میں ہے۔ ایک دفعہ آپ کے پوچھنے پر چوہدری خیر مہدیؒ نے بتایا کہ میں نے غازی محل کی نگہداشت کے لئے ایک نوکر مقرر کر دیا ہے تو سخت خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ خود خدمت سرانجام دو اور ساتھ ہی میاں محمد بخشؒ کا یہ شعر بھی پڑھا۔

غیراں ہتھوں جائز ہوندی نہ خدمت دلبر دی

بادشاہاں دے بدلے یارو خلق نمازاں پڑھدی

غازی و شہید مرید حسین کی شخصیت کو چار چاند لگانے، عشق حقیقی کی طرف

Marfat.com

گامزن کرنے اور تختہ دار تک چڑھتے وقت تک ان کے پائے استقلال میں لرزش نہ آنے میں آپ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ آپ اپنے مرید صادق کی شہادت کے دس ماہ بعد 1938ء میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ اور چاچڑ شریف میں دفن ہوئے۔

بیوی کی وفات

آپ کی زوجہ محترمہ امیر بانو کا انتقال 1943 میں ہوا اور انہیں آپ کی قبر سے ملحق مشرق کی جانب دفن کیا گیا۔

والدہ کا سفر آخرت

غازی مرید حسین شہیدؒ کی والدہ محترمہ غلام عائشہ نے 15 نومبر 1962 کو اس دنیا سے کوچ کیا چنانچہ ان کو آپ کی قبر سے ملحق مغرب کی طرف دفن کیا گیا شہادت پاتے وقت غازی مرید حسینؒ نے جو لباس زیب تن کیا ہوا تھا اس کو بھی ساتھ ہی قبر مین دفن کر دیا گیا۔

غازی کمپلیکس چکوال

چکوال میں نیا ضلع بننے پر دفتری عمارات کی تکمیل مکمل ہوئی تو ڈپٹی کمشنر ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی نے کمپلیکس کا نام تجویز کرنے کے لئے ضلع بھر سے اہل سلفوں سے نام طلب کئے۔ اس کے جواب میں ضلع کی مختلف تاریخی شخصیتوں کے نام تجویز کئے گئے۔ غازی صاحب کے ایک عاشق منیر نوابی صاحب سابقہ پرنسپل گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول سہگل آباد نے غازی مرید حسینؒ شہید کی نسبت سے غازی کمپلیکس کی

Marfat.com

تجویز پیش کی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے تمام ناموں کی قرعہ اندازی کرائی جس پر چکوال کے ضلعی دفتروں پر مشتمل عمارت کا نام "غازی کمپلیکس" برآمد ہوا اور یوں 1988 سے یہ عمارات "غازی کمپلیکس" کے نام سے موسوم ہیں۔

چوہدری خیر مہدیؒ

غازی و شہید مرید حسینؒ کے چچازاد بھائی چوہدری خیر مہدیؒ کی شخصیت اس لحاظ سے قابل ستائش ہے کہ انہوں نے شہادت کے بعد اس نابغہ روزگار ہستی کو متعارف کرانے میں اہم کردار سرانجام دیا۔ آپ ہی وہ واحد شخصیت تھے جو بچپن سے لے کر شہادت تک آپ سے منسلک رہ کر ہر واقعہ سے بخوبی آگاہ تھے۔ آپ کی یادداشت انتہائی قابل داد تھی اور غازی مرید حسین شہیدؒ سے منسوب ہر واقعہ کو بہترین طریقے سے بیان کرتے تھے۔ حقیقت میں آپ غازی و شہید مرید حسینؒ پر ایک چلتی پھرتی کتاب تھے۔ جس کو میں نے ایک خوبصورت اور دل پسند انداز دے کر قارئین کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ کا انتقال 2001 میں ہوا اور اپنی بہن محترمہ امیر بانو کی قبر کے ساتھ مشرق کی جانب مدفون ہوئے۔

عرس

ہر سال 18-17 رجب کو غازی محل میں غازی و شہید مرید حسینؒ کا عرس منا کر ہدیہ عقیدت پیش کیا جاتا ہے اور آپ کی زندگی کے شاندار پہلوؤں سے روشناس کرایا جاتا ہے تا کہ نئی نسل میں اسلام سے محبت اور حضور اکرم ﷺ سے عشق پیدا ہو۔

Marfat.com

اردو اور پنجابی شاعری

غازی وشہید مرید حسینؒ بچپن ہی سے ذوق سخن رکھتے تھے اور فہم سخن سے بھی آشنا تھے۔ آپ اردو شاعری میں زیادہ تر غالب، ذوق اور دیگر قدیم شعرا کو پسند کرتے تھے جبکہ پنجابی زبان کی شاعری میں آپ گوہر، اللہ دتہ، قمر، وارث شاہ، دلّا، علی حیدر، بوٹا اور قادر کے گرویدہ نظر آتے ہیں۔ آپ نے اپنے اردو اور پنجابی کلام میں کئی تخلص استعمال کئے زیادہ تر ایم۔ ایچ (مرید حسین)، مرید، اسیر، مسکین اور مہجور کو بھی استعمال کیا ہے۔ آپ کی شاعری کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ شروع میں روایتی رومانی شاعری اختیار کی بعد میں انقلابی اور اصلاحی شاعری کا دور شروع ہوا اور اسارت کے بعد عارفانہ اور صوفیانہ شاعری پر طبع آزمائی کی۔

آپ کا عارفانہ کلام بے حد پر تاثیر ہے وجہ یہ ہے کہ آپ عشق حقیقی کی لذت سے روشناس ہو چکے تھے۔ جس کی کیفیات کسی وقت بھی سیل بیکراں ہو کر بہترین شعری قالب میں ڈھل جاتے جس کے پڑھنے پر دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ آپ نے واردات قلبی کی سچی تصویر کو مخصوص زاویہ فکر پر رکھ کر پر تاثیر شعری زبان میں بیان کیا ہے۔

آپ کے کلام میں بے شمار شعری محاسن ہیں جو ایک بلند پایہ شاعر کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ آپ کا انداز بیان دلکش اور پر کشش ہے۔ لہجے میں بانکپن ہے۔ آپ کو اسالیب اظہار پر قدرت حاصل ہے۔ کلام میں موسیقیت کی صفات ہیں۔ پنجابی اور اردو کلام کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

ل لوک سارا سکھ دی نیند سوندا، بے چین بندہ بے آرام پھردا
کدیں فال پاواں کدیں بھراں دائرے کدیں خانقاہیں سلام پھردا
کدیں پچھد اپنڈتاں جوتشیاں تھیں کدی ہواواں نوں دیندا پیغام پھردا
جا کے آکھ دینا پیارے یار تائیں تیرے دم دا نوکر غلام پھردا

ن ننگ دھڑنگ ملنگ ہو کے مٹی خواری دی عمر گزائیے کی
لا کے انگ بھبھوت لفنگ ہو کے بھسڑ چھائی دی گھڑی گزاریئے کی
نہ کوئی رنگ نہ ڈھنگ نہ وقت ویلا بناں سنگ دے گیتی سنواریئے کی
ایم۔ ایچ پتنگ دی کنگ نائیں بناں کنگ دے گڈی جھلاریئے کی

ژ ژال ہے نام پہلوان اس دا، کشتی کرے جو نال شیطان ہر دم
بنگری پا ایمان دی داؤ مارے سٹے دور تے کرے بیجان ہر دم
مارے غصہ غرور تے نفس نالے جیہڑے ضرب شیطان سامان ہر دم
ایم۔ ایچ لاحول تلوار پھڑ کے کرے قتل نہ دیوے امان ہر دم

Marfat.com

تلوار خون سے رنگ لو ارمان رہ نہ جائے
بسمل کے سر پر کوئی احسان رہ نہ جائے

انسان کسی کے دل میں تم اپنا گھر بنا لو
دل خانہ خدا ہے ویران رہ نہ جائے

سب اپنے اپنے گھر سے دشمن کو تم نکالو
فردوس کے چمن میں شیطان رہ نہ جائے

بھر بھر کے جام دے دو ہم میکشوں کو ساقی
محفل میں کوئی پیاسا مہمان رہ نہ جائے

آئے وہ گھر سے اپنے بن ٹھن کے زیب تن سے
آخر کا معرکہ ہے میدان رہ نہ جائے

مریض عشق کے راتوں کو بڑی مشکل سے سوتے ہیں
جنہیں سچی محبت ہو - وہ کب راتوں کو سوتے ہیں

Marfat.com

حرف آخر

عشاق حضورؐ کے اوائل اسلام سے آج تک کے واقعات اور تحفظ ناموس مصطفیٰؐ کے نام پر قربان ہونے والوں کی ایمان افروز داستان عقیدت تواتر سے تاریخ اسلام کے سنہری باب کا حصہ ہیں۔ ان شہیدان مصطفیٰؐ نے وہ کام کر دکھائے جو منظم سپاہ سے بھی ناممکن تھے انہوں نے ناموس رسالت کی برتری کو زمانے پر ثبت کر دیا اور تاریخ اسلام میں نئے باب رقم کئے۔ ان کے لئے موت فقط ایک پل کی طرح تھی جسے عبور کر کے وہ اپنے محبوب حضرت محمدؐ سے ملنا چاہتے تھے جس کیلئے وہ بیقرار تھے۔

یہ شہیدان رسولؐ ہمارے لئے پیغام چھوڑ گئے کہ محبت صرف زبانی دعاوی کا نام نہیں بلکہ موت کے ہاتھ پر آنکھوں میں آنکھ ڈال کر بیعت کرنے کا دوسرا نام ہے۔ کتاب عشق کا اگرچہ ہر ورق ایمان افروز ہے لیکن معرکہ کربلا عشق و محبت کی ایک نہایت اعلیٰ مثال ہے۔ اسی مثال کو حسینی نسبت سے مرید حسینؓ نے عملی ثبوت فراہم کیا۔

ماضی، حال یا مستقبل ہو ہر زمانے میں حضورؐ کی عزت و ناموس پر کٹ مرنے کا جذبہ موجود تھا، ہے اور رہے گا لیکن عشق و عقیدت کی کٹھن راہوں پر وہی چل سکتا ہے جس کے دل میں محبت مصطفیٰؐ کی شمع پوری آب و تاب سے جل رہی ہو اور عشق مصطفیٰؐ کا سمندر پورے جوش سے ٹھاٹھیں مار رہا ہو۔ عشق کی یہ تڑپ بھی دراصل مومن کی متاع حیات اور حقیقی دین ہے اور جب یہ تڑپ خون میں سرایت کر جاتی ہے تو اس خون کا اگر ایک قطرہ سمندر میں ڈال دیا جائے تو مچھلیاں بھی بے تاب ہو کر باہر آ جائیں گی۔

مولانا جامی کے مطابق۔

یک قطرہ از خون جامی چوں بدریا افگنی
جگر سوزاں، دل تاباں، ماہی ز آب آید بیروں

Marfat.com

حضور ﷺ کی ذات، اقوال، ارشادات، فرمودات، احکامات اور آپ کی سیرت کا ہر ہر نقش ہمارے لئے مقدس ہے۔ ان کا دل سے احترام ہماری روح کی گہرائیوں میں سمایا ہوا ہے۔ ان سے انس کر کے ہم اپنے لئے محبت و عشق کا سرمایہ حیات اور نعمت عقبیٰ حاصل کرتے ہیں۔ اس مقدس ہستی کی بارگاہ میں تو احترام کی یہ حالت ہے کہ بلند آواز سے بات کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

اپنی پلکوں سے دریار پر دستک دینا اونچی ہوئی آواز، عمر کا سرمایہ گیا

دراصل آپ کی بے عیب شخصیت کا تصور ہی قوت ایمانی ہے جو آپ کے نام لیواؤں کو موجزن کرتی رہتی ہے۔ یہ قوت بڑھ کر جب وارفتگی کا روپ دھار لیتی ہے تو پھر جاںنثاری اور جاں سپردگی کی کیفیات طاری ہو جاتی ہیں۔ محبوب سے شیفتگی کے علاوہ اس کی ہر ہر ادا سے انس و پیار ہوتا ہے اور جب کوئی گستاخ اس میں خلل ڈال کر اس کو داغ دار کرنے کی کوشش کرتا ہے تو سب کچھ اپنے ایمان کے لئے داؤ پر لگانا پڑتا ہے۔ آئیں ہم اپنے آپ میں غور کریں کہ ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر ناموس مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے ہم کتنے متحرک ہیں

۱۔ ناموس رسالت ﷺ کیلئے ہم نے کیا اقدام کئے ہیں ۲۔ کیا ہمارے علم میں کوئی دل آزار تحریر، کتاب یا مواد آیا ہے جس سے ناموس رسالت ﷺ پر زد پڑتی ہو۔ ہم نے اس کے تدارک کیلئے کیا قدم اٹھایا ۳۔ وقت کے راجپالوں کو جہنم رسید کرنے کیلئے ہم نے کیا کیا ہے اور شرار بولہبی کے مقابلے کیلئے ہم کس حد تک کوشاں ہیں۔

Marfat.com

غازی وشہید مرید حسینؒ میموریل کمیٹی بھلا (چکوال)

غازی وشہید مرید حسینؒ کی تعلیمات وزندگی میں کئے گئے عملی جہاد کو مشعل راہ بناتے ہوئے چوہدری غلام اکبر کہوٹ قریش منتظم اعلیٰ غازی محل کی زیر سرکردگی غازی وشہید مرید حسینؒ میموریل کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ جس کے مقاصد یہ ہیں:۔

۱۔ آپ کے یوم شہادت پر ہر سال 18-17 رجب کو عرس منانا۔

۲۔ خاندان کہوٹ قریش کے مشاہیر اور ان کے عظیم سپوتوں کے کارناموں سے نئی نسل کو روشناس کرانا۔

۳۔ اسلام کے دشمنوں اور حضور ﷺ کے گستاخوں کو صفحہ ہستی سے مٹانا۔

۴۔ غازی وشہید مرید حسینؒ کی خصوصی وصیت کے مطابق حضور ﷺ کی محبت و عشق کا بیج بو کر لوگوں کے دلوں میں درود پاک پڑھنے کی لگن پیدا کرنا۔

۵۔ حفظ قرآن پاک اور دین اسلام کے درس وتدریس کیلئے غازی محل میں جامعہ غازی کا قیام جس میں کثیر تعداد میں بچے زیر تعلیم ہیں۔

۶۔ طلباء وطالبات میں دو قومی نظریے کی اہمیت اجاگر کرنا۔

آپ بھی اپنا تعاون اور خدمات پیش کر کے اس جہادی مشن میں شامل ہوں۔

غازی وشہید مرید حسینؒ کی سوانح حیات پر کتابیں

۱۔ غازی وشہید مرید حسینؒ (مختصر حالات زندگی) (۲) غازی وشہید مرید حسینؒ (اجمالی سوانح حیات) (۳) غازی وشہید مرید حسینؒ (مفصل سوانح حیات) (۴) غازی وشہید مرید حسینؒ کی اردو شاعری (۵) فراق دے بین (پنجابی شاعری) (۶) شہیدان ناموس مصطفیٰ ﷺ

Marfat.com

Marfat.com

یارب کائنات

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کر دے

روضہ مبارک غازی وشہید مرید حسینؒ

واہ واہ غازی مرید حسینا
رنگ دھنی نوں لایا ای

Marfat.com